اَذکارِ نوشہ گنج بخش

حالاتِ حیات

شیخ الاسلام حضرت سید حافظ شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش مجددِ اکبر قادری قدس سرہ

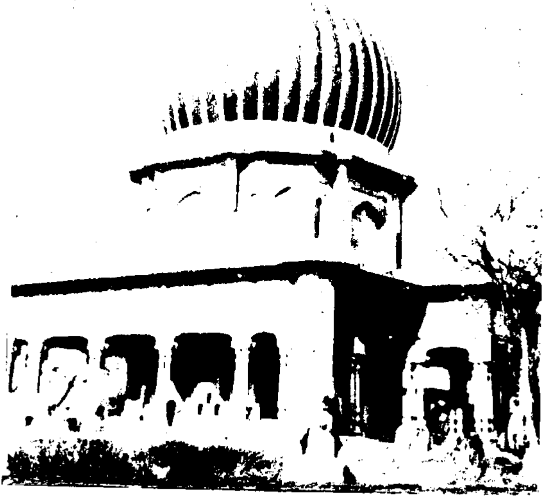
مرتب

محمد اشرف نوشاہی

ناشر

ادارہ معارفِ نوشاہیہ

ساہن پال شریف ضلع منڈی بہاؤالدین (پاکستان)



روضۂ مبارک

شیخ الاسلام حضرت سید حافظ شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش مجددِ اکبر قادری قدس سرہٗ

ساہن پال شریف ضلع منڈی بہاؤالدین (پاکستان)

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	اذکارِ نوشہ گنج بخش
مآخذ و مراجع	شریفُ التّواریخ ۔ تذکرہ نوشہ گنج بخش
مجوّز نام کتاب	جناب صاحبزادہ سید ریاض الحسن شاہ صاحب نوشاہی مدظلہ العالی
نتیجۂ روحانی تصرفات	از جناب قبلہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی صاحب
مُرتّب	محمد اشرف نوشاہی
ترغیبِ مُرتّب	جناب سائیں محمد لطیف نوشاہی
کتابت	محمد اشرف نوشاہی
مترجم عربی عبارت	جناب گل بادشاہ زاہد مدرس جامعہ سلیمانیہ رضویہ مانگٹ شریف
مترجم فارسی عبارت	جناب میاں اللہ دتہ صاحب امام مسجد حق چار یار موضع میکن
نشر و اشاعت	ادارۂ معارف نوشاہیہ ساہن پال شریف
سرپرستیِ اشاعت	جناب سید ریاض الحسن شاہ صاحب نوشاہی مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ نوشاہیہ شرافتیہ ساہنپال شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین
تعاونِ اشاعت	احباب بزم نوشاہی نوشہ آباد ڈھل شریف
مطبع	پھالیہ پرنٹنگ پریس قادر آباد روڈ پھالیہ محفل پرنٹرز مغل مارکیٹ پھالیہ
تاریخ طبع	۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۶ء

پہلی بات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک و خالق ہے اور ہزاروں درود و سلام اللہ کے محبوب، نبی معظم و مکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں اور تمام بنی نوع انسان کے لیے پیغمبر و مرشد ہیں۔

معزز قارئین! خواتین و حضرات کی خدمت میں مرتب کتاب ہذا محمد اشرف نوشاہی کی طرف سے مؤدبانہ سلام

دعا ہے کہ ــــ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ آمین

پہلی بات جو آپ کے گوش گذار کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ میں کوئی عالم فاضل یا ڈگری یافتہ شخص نہیں ہوں۔ اور نہ ہی ادیب نہ مصنف۔

بس اتنا کہ تھوڑی بہت اردو یا پنجابی پڑھ لکھ یا سمجھ سکتا ہوں۔ اس لئے کوئی کتاب تصنیف کرنے کے قابل نہیں ہوں مگر یہ کہ اولیائے کرام اور خصوصاً جناب نوشہ گنج بخشؒ کے عقیدتمندوں میں سے ایک ادنیٰ سا عقیدتمند ہوں اور قبلہ سید شریف احمد شرافت نوشاہیؒ کے مریدوں میں سے ایک ادنیٰ سا مرید ہوں۔ اس لئے ہر وقت دل میں جناب نوشہ پاکؒ کا تذکرہ و ذکرِ خیر کرنے کا جذبہ موجزن رہتا ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ آپ کے حالاتِ زندگی کے بارے میں ہر کوئی جانتا ہو۔ اس لئے مدت سے دل میں تمنا

تھی کہ آپؒ کے حالاتِ زندگی کے بارے میں ایک کتاب لکھی جاوے جس میں آپ کی حیاتِ پاک کے ہر پہلو کے متعلق لکھا جاوے اور اُسے ہر خاص و عام خرید سکے۔

چنانچہ اس جذبہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے کتاب ہذا " اذکارِ نوشہ گنج بخش " کے نام سے مرتّب کی گئی ہے۔ اس کو مرتب کرنے کے لئے اپنے پیرو مرشد جناب قبلہ شریف احمد شرافت نوشاہی صاحبؒ کی تصانیف " شریف التواریخ " و " تذکرۂ نوشہ گنج بخش " سے استفادہ حاصل کیا گیا ہے۔ اور اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ قبلہ شرافت صاحبؒ نے جہاں کہیں اپنی تصانیف میں اردو عبارت میں مشکل الفاظ استعمال کئے ہیں جو کہ عام فہم سے بالا ہیں۔ ان کا مفہوم اور لُغاتی معانی یا جو میری سمجھ میں آئے کتاب ہذا کے آخری صفحات پر لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ عام قارئین کے لئے سمجھنے میں آسانی رہے اور کچھ مخصوص الفاظ جو کہ تصوّف میں استعمال ہوتے ہیں۔ وہ میری سمجھ سے بھی بالا ہیں ان کے مطالب اہلِ تصوف ہی جانتے ہیں قارئین کسی صاحبِ تصوّف سے سمجھ لیں۔

یہاں ایک بات جو کہ قارئین سے عرض کرنا ضروری ہے کہ قبلہ شرافت صاحبؒ نے اپنی تصانیف میں حوالہ جات کے طور پر کچھ عبارات عربی، فارسی زبان میں تحریر کی ہیں اور ان کا ترجمہ تحریر نہیں کیا۔ ان کا ترجمہ بھی کتاب ہذا میں درج کیا گیا ہے جو کہ کتاب کے آخری صفحات پر ہے۔

بالا باتوں کے علاوہ قارئین سے ضروری التماس ہے کہ مطالعہ کے دوران جہاں کہیں زیر، زبر، شد، مد، نقطہ، گرامر یا کتابت میں کوئی غلطی رہ گئی ہو۔ نظر آئے تو برائے مہربانی خط لکھ کر نشاندہی ضرور کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ ہو سکے۔ شکریہ

طالبِ دُعا

محمد اشرف نوشاہی

بزمِ نوشاہی محلہ نوشہ آباد موضع ڈھل شریف ڈاکخانہ پھالیہ تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین

عرضِ حال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے بعد ہدایت خلق اللہ کیلئے اولیاء کرام کو منتخب فرمایا ہے۔ انھوں نے زبانی اور قلبی طور پر تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کیا۔ کافروں کو مسلمان اور فاسقوں کو متقی بنایا جس قدر اس فریضہ کو انجام دیا اُسی قدر ولایت میں بلند مقام پایا۔

ان عالی مرتبت اولیاء اللہ میں سے ایک عظیم شخصیت شیخ الاسلام جناب حضرت نوشہ گنج بخش قادری مجدد اکبر قدس سرہٗ العزیز کی ہے جنھوں نے دسویں اور گیارھویں صدی ہجری میں جبکہ گمراہی اور الحاد کا دور دورہ تھا۔ اور اسلامی معاشرہ میں روز بروز ہندوؤں کے خیالات شامل ہو رہے تھے تبلیغ کا منصب سنبھالا۔ پھر زندگی بھر اس مقصد کے لیے کام کرتے رہے دارالارشاد میں رہ کر، سیر و سیاحت کر کے، تقریروں سے، تحریروں سے، قلبی توجہات سے، رُوحانی تصرفات سے اور اپنے خلیفوں کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ میں سعی بلیغ فرمائی۔ اور بحکم حدیث شریف ان للہ تعالیٰ عباداً اذا نظروا الی عبادہٖ البسوھم لباس السعادۃ (اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جب وہ اس کے بندوں کی طرف نظر کریں تو ان کو نیک بختی کا لباس پہنا دیتے ہیں) لوگوں کی کایا پلٹ دی اور اپنے معاصرین میں "اولیاء گر" کے نام سے مشہور ہوئے۔ غیر ملکی مؤرخین نے بھی آپ کی تبلیغی خدمات کو سراہا ہے۔

دورِ حاضر کی تاریکیوں میں ایسی شخصیتوں کے حالات اور تعلیمات ہمیں روشنی عطا کرتے ہیں چنانچہ یہ کتاب اسی مقصد کے حصول کے لیے مرتب اور شائع کی جا رہی ہے۔

ادارہ معارف نوشاہیہ

کتاب پر ایک نظر

از صاحبزادہ افتخار سلیم نوشاہی ایڈووکیٹ

اولاد قدوۃ السالکین امام العارفین حضرت شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوانؒ نبیرہ حضور نوشہ گنج بخشؒ

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی خاتم النبیین و المرسلین و رحمۃ للعلمین و رب العلمین علی آلہ و اصحابہ اجمعین

مرتب کتاب ہذا "اذکار نوشہ گنج بخش" محمد اشرف نوشاہی صاحب کو ذاتی طور پر جانتا ہوں اولیائے کرام اور خصوصاً خاندان نوشاہیہ سے والہانہ محبت و عقیدت رکھتے ہیں جس کا اظہار کتاب اذکار نوشہ گنج بخشؒ ہے کتاب ہذا میں امام سلسلہ نوشاہیہ و جد امجد خاندان نوشاہیہ حضور حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ کے حالات، مقامات غرضیکہ آپ کی سیرت مبارکہ کے ہر پہلو کا احاطہ کیا گیا ہے اور کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا بنیادی طور پر اس کے مآخذ "شریف التواریخ" اور "تذکرہ نوشہ گنج بخش" مصنفہ علامہ سید شریف احمد شرافت نوشاہیؒ ہیں لیکن جزوی طور پر "گنج شریف" اور "چہار بہار" جو کہ حضور نوشہ گنج بخشؒ کی تصانیف ہیں ان سے استفادہ کیا گیا ہے۔ جس طرح اس کے مآخذ شاندار ہیں اس طرح کتاب بھی شاندار ہے۔ یوں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی سیرت مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ مذکورہ بالا کتابوں میں کیا گیا ہے اس کتاب میں یکجا کر دیا گیا ہے۔

کتاب چونکہ ایک صاحب طریقت کے بارے میں ہے اس لئے کتاب کے آخری حصہ میں طریقت کے مختلف مسائل بھی مختصراً مگر جامع انداز میں لکھے گئے ہیں جن کا جاننا ہر صاحب طریقت کے لئے فائدہ مند ہے۔

مجھے اس پر بہت خوشی ہے کہ اس کتاب کے چھپ جانے سے حضور نوشہ گنج بخشؒ کے بارے میں حالات و واقعات اور معلومات کو جاننا ہر خاص و عام کے لئے آسان ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ سے دعا گو ہوں کہ مرتب کی اس سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت فرمائے اور مرتب کو ہمیشہ اولیائے کرام اور خاندان نوشاہیہ کی خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور فیوضات نوشاہیہ سے مالامال کرے اور کتاب کو مقبول خاص و عام بنائے۔ آمین۔

خاکپائے در نوشہ گنج بخشؒ

صاحبزادہ افتخار سلیم نوشاہی

بی کام۔ ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ

داماد و سجادہ نشین عارف کامل حضرت نذر محمد نذر نوشاہیؒ

نوشہ پور / ساہنپال شریف

تقریظاتؒ

از صاحبزادہ سیّد توثیق نوشاہی صاحب

◎ یہ کتاب "اذکارِ نوشہ گنج بخش" بہت پروان چڑھے گی۔

◎ یہ کتاب جناب نوشہ صاحبؒ کے بارے میں ایک جامع تذکرہ ہے۔

◎ اس کتاب کے مآخذ بے مثال ہیں۔

◎ یہ کتاب مقبولِ خاص و عام ہو گی۔

◎ اس کتاب کا مرتّب ہونا اور چھپ جانا احبابِ بزمِ نوشاہی ڈھل شریف کی بہت بڑی ہمت ہے۔

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ

حالات

حضرت نوشہ گنج بخش

قادری قدس سرہ العزیز

پ ۹۵۹ھ ــــــ م ۱۰۶۴ھ

ماخذ

"شریف التواریخ"
تذکرہ نوشہ گنج بخش

حضرت سیّد شاہ حاجی محمّد نوشہ گنج بخش علوی قادری

قدس سرہ العزیز

اوصافِ جمیلہ آپ سراج العارفین، شمس العاشقین، دلیل المتورعین، جلیل المتصوفین، قطبُ الثقلین، غوث الفریقین، سُلطان الاَولیاء بُرہان الاتقیا، امام صدرِ ولائیت، ضیائے بدرِ ہدائیت۔ علامۂ اصحاب شریعت، سلالۂ اربابِ طریقت، واقفِ رموزِ حقیقت، کاشفِ اسرارِ معرفت، ہادیٔ راہِ ارشاد، ولیٔ مادر زاد، صاحبِ جذب و صحو و سُکر و عشق و محبّت و ذوق و شوق و زُہد و ریاضت و تقویٰ و عبادت و خوارق و کرامات تھے۔ فقیریں مقاماتِ بلند اور شانِ ارجمند رکھتے تھے، حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری بھلوالیؒ کے مُرید و خلیفۂ اعظم تھے۔

نام ولقب آپ کا اسمِ گرامی حاجی محمدؒ، لقب نوشہؒ، خطاب گنج بخش، وارث الانبیا، غالب الاولیاء، مجددِ اکبر، پہلوانِ سخی، بھُوسے والا تھا۔

نسب نامہ پدری آپ خاندانِ عالیشان سادات صحیح النسب علوی عباسی کے معزز رکن تھے۔ سیادت و نجابت موروثی رکھتے تھے۔

آپ کے والد بزرگوار کا نام حاجی الحرمین الشریفین حضرت سیدابو اسمٰعیل علاؤالدین حسین غازی رحمۃ اللہ علیہ تھا جو اکابر اولیائے وقت سے تھے سات حج پیدل چل کر کئے۔ جن کا مزار شریف موضع گھوگانوالی تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاوالدین صوبہ پنجاب ملکِ پاکستان میں موضع گھوگانوالی سے جانبِ نیرت (جنوب) تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر موضع بھیکھے والا سے مغرب کی جانب اور موضع دھنی سے مشرق کی طرف۔ بنام" درگاہ حاجی غازی (پنجابی میں حاجی گاجی) صاحبؒ" مشہور و زیارت گاہِ خلائق ہے اور آپ

کا شجرۂ نسب اس طرح ہے ۔ (ف) اور شجرۂ طریقت کتاب کے آخر میں ملاحظہ کریں صـ ۲۴۶
جنابؒ حضرت نوشہ گنج بخشؒ بن سید ابو اسماعیل علاؤالدین حسین غازی رحمۃ اللہ علیہ
بن سید ابو العلاؒ شمس الدین سنگی شہید ، بن سید ابو سلیمان جلال الدین ، بن سید ابو محمد عبداللہ ذاکر حضوری
بن سید صاحب الدین المعروف بہ شاہنشاہ ، بن سید گل محمد ، بن سید معز الدین ، بن سید اوحد الدین
عبد الصمد الملقب بہ شاہ سوہندا ، بن سید عطاء اللہ ، بن سید عبد الاول زاہد ، بن سید
محمود شاہ الملقب بہ پیر جالب ، بن سید کمال الدین احمد شاہ ، بن سید ابو المنصور جلال
الدین سلطان شاہ ، بن سید امین الدین محمد شاہ بخت مند الملقب بہ منور ، بن سید
سعید الدین سکندر شاہ بن سید برہان الدین ہبیرہ ، بن سید جلال الدین گوہر شاہ
بن سید عز الدین الملقب بہ شاہ عزت ، بن سید جمال الدین اسحاق روشن ضمیر ، بن سید
عبد الحق سچن ، بن سید ابو العباس زمان علی محسن ، بن سید ابو عبداللہ عون قطب شاہ
بغدادی ، بن سید یعلےٰ قاسم ، بن سید حمزہ ثانی ، بن سید طیار ، بن سید قاسم ، بن
سید علی ، بن سید جعفر ، بن سید ابو القاسم حمزۃ الاکبر ، بن سید ابو العباس حسن بن سید
ابو علی عبید اللہ المدنی ، بن سید ابو الفضل حضرت عباس علمدار شہید کربلا ، بن سید امام
ابو الحسن جناب حضرت علی المرتضےٰ علیہم السلام والرضوان ۔

ف :۔ آپ کے آباؤ اجداد کے حالات پر مشتمل ، حضرت علامہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک علیحدہ کتاب " بنام تاریخ عباسی " لکھی ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوشہ صاحبؒ تک بلکہ آپؒ نے اپنے تک سب بزرگوں کے حالات درج کئے ہیں ۔

نسب نامہ مادری

حضرت نوشہ عالیجاہ رحمۃ اللہ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت بی بی جیونی تھا ، جو عارفات کاملات سے تھیں ۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے ۔ حضرت بی بی جیونی بنت شیخ عبداللہ مفتی ، قصبہ ہیلاں تحصیل پھالیہ

ضلع منڈی بہاؤالدین (نومسلم) بن فرن، بن جیون، بن جینگا، بن چوکھا، بن کالا، بن سٹھو بن منہاس (مورثِ قوم منہاس راجپوت)، بن بھاؤ، بن اوپر چند، بن بھدر، بن لوہ بن راجہ کرن بن سورج حاکم جموں۔

نوشہ صاحبؒ کے خاندان کے حالات کا مختصر جائزہ

سادات علوی پہلے مدینہ شریف میں سکونت گزین تھے۔ ان میں سے پہلے سید ابوالقاسم حمزۃ الاکبر بن حسن علوی بغداد شریف میں آبسے اور کثیر الاولاد ہوئے۔

ان کی اولاد میں سے سید عون بن یعلیٰ قاسمؒ حضرت غوث اعظمؒ سے قطب الہند کا خطاب پاکر اُن کے حکم سے تبلیغ کے لئے ہندوستان تشریف لائے اور ہندوؤں کی کئی قوموں کھوکھر، چوہان وغیرہ کو اسلام میں داخل کیا اور اُن کے رئیسوں کی بیٹیوں سے شادیاں کیں۔ اور اُن سے اولاد ہوئی۔ پھر خود واپس بغداد چلے گئے۔ ۵۵۹ھ میں وفات پائی۔

ان کے کئی بیٹے اس ملک (ہندوستان) میں آباد ہوئے۔ ان میں سے سید زمان علی محسن اپنے ننھیال (نانکے) کی قوم پر بنام شاہ کھوکھر مشہور ہوئے۔ کوہِ کرانہ پر تخت نشین رہے ۵۷۶ھ میں وفات پائی۔ تویِ ملکانی کے کنارہ پر بمقام قری ان کا مزار موجود ہے۔

ان کی اولاد میں سے سید سکندر شاہ انور بن سید برہان الدین دوآبہ رچنا میں چلے گئے۔ علاقہ ساندر بار میں حکمرانی کی۔ شہر ڈچکوٹ کو مقام ریاست بنایا۔ ۶۹۴ھ میں انتقال کیا۔

ان کے پوتوں میں سے سید سلطان شاہ بن سید محمد شاہ نے مقام رام دیانہ علاقہ گوندل بار میں رہائش اختیار کی۔ ۷۳۴ھ میں وفات پائی۔

ان کے پوتوں میں سید محمود شاہ الملقب بہ پیر جالب بن سید احمد شاہ نے زیادہ

عزت و اقتدار حاصل کیا اور بانیٔ خاندان ہوئے۔ آپ کے ہی نام پر قوم جالب مشہور ہے۔ ۷۷۳ھ میں وفات پاکر رام دیانہ میں دفن ہوئے۔

ان کی اولاد میں سے سید جلال الدین بن سید عبداللہ ذاکر پھُو بمقام گھوگانوالی رونق افروز ہوئے جو ضلع منڈی بہاؤالدین تحصیل پھالیہ قصبہ قادرآباد سے مغرب کی طرف جو سڑک قصبہ بھیروال جاتی ہے۔ اُس سڑک پر موضع بھیکے والا سے شمال میں تقریباً ایک میل ایک گاؤں ہے۔ ۹۳۱ھ میں وفات پائی تین چار پشتیں اسی موضع میں گزریں۔ حاجی الحرمین سید علاؤالدین بن سید شمس الدین کے ہاں حضرت نوشہ صاحبؒ کی پیدائش کا فخر اسی موضع کو حاصل ہوا۔ اور نوشہ صاحبؒ کی والدہؒ کا مزار بھی اسی گاؤں میں ہے۔ اور اسی گاؤں سے جنوب کی طرف باہر جنگل میں ایک کلومیٹر کے فاصلے پر والد صاحب کا مزار بھی زیارت گاہِ خلائق ہے۔

ف: آپ کے خاندان کے بزرگوں کے مفصّل حالات "تاریخ عباسی" مؤلف سید شریف احمد شرافت نوشاہیؒ میں مطالعہ فرما سکتے ہیں۔

تاریخِ ولادت

آپ کی ولادت باسعادت شبِ دوشنبہ (سوموار) بتاریخ یکم رمضان المبارک ۹۵۹ھ نوسوانسٹھ ہجری مطابق ۱۵۵۲ء ایک ہزار پانچ سو باون عیسوی بمقامِ گھوگانوالی تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین (پنجاب) میں بعہد سلطان سلیم شاہ بن شیر شاہ سوری میں ہوئی۔

عطائے خرقہ

حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؒ بالہامِ غیبی (یعنی اللہ تعالیٰ کے الہامی حکم کے مطابق) گھوگانوالی تشریف لائے اور اپنے لباس میں سے ایک کپڑا دیا۔ کہ اس لڑکے کو اس میں لپیٹا اور مائی صاحبہؒ کو ارشاد فرمایا کہ اس بچے کو بڑی احتیاط سے رکھنا، اور ہر وقت اس کی خبر گیری کرنا۔ اور ہم بھی اس کی خبر لیتے رہیں گے (شریف التواریخ جلد اوّل بحوالہ رسالہ احمد بیگ لاہوری)

ف :۔ منقول ہے کہ یہ کپڑا وہ خرقہ تھا جو حضرت غوث الاعظمؒ نے اپنے فرزندِ اکبر شیخ عبدالوہابؒ کو عطا فرمایا تھا ۔ اور سلسلہ وار حضرت سخی بادشاہؒ کو پہنچا تھا ۔

تربیت

آپ کے والد بزرگوار تو اکثر سفرِ حج میں رہتے تھے ۔ انہوں نے سات حج پیدل چل کر کئے ۔ اس لیئے زیادہ تر آپ کی تربیت اپنی والدہ ماجدہؒ اور چچا صاحب شاہ رحیم الدین علویؒ کی آغوش میں ہوئی ۔

شباب

جب آپؒ جوان ہوئے تو اس قدر طاقت آپ کے وجودِ اقدس میں ظاہر ہوئی کہ بڑے بڑے نوجوان پہلوانوں کو بھی مقابلہ کی جرأت نہ ہو سکتی تھی ۔ آپ کو تیر اندازی سیکھنے کا شوق ہوا ، چنانچہ اس فن میں ایسا کمال حاصل کیا کہ کبھی آپ کا نشانہ خطا نہ جاتا تھا ۔

یادِ الٰہی کا شوق :۔

اوائل میں ہی جاذبۂ الٰہی نے ایسی کشش کی کہ آپ گھر سے تنہا نکل کر جنگل میں چلے گئے اور ایسی ویران جگہ پر قیام کیا جہاں پانچ پانچ کوس (کلومیٹر) تقریباً ایک کوس کے دو کلومیٹر بنتے ہیں) لہذا تصور کرلیں کہ ۱۰ ، دس کلومیٹر گاؤں سے دور ، جہاں گردونواح میں کہیں آبادی کا نشان تک نہ تھا ۔ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو قیام (عبادت) کرتے ۔ اور وہاں عنابِ صحرائی (جن کو جھڑبیر ، پہنچو ، یا پیہلو بھی کہتے ہیں) اور کریہ بھی کہا جاتا ہے اور جھاڑیاں بھی کہتے ہیں اُن پر بیروں کی طرح یا انگور کے دانے کے برابر موٹا پھل لگتا ہے ۔ اُن دانوں سے روزہ افطار کرتے یا درختوں کے پتے یا سبز گھاس سے ، اور دن رات کسی درخت کے سائیہ میں یادِ الٰہی میں مصروف رہتے ، کچھ عرصہ کے بعد کسی زمیندار کو حضور کا پتہ چلا تو وُہ روزانہ ایک گلاس دُودھ کا آپؒ کی خدمت میں لے جایا کرتا ۔ اور آپ اُس سے روزہ افطار فرمایا کرتے ۔ ۔

شادی

جب آپ کا شہرہ اکثر لوگوں کی زبان سے ہوا تو آپ کی والدہ ماجدہ جو جستجو میں رہا کرتی تھیں۔ اپنے قبیلہ کے بعض لوگوں کو ساتھ لے کر جنگل میں گئیں تاکہ آپ کو گھر لے آئیں۔ اور خیال کیا کہ اگر ان کی شادی کر دی جائے تو شاید اپنے گھر میں دل جمعی سے بیٹھ جائیں۔ اس مقصد کے لیے موضع نوشہرہ تارڑاں (ساہنپال شریف) جو دریائے چناب کے شمالی کنارہ پر ایک مشہور گاؤں تھا۔ اپنی قوم کے ایک محترم بزرگ شیخ فتح محمدؒ کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح کیا گیا۔

سکونتِ نوشہرہ

آپ نے جب نوشہرہ تارڑاں کو دیکھا کہ دریا کے کنارہ پر ہے اور مکان بہت خوب ہے اور اس جگہ کے باشندے (رہنے والے) بھی نیک اور خلوص والے ہیں۔ اور یہاں عبادت کا بھی اچھا ماحول اور موقعہ ملے گا تو آپ نے موضع گھوگانوالی رہنے کی بجائے نوشہرہ میں قیام کرنا پسند کیا۔ اور اپنے سسرال کے ہاں رہنے لگے۔ والدین کبھی کبھی یہاں آکر آپ کو مل جایا کرتے تھے۔

تحصیلِ علوم

آپ کو علم کا شوق جوانی میں پیدا ہوا، چند سبق تو اپنے والد بزرگوار محترم حاجی علاؤالدینؒ سے پڑھے اور پھر آپؒ کے والد صاحبؒ آپ کو موضع جاگو تارڑ (قریب قصبہ قادر آباد تحصیل پھالیہ) میں حافظ قائم الدینؒ اور حافظ قاری بدھا صاحبؒ کے پاس لے گئے جو قرآت سبعہ (سات اقسامِ قرآت) کے ماہر تھے اور باطنی کمالیت بھی اس قدر تھی کہ جب وہ سوتے تو "صدائے اسمِ ذات" اُن کے قلب سے ظاہر ہوتی تھی۔ اُن کا درس عام تھا۔ وہیں داخل ہوئے۔

اگرچہ آپ سبق میں بہت کوشش کرتے لیکن قرأت کے قواعد و مخارج اچھی طرح ادا نہ ہوتے تھے۔ اتفاقاً ایک (شب) رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آئے اور فرمایا کہ میاں حاجی محمد! ہم فرشتے ہیں اور خدا کے امر سے تجھے قرآن کی تعلیم دینے آئے ہیں۔ آپ اپنا منہ کھولیں آپ نے منہ کھولا۔ تو فرشتہ نے منہ میں انگلی رکھ کر فرمایا کہ فلاں حرف کا مخرج یہ ہے اور فلاں حرف کا مخرج یہ ہے۔ سارے حروف کے مخارج انگلی رکھ رکھ کر بتائے۔ جب دوسرے دن اُستاد صاحب سے سبق لینے گئے تو اس طرح الفاظ ادا ہوتے تھے کہ حافظ صاحبؒ سے بھی ایسے ادا نہ ہو سکتے تھے (شریف التواریخ بحوالہ رسالہ احمد بیگ)

کشفِ علوم فرشتوں کے تعلیم دینے سے علومِ لدنی کے دروازے آپ پر کھل گئے۔ قرآنِ مجید حفظ ہو گیا۔ اصول و فروع میں پوری دسترس ہو گئی اور درس کے متعلقہ علوم حاصل ہو گئے تو حافظ صاحب نے "سندِ علمیہ" دے کر آپ کو رخصت کیا۔ اور آپ کے کمالاتِ روحانی کے اس قدر گرویدہ ہوئے کہ بطورِ شکریہ فرمایا کہ الحمدللہ آپ جیسا کامل انسان ہماری شاگردی میں رہا۔ اُمید ہے کہ قیامت کے دن آپ کی طفیل ہماری بھی نجات ہو جائے گی۔ اور ہم کو فراموش نہ کر دینا چنانچہ آپ فضائلِ علمیہ سے معمور ہو کر واپس نوشہرہ (ساہیوال) میں تشریف لائے۔

(شریف التواریخ جلد اوّل)

خود حضورؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے یہاں تک تعلیم حاصل کی۔ کہ تمام قال میرا حال ہو گئے۔

مہارتِ علوم و فنون

آپ نے مختلف علوم و فنون میں کمال حاصل کیا جس کے شواہد ہمیں آپ کی تصانیف

سے ملتے ہیں۔ آپ کو جن علوم و فنون پر دسترس حاصل تھی یہاں اُن کا شواہد کے ساتھ اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے۔

علمِ قرآن

آپ قرآنِ کریم کے جید عالم تھے۔ اپنے کلام میں جا بجا قرآنی آیات تحریر فرماتے ہیں، چنانچہ چند حوالے لکھے جاتے ہیں:

۱ ع فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاهِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ آیا وچ قرآن

۲ ع قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کہیا سب کجھ امروں لیئے

۳ ع وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ کہیا بھلا کسنوں کہیئے

۴ ع اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ داسی رتبہ پاون

۵ ع لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فرمایا نوشہ مرشد پیارے

۶ ہ ملیں ناہیں کا فراں ملیں نال تروار
فَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ نوشہ کہے پکار

۷ ہ جنگ سکھایو مومنو کرو سپاہی بال
حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ وچہ قرآن سنبھال

۸ ہ مرد شہید نت حیّ ہے ایہ اساں قرآنوں جاتا
لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا

۹ ہ کٹھے ویکھے ظاہروں کس کیتا اونہاں دا خون
بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحُوْنَ

۱۰ ہ پاک مرشد وچہ ویکھیا پاک دیدار نوشاہ
اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

۱۱ ہ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ دے معنے کہے نوشاہ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

۱۲ ھ رافضی خارجی آپوں بھلے اپنے گناہ ثوابوں
لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی سمجھن نہیں کتابوں

۱۳ ھ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ آیا وِچ قرآن
اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ نوشہ کرے بیان

۱۴ ھ علم کماون ہور کرن ہوری سان
لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ملوانیاں دے شان

علمِ کُتُبِ سماویہ

علومِ قرآنی کے علاوہ حضرت نوشہ صاحبؒ دیگر کُتب سماویہ کے علوم کے بھی عالم تھے چنانچہ اپنی تصنیف "گنج شریف" میں آپ نے توریت مقدس میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی تحریر فرمائی ہے۔

اللہ پاک فرمایا اگے وچ توریت دے
سُن مُوسیٰ پیغمبرا میتھوں نکتے بہت دے
اُمت اپنی نوں آکھ توں یک وقت زمانہ آونا
اُس ویلے دیاں آیاں سب دین منسوخ ہو جاونا
اُس ویلے دیاں آیاں چلسی دین محمدی
اس ویلے او ہو بنیئیں آکھاں گل کم دی
احمد ختم پیغمبراں اوہ ہس مُکھ بندہ آوے
قتل کریسی کافراں اللہ یاد کراوے
اوہ پہنے اُونی کپڑے چڑھسی اُتے اُٹھ دے
اوہ کبھی نہیں شکست وچ لڑی قائم ہوئیکے
اوہ ناؤں قتال دھراوے کندے رکھ تروارنوں
اوہ سچا دین چلاوسے کر دعوت کفارنوں

اوہ لہندے چڑھدے پھیرسی ہو کا کلمہ پاک دا
اوہ پورب پچھم منیے دکھن اُتر صاحب لولاک دا
اوہ دو جگ دا بادشاہ پاک محمد رسول ہے
نوشہ اُس نوں منیا اوہ درگہ دا مقبول ہے

علمِ حدیث علمِ حدیث کے ساتھ بھی آپ کو بہت شغف تھا۔ آپ کے احوال و اقوال سنّت نبویہ کے مطابق ہیں اور اپنے کلام میں بھی جا بجا احادیثِ نبویہ کے کے حوالے بیان فرماتے ہیں:۔

۱ ع اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ حضرت فرمایا نوشہ کہے نگاہی
۲ ع اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ کہیا پاک رسُول
۳ ع مَاعَرَفْنَا حضرت فرمایا
۴ ع لِیُبَلِّغَ الشَّاهِدُ مِنْکُمُ الْغَائِبَ پاک رسول فرمایا
۵ ع مَنْ لَمْ یَشْکُرُ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرُ اللّٰہَ سچے ایہ فرمایا
۶ ے دھرتی انبر سازیا کارن پاک محمّد
مَاخَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ لَوْلَاکَ مُحَمَّد
۷ ع رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ

علمِ فقہ آپ کے کلام میں فقہا کے اقوال اور فقہ کے مسائل اکثر آتے ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اپنے وقت میں فقیہ جید تھے، چند اقوال بطور نمونہ لکھے جاتے ہیں:

۱ ع اَلْمُجْتَهِدُ قَدْ یُخْطِیْ وَیُصِیْبُ آکھن سب علماء
۲ ے علم نیک تے عمل بد کھوٹے ہاریاں کار
لِسَانُهٗ طَاهِرٌ وَقَلْبُهٗ نَجِسٌ جو عالم بدکردار
فقہ باہجھ فقیری ناقص سُن پیارے سچیار ٭ باہجھ فقیری فقہ معطّل نوشہ کہے پکار

۳ ھ پڑھن پڑھاون علم نوں کرن خلاف کتاب
اَقْوَالُهُمْ كَاَقْوَالِ الْاَنْبِيَاءِ وَ اَفْعَالُهُمْ كَاَفْعَالِ الشَّيْطَانِ ملاّنیاں دے باب

۴ ھ پاڑا ہرن خرگوش جے کتّا کرے شکار
حکم شرع کرکھائیے نوشہ کہے پکار

۵ ھ سور گدڑ لونبڑی جے کتّا کرے شکار
ناں ایہ کھاجا اوسدا کھاہ نہیں سچیار

۶ ھ ندی نہ ہووے پلیت جے پوے پلیتی لکھ
پانی ملے پلیتیں ندیوں ہو کے وکھ

علمِ تصوّف

حضرت صاحب کو تصوف و عرفان میں جو بلند مقام حاصل تھا، وہ کسی دوسرے کو کم نصیب ہوا ہوگا۔ آپ کے کمالاتِ عالیہ پر کتاب "چہار بہار" کا لفظ لفظ اور گنج شریف کا ایک ایک شعر شاہد عادل ہے کہ آپ معرفت میں بحرِ زخّار تھے۔ طریقت، حقیقت اور معرفت کا وہ کون سا نکتہ ہوگا، جو آپ نے نہیں سمجھایا۔ یہاں صرف "گنج شریف" سے کچھ اشعار نقل کیے جاتے ہیں:۔ ھ

درویشی دے رکن ترے[۳] حال، قال، اعمال
حال صدق، اقرار قال، حکم منن اعمال
نوشہ خدمت، بندگی، مہر، صبر، یقین
پنجے کم درویش دے کرے جو مرد مسکین
صدق صبوری بندگی مہر مسکینی پنج
آکھے نوشہ قادری ایہوئی پنج گنج

تجلّی ذات

ویکھن مرد خدائے دے جو کرے تجلّی ذات
بناں تجلّی ویکھنا نوشہ اوکھی بات

جذبہ و سلوک — ہکناں جذبہ پہل ہے تس تھیں بعد سلوک
ہکناں بعد سلوک دے جذبہ مارے کوک
کرے ذکر اللہ دا مرشد جویں فرمائے
معنے ایہ سلوک دے نوشہؔ دے سنائے

لطائف ستہ — قدس ذات قدوس حق اقدس پاک خدائے
ذات مقدس نبی موں یوں کر بولا آئے
تن موں مضغہ پائے مضغہ قلب کی جائے
قلب وچ فواد ہے تائیں سرّ چھپائے
سرّ مانہہ خفی ہے خفی مانہہ اخفائے
اخفیٰ اندر آپ ہے قدرت لکھی نہ جائے

علمِ توحید — آپ کا کلام سراسر توحید ہے۔ آپ کا مشرب جمہور صوفیائے کرام کے مطابق وحدت الوجودی تھا۔ وحدت کے متعلق آپ کے کئی رسالے ہیں، چند اشعار درج ذیل ہیں:

؎ اپنا آپ پچھاناں اِکّ اندر آئے
نوشہؔ مرشد پاک نے دتی رمز جتائے

؎ اوّل آخر پال پال ہکو ہک خدائے
اس بن ہور نہ لبھئے نوشہؔ دے سنائے

؎ جنھے وحدت جاندے اوتھے نت نت خیر
نوشہؔ وحدت والیاں جاتا ناہیں غیر

؎ نوشہؔ وحدت پایاں پایا بہت آرام
غیر نہ کوئی جانیا جاتی وحدت عام

گھٹ ساگر کی موج انیک — ساگر وہی ایک کا ایک
جب اُس بن کوئی اور نہ پائے — تو سن سن میں کون ورُسنائے
دوجا ہوئے نہ دوجا کہیئے — ایک ایک موں ایک ہو رہیئے
ہو رہیے یا ناں ہو رہیے — وہی ہے وہ ایک ہی لیئے
کرتا وہی کرنی بھی وہی — نوشہ جو سمجھی سو کہی

ملخصًا ملتقطًا

علمِ دعوتِ اسماء آپ کو اسمأ الحسنیٰ کے ساتھ خاص شغف تھا اور ان کے کمالات اور فیوض سے مستفیض تھے۔ اسمأ الحسنیٰ کو نودونہ[99] نام یا ننانویں نام کہا جاتا ہے۔ سندھ میں ننانویں کو ودھانویں کہا جاتا ہے۔ اس لیئے حضرت نوشہ صاحبؒ نے ودھانویں[99] نام کے فضائل وخواص میں فرمایا ہے: ؎

وَدے پھلے ودھانویں پڑھدا — ہاتھی گھوڑے پالکی چڑھدا
ٹوٹا گھاٹا کدیں نہ کھائے — من دی مراد مولا پوجائے
جس نیّت کر پڑھے پڑھائے — سو نیّت خاوند در پاوے
جو کو گنے ودھانویں ناں — صاحب آ وَسے تس ماں
جتھے پڑھے ودھانویں ناماں — خلقت وسے نال آرا ماں
پڑھدے پاک سُندیاں ثواب — ناں اونہاں خوف نہ اونہاں عذاب
آنچ دوزخ دی اونہاں حرام — جو کو پڑھن ودھانویں نام
پڑھے لکھے سُنے جو کوئے — ننگا بھُکھا کدیں نہ ہوئے
ودھانویں نام جو پڑھے بیحد — تِسدے دوت دشمن سب رد
ایتھے ہووس خوشش گزران — اگے بہشت دِچ لئے مکان
جو کو فجر پڑھے اُٹھ نہے — جان کندن دا دُکھ نہ لہے

جے کو پڑھے شام دے ویلے　　　صاحب تس نوں ان دھن میلے
گنے ودھاویں جو ہوئے پسارا　　　سوگن نہ سکے نوشہ وچارا

آپ کلمہ کی فضیلت یوں فرماتے ہیں: ؎

کلمہ پڑھیاں مدّ نال چوہدہ حرفاں مقدار
گناہ کبیرے مومنوں مٹدے چار ہزار
ہک واری کو کلمہ طیّب مدّ دراز نال کہے
چالی وریہاں گناہ کبیرہ اُس تے مول نہ رہے

علمِ عملیات

آپ کا ایک رسالہ بنام "منت شہانا" اردو میں ہے۔ اس کی تاثیر کے متعلق فرماتے ہیں: ؎

کلمہ پڑھا رسول کا آفت بھئی فناہ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ سَيَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔

اس کے بعض خواص یہ فرماتے ہیں: ؎

ایک چلے منت شہانا　　　ہر دہ ہزار عالم ہوں مانا
نہ رہیا جادو نہ جادوگر　　　اب جادو سحر کا خوف نہ ڈر
باندھے جگت کے کھانڈے دھار　　　اُلٹ پڑے پری کا وار

ہم پر کرے سوائُں کو لا گے — ماتھے لگے سو وَیر تیا گے
منت شہانا پڑھے جو کوئے — دن دن سوا سوایا ہوئے
منت شہانا پڑھے پڑھائے — اَن دُھن پائے سو پائے
جو چاہے سو حاضر ہوئے — تاکی حاجت اٹکے نہیں کوئے
پل میں حاصل ہووے مُراد — پڑھن پڑھانے کا ایہی سواد
صاحب چاہے صاحب پائے — دنیا مانگے دُنیا مِل جائے

علمِ اخلاق آپ کے اشعار میں عملی اخلاق کے متعلق کئی اشارات موجود ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں: ؎

۱ ؎ نوشہ ادب درویش کا چاہے آپ خُدا
دو جگ بھٹکے بے ادب اِت اُت ٹھور نہ پا

۲ ؎ ایک نہ بگڑا بے ادب دیا جگت بگاڑ
اس جُھگیا کی آگ نے کیا دیس اُجاڑ

۳ ؎ نوشہ ٹہل درویش کی ایک سوں ہوئے پچاس
دیویں انبرت دودھ کر جو گئووّاں کھاویں گھاس

۴ ؎ نوشہ کے سلام کا دیکھا عجب سُبھائے
ہاتھ اپنا سر اپنا لیجے مُفت دُعائے

۵ ؎ دغا کرے جو دوستاں یا کیتا گُن وسرائے
یا مارے کسے وساہ دے اوہ بہشت نہ جائے

علمِ ادب فارسی، اردو اور پنجابی ادب میں آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ فارسی میں آپ کا ایک رسالہ "معارفِ تصوّف" منظوم اُردو میں چھتر اور پنجابی میں ایک سو چھبیس رسالے منظوم یادگار موجود ہیں۔ انہی رسائل کے مجموعہ کا نام

"گنج شریف" ہے۔

پنجابی نثر میں بھی ایک رسالہ بنام "مواعظ نوشہ پیر" طبع ہو چکا ہے۔

علمِ نجوم آپ علومِ دینیہ کے علاوہ علومِ نجوم سے بھی واقف تھے۔ آپ کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ طب اور نجوم یقینی علوم ہیں۔ بشرطیکہ ان کا کوئی پورا عالم ہو۔ فرماتے ہیں :۔

ع طب نجوم علم یقینی جے کامل عالم ہووے

تاہم آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ رمل، طب اور نجوم تقدیرِ الٰہی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہوتا وہی ہے جو امرِ الٰہی ہو۔

ع رمل طب نجوم بے حاصل شُدنی کوئی نموڑے

علمِ عروض آپ کو علمِ عروض میں بھی ملکہ حاصل تھا۔ آپ کی فارسی شاعری کی تقطیع

مفاعیلن مفاعیلن فعولن

ہے جبکہ اردو شاعری میں آپ نے پچیس اوزان اور پنجابی کلام میں چونتیس بحور استعمال کی ہیں۔

علمِ موسیقی آپ نے گنج شریف پنجابی میں بارہ[12] راگ اور راگنیاں استعمال کی ہیں اور اپنے افکار کو منظوم کرتے وقت ان کو ملحوظ رکھا ہے وہ راگنیاں یہ ہیں :۔ (۱) سارنگ (۲) سوہنی (۳) تلنگ (۴) شہانہ (۵) گوجری (۶) اساوری (۷) کدارا (۸) دھناسری (۹) گوری (۱۰) رام کلی (۱۱) بلاول (۱۲) بیرج

—— اور اردو کلام میں یہ راگ استعمال فرماتے ہیں :۔

(۱) تلنگ (۲) شہانہ (۳) دھناسری (۴) گوری (۵) بلاول (۶) مارُو

—— اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علمِ موسیقی میں پوری پوری دسترس رکھتے تھے۔

علمِ طب

حضرت نوشہ صاحبؒ کامل طبیب تھے۔ روحانی امراض کے معالجات کے سلسلے میں تو بے شمار واقعات ہیں کہ آپ نے ہزاروں فاسقوں اور فاجروں کو مرتبہ ولایت پر فائز کیا۔ جسمانی امراض کے متعلق آپ فرماتے ہیں:۔

اے درویش حکمت حکیمان این مذہب
این است شخصے کہ مریض بود حکیمان روزگار
تجربہ کار خلطِ غیر طبعی را تشخص کردہ بہر
اخراج اواوّل منضجات بعمل آرند
و آں خلطِ خام را پزیدہ بمسہل
و فصد ازالہ اش نمانید
بعد ازاں ادویہ مخالف مرض کنند

اے درویش اس طریقہ کے محققین کی یہ تدبیر ہے جو شخص بیمار ہو، زمانہ کے تجربہ کار طبیب غیر طبعی خلط کو تشخیص کرکے اس کے خارج کرنے کے لیے پہلے منضجات (مواد کو پکانے والی دوائیوں) کو عمل میں لاتے ہیں اس کچی خلط کو پکا کر مسہل (جلاب) اور فصد (خون نکالنے) سے اس کا ازالہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد مرض کے خلاف دوائیاں دیتے ہیں ——

رباعی

۵

بیارد حار و ہم با حار بارد
بیابس خلط چیزے رطب آرد
برطوبی دوا یابس پذیرد
بنائے حکمت از اوّل بدارد
و اغذیہ و اشربہ اندک و بے نمک و
بے مزہ شروع نمایند و از قسم
میوہ جات ولحومات وغیرہ احتراز

ٹھنڈے کا علاج گرم ہے اور گرم کا علاج سرد ہے
خشک کا علاج تر ہے اور تر کا علاج خشک سے کرتے ہیں۔ حکمت کی بنا اسی سے شروع ہے۔
اور اس کو کھانے پینے والی تھوڑی اور بے نمک چیزیں شروع کرواتے ہیں اور پھلوں اور گوشتوں وغیرہ کے کھانے

کنانند مدتے بریں اکتفا نماید ۔ دراں زماں ادویہ مقویہ شروع نمایند کہ اعضائے رئیسہ واعصاب او قوت گیرند و ضعف قوائی او برطرف شود قوتِ ماسکہ و جاذبہ و دافعہ ہریک بجائے خود قائم مقام شوذ دور ہاضمہ کیلوس و کیموس ھرگز تفاوت نماند دراں وقت پرہیز وقید او دور سازند وارشاد فرمایند ہرچہ بخواہی بخور تندرست و توانا ہستی. ترا بچیزے گزندے نخواہد رسید، معاذ اللہ اگر در وقت پرہیز بد پرہیزی کند ہلاک شود۔"

سے اس کو پرہیز کرواتے ہیں، کچھ مدت اسی پر اکتفا کرتا ہے پھر مقوی دوائیں شروع کرواتے ہیں، تاکہ اس کے اعضائے رئیسہ (دل، جگر، دماغ اور اعصاب (پٹھے) طاقت پکڑیں اور اس کے قویٰ کا ضعف جاتا رہے اور قوتِ ماسکہ (معدہ میں ٹھہرانے والی) اور قوتِ جاذبہ (مادہ کو جذب کرنیوالی) اور قوتِ دافعہ (فضلہ کو خارج کرنیوالی) اپنی جگہ پر قائم ہو جائے اور قوتِ ہاضمہ (ہضم کرنیوالی) میں کیلوس (غذا کا معدہ میں پہلا ہضم) اور کیموس (غذا کا معدہ میں دوسرا ہضم) میں کوئی فرق نہ رہے۔ اس وقت اس کی پرہیز اور پابندی کو دور کر دیتے ہیں اور اجازت دے دیتے ہیں کہ اب جو چاہو کھاؤ، تم تندرست اور طاقتور ہو۔ اب تم کو کسی چیز کے کھانے سے تکلیف نہ پہنچے گی۔ خدا کی پناہ، اگر پرہیز کے وقت بدپرہیزی کرے تو ہلاک ہو جائے۔

علمِ ادویہ

علاج و معالجہ علم طب کا ایک اہم جزو ہے۔ محض تشخیص سے بیمار تندرست نہیں ہوتا۔ جب تک اس کا علاج نہ کیا جائے۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کو علمِ ادویہ میں بھی پوری پوری مہارت حاصل تھی۔ آپ کم قیمت اور سہل الحصول دواؤں سے علاج کیا کرتے تھے۔ کتاب "گنج شریف" میں آپ کا ایک مستقل رسالہ "طبِ پروان" ہے جس میں بعض امراض کے نسخے تحریر فرمائے ہیں۔ آپ کے تحریر کردہ دو نسخے ذیل میں تحریر ہیں

کھنگ، بلغم، کفی

مرچ ملٹھی کُٹ کے شکر نال رلائے
موٹی گولی بنّھ کے روگی وات رکھائے
کھنگ ونجائے پلک وچ بلغم کفی گوائے
لیساں کڈھے اندروں نوشہ دے سنائے

نسخہ دمہ، کھنگ

مرچاں سانبھڑ لُون لے دونویں کُٹ رلائے
پیلے پتر اک دے اوہناں وچ کُٹ پائے
گولی وٹ بنائے کے روگی وات رکھائے
آکھے نوشہ قادری دمہ کھنگ ونجائے

علمِ فلاحت

اس سے مراد کاشتکاری کا طور طریقہ جاننا ہے۔ حضرت نوشہ صاحبؒ نے خود بھی کاشتکاری کی اور مزارعوں سے بھی کروائی ہے۔

۱۔ کنواں چلا کر اپنے کھیت کو پانی دیتے تھے "چاہ برائے آب دادن زمین تود"

۲۔ کنواں چلانے کی خدمت خواجہ فضیل کابلیؒ کے سپرد تھی۔ خواجہ فضیلؒ نے فرمایا ہے: "چرخ بحوالہ من میکر دندکہ بگرداں"

۳۔ مزارعوں کو روٹیاں پہنچانے کی خدمت حضرت شیخ عبدالرحمٰن پاک صاحبؒ

بھڑی والہ کے پسرد تھی۔

خدمت نان رسائیدن مزارعہ ہائے سرکار بالیشاں فرمودند"

۴۔ ہل چلانے کے متعلق خود حضرت نوشاہِ عالی جاہؒ نے فرمایا ہے: ۔

ہوئی بھوئیں ہل واہ ناں تاں دھولا مار
ایویں واہ گواوسیں نوشہ کہے پکار

کھیتی پکی ویکھ کے بھُل تہیں کرسان
اجے جھکھڑ جھولے ڈھیریں گھر آوے تاں جان

علمِ براۃ یعنی فنِ باز داری۔ اس کو امام فخرالدین رازیؒ نے کتاب ستینی میں ایک مستقل علم قرار دیا ہے۔ حضرت نوشہ صاحبؒ اس فن سے بھی پورے طور پر واقف تھے اس سے آپ کا مزاج شاہانہ ثابت ہوتا ہے۔ حضرت پیر محمّد سچیار نوشہرویؒ کو بازداروں کی مثال دے کر تصوّف کا طریقہ سمجھایا ہے۔ فرماتے ہیں:

"ہم چنیں بازداربازِ نو گرفتہ	اسی طرح باز رکھنے والے نئے باز
چشمش بدوزند و پیوستہ بیدار	کو پکڑ کر اس کی آنکھیں سی دیتے ہیں
دارند و غذائے او بسیار کم	اور ہمیشہ اس کو بیدار رکھتے ہیں اور
و بے مزہ کنند و شب و روز	اس کو بہت تھوڑی اور بے لذت
بردستِ خود دارند مدتے بسیار	غذا دیتے ہیں اور رات دن اپنے
لاچار و بیقرار ماند۔ دریں عذاب	ہاتھ پر رکھتے ہیں وہ بہت عرصہ
رسوم ناصواب او کباب شود	تک لاچار اور بیقرار رہتا ہے اس
و عادت بے وفائی و ناسزائی	عذاب میں اس کی نادرست خصلتیں
از و برود جوہر فرمانبرداری	سب جل جاتی ہیں اور بیوفائی وغیرہ

وگوہر بار برداری پیدا	نا مناسب عادتیں اس سے چلی
کند۔ دراں زبان مقبول	جاتی ہیں، فرمانبرداری کی قابلیت
خاطر بلند نگاہاں بود و نشیمنش	اور بار برداری کا جوہر اس میں پیدا
بر دست بادشاہاں بود"؛	ہو جاتا ہے۔ اُس وقت وُہ بلند
	مرتبہ امیروں کا مقبول خاطر ہو جاتا
	ہے اور اس کا ٹھکانا بادشاہوں
	کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔

فنِ نیرنجیات

آپ کے کلام میں پارہ کا ایک شعبدہ منقول ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فن سے بھی آپ کو آگاہی حاصل تھی۔ لکھتے ہیں؛ ؎

جے پارہ گھتئے وچ تندور — تاں روٹیاں ڈھہہ ڈھہہ پَون ضرور

کھُدُ کول جو پارہ دُھکھائے — سَپ اُٹھوہاں سَب بجھ جلئے

فنِ تجارت

حضرت نوشہ صاحبؒ نے فرمایا ہے؛ ع

نوشہ کسب بیار ہِکناں دا کسب ہِکناں دا واہی

خود بھی تجارت کی سُنت پر عمل کیا ہے۔ چنانچہ آپ کے پیر روشن ضمیر حضرت سخی شاہ سلیمانؒ نے آپ کو حکم دیا کہ اب گھوڑی پر سوار ہو کر ہمارے پاس آیا کریں۔ چنانچہ حسبُ الارشاد مُرشد آپ نے پانڈووال سے بقیمت سات روپیہ ایک گھوڑی خرید لی اور سوار ہو کر حضرت سخی بادشاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے گھوڑی کی گردن پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی:۔

"میاں حاجی ازیں مادیاں اسپانِ کلان پیدا خواہند شد"

یعنی اس سے بڑے بڑے گھوڑے پیدا ہوں گے۔

چنانچہ واقعی اس گھوڑی کی نسل سے اچھے اچھے گھوڑے پیدا ہوئے جو چار سو، پانچسو روپیہ قیمت سے آپ نے فروخت کیے۔ جن لوگوں نے خریدے انہوں نے جہان آباد اور

دکن میں لے جا کر ان سے دُگنی تگنی قیمت حاصل کی ۔

فن روشنائی سازی

ابتدائے احوال میں جبکہ آپ کا مشغلہ لکھنا پڑھنا رہتا تھا اس وقت آپ نے تمام لوازمِ کتابت میں کمال حاصل کیا تھا۔ چونکہ کتابت کرنے میں سیاہی کا استعمال ہوتا تھا۔ لہذا آپ نے سیاہی بنانے کا نسخہ بیان فرمایا ہے: ؎

مَس تُرت پُھرت

دُودَہ ہِک تے گوند چہار
نوشہ کہے توں سُن سچیار
سَٹ ہتھوڑے دی ہِک ہزار
تُرت پُھرت کر مَس تیار

فن کتابت

اگرچہ تا حال آپ کے دستِ مبارک کی کوئی تحریر نہیں مل سکی مگر فن زر نگاری کا طریقہ جاننے اور حضرت سچیار صاحبؒ کو سمجھانے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کتابت کا فن بھی ضرور جانتے تھے۔ اسی لیے کاغذ کو صاف اور چمکیلا بنانے اور زر نگاری کا طریقہ جو کتابت کے فن کا ایک جزو ہے اُن سے بیان فرمایا ۔

نیز اپنے فرزندِ اکبر حضرت مولانا سیّد حافظ محمّد برخوردار بحرالعشقؒ کو کتابتِ نسخ و نستعلیق کا فن سکھلایا ۔ گویا آپ اس فن کے قدر شناس تھے ۔

فن زَرنگاری

حضرت نوشاہ عالیجاہؒ اس فن سے بخوبی آگاہ تھے۔ آپ نے اپنے خلیفۂ صادق حضرت شیخ پیر محمّد سچیار نوشہروی کو فرمایا:

" اے پیر محمّد مفصّل بشنو کارخانہ درویشاں ہمچو زر نگاران و بازداران است ۔ نخست زمین اوصاف	اے پیر محمّد تفصیل سے سنو۔ درویشوں کا کارخانہ زر نگاروں اور بازداروں کی طرح ہے ۔ پہلے کاغذ کی زمین کو

"برّاق پر جلا کنند بعد ازاں براں نویسند۔ بر جائے داغدار و ناہموار زرنگاری نمیشود"۔	صاف چمکیلی اور روشن بناتے ہیں۔ اس کے بعد اس پر لکھتے ہیں۔ داغدار اور کھردری جگہ پر زرنگاری نہیں ہو سکتی۔

فنِ پہلوانی

نوجوانی کے زمانہ میں آپ فنِ کُشتی کے بھی ماہر تھے۔ آپ کا جسم طاقتور تھا۔ جب لاہور تشریف لے گئے تو شاہی پہلوان سے پنجہ آزمائی ہوئی۔ جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رُکانہ پہلوان کو پچھاڑا تھا آپ نے بھی اسی سُنّت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس کو نیچا دکھایا۔ یہ واقعہ کرامات کے ضمن میں بعنوان "زورِ ولایت" لکھا جائے گا۔

فنِ شہسواری

آپ گھوڑے کی سواری کو پسند فرماتے تھے۔ آپ کی سواری کے کئی واقعات تذکروں میں درج ہیں:۔

۱۔ آپ گھوڑی پر سوار ہو کر بھلوال تشریف لے گئے۔ (تذکرہ نوشاہی)

۲۔ اپنے مرشد صاحب کے حکم سے گھوڑی تیز دوڑائی۔ (حوالہ مذکور)

۳۔ گھوڑے پر سوار تھے جبکہ قاضی خوشی محمد ہمراہ تھے۔ گرم ریت آپ کے تصرّف سے سرد ہو گئی۔ (تذکرہ نوشاہی)

۴۔ حضرت سچیار صاحبؒ نے ایک گھوڑا نذر کیا۔ آپ اس پر سوار ہو کر نوشہرہ سے روانہ ہوئے حضرت سچیار پیرؒ ہمراہ پیدل تھے۔ (مرآۃ الغفوریہ روٹوگراف)

آپ نے گھوڑے کے متعلق ایک مستقل رسالہ "گھوڑا نامہ" لکھا ہے۔ اس میں فرماتے ہیں:

۱ ع تکھا گھوڑا رکھئے تکھائی ہتھیار

۲ ع چنگا رکھو مومنو گھوڑا تے ہتھیار

۳ ، ع   جیہا تخت سلیمان دا تیہا گھوڑا جان

۴ ، ع   گھوڑا جوڑا مرد دا ہور نہ جوڑا کوئے

فن حرب

تذکروں میں حضرت نوشہ صاحبؒ کا کئی معاصر جنگوں میں شریک ہونا اور فتح پانا مذکور ہے۔ آپ کے کلام سے بھی فن حرب سے واقف ہونا ثابت ہے۔

۱ ع   جنگ سکھایو مومنو کرو سپاہی بال

۲ ھ   مرد بناں ہتھیار دے جیوں پنکھی بے پر
ہووے نہیں ہتھیاراں نوشہ کوئی ڈر

۳ ھ   لگے دا تاں ماریئے نہیں تاں رہیے لُک
ایہو چالا شینہہ دا نوشہ مول نہ چُک

۴ ھ   مرد شکاری ہوئیے تاں کریئے کجھ ویر
لگے دا تاں ماریئے نہیں تے نوشہ خیر

آپ فنون جنگ کے ماہر اور مرد مجاہد تھے۔ ایک مرتبہ ڈاکوؤں نے اس علاقہ پر تاخت و تاراج کیا۔ لوگ تاب مقاومت نہ لا سکے آپ نے اکیلے مقابلہ کیا اور ان کو بھگا دیا

آپ نے جہاد کے متعلق اپنے رسالہ جنگ پروان میں لکھا ہے۔

ھ کلمہ آکھو مومنو ایہو ہے اسلام — جنگ کرو نال کافراں تاں پایو آرام
ھ جنہوں حب محمدی تہدا ایہ نشان — بغض رکھے نال کافراں جنگ دا کر سامان !
ھ دوجا جنگ کماوناں کبّے کرنا ہور — کھسنا مال کفار دا کر اسلام دا زور !
ھ شغل کرے ہتھیار دا عمل کماوے جنگ — ڈرے نہ راجے رانیوں دھاڑا کرے نسنگ
ھ داڑھی مچھاں پگڑی گھوڑا تے ہتھیار — آکھے نوشہ قادری ایہ مرداں دا سنگار
ھ غازی ولی خدا دا حضرت فرمایا — اوہ بہشتی ہوئیا جیں جنگ کمایا !
ھ اول کلمہ فرض ہے پھر جنگ کماون — جنہاں جنگ کمایا سے بہشتیں جاون
ھ نوشہ کلمہ آکھیئے تے جنگ کمائیے — کلمہ تے ہتھیار نال نت نت منہ لائیے

فن شمشیر بازی | جنگوں میں شمولیت کے لیے اس فن کا ہونا لازمی ہے۔ آپ نے تلوار کی بہت تعریف فرمائی ہے۔

۱ ھ سکہ تسدا ماریئے جو مارے تروار
نوشہ دُنیا دین وچ ٹُر وڑیا سردار

۲ ھ مرد اوسے نوں آکھیئے جو رکھے ہتھیار
ایتھے اوتھے سوترے جو مارے تروار

۳ ھ ہکناں پڑھ پڑھ سیفیاں کردے کرامات
نوشہ دی کرامات سیف کرن نہ دیوے بات

۴ ھ بن لوہے مرد نہ اُبھرے — بن لوہے مرد نہ سُدھرے
بن لوہے مرد نامرد ہے — سب لوہے اگے گرد ہے
لوہا وڈا ہتھیار ہے — بن لوہے مرد خوار ہے

فن تیر اندازی | آپ نے عالم شباب میں تیر اندازی کا فن بدرجہ اتم سیکھا تھا۔ آپ کا نشانہ پختہ تھا۔ ڈاکوؤں کے خلاف جنگوں میں متعدد بار شریک ہوئے اور فتح پائی۔

"ایشاں باتیر وکمان ذوق داشتند — آپ کو تیر و کمان کا شوق تھا۔
وتیر ایشاں کم خطا میرفت۔ — آپ کا تیر کم خطا جاتا تھا۔

نشانہ ایسا پختہ تھا کہ ایک تیر سے دو تین دشمنوں کو زخمی کر دیتے تھے۔ ھ

بیک تیر دو سہ کساں دوختے
ہمی خرمن جان شاں سوختے

سیرِ لاہور

کچھ عرصہ کے بعد آپ کو لاہور کی سیر کرنے کا شوق ہوا۔ تو چند ساتھیوں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے لاہور تشریف لے گئے۔ اور وہاں مختلف بزرگوں کے مزاروں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ خصوصاً مخدوم علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف سے بہت کچھ استفادہ کیا۔ اور مختلف بزرگانِ وقت کی صحبت سے بھی مستفیض ہوئے۔ خصوصاً حضرت شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلیؒ جو قطبِ مکہ تھے۔ ان دنوں لاہور میں شیخ فرید بخاریؒ کی مسجد میں تشریف فرما تھے ان سے بھی استفادہ کیا اور ان کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے لاہور کے اولیاء کے متعلق فرمایا ہے۔ ؎

نو لکھ چار ہزار تے چھ سو ویہ ولی ؛؛ نوشہ وچ لاہور دے سوئے مُحی صحی

۹۰۴۶۲۰

واقعہ بیعت

اگرچہ عبادت و ریاضت میں آپ ہردم مشغول رہتے تھے۔ لیکن علمِ معرفت جو اسرار و حقائق صدریہ سے ہیں سوائے وسیلہ شیخ کامل کے حاصل ہونا ناممکن ہے۔ اس لیئے لاہور سے واپس آتے ہی آپ کا ارادہ ہوا کہ کسی بزرگ صاحبِ نسبت کی ملازمت اختیار کی جائے اور تلاشِ فقر اہربں ہوئے۔ اتفاقاً کسی آدمی سے حضرت مُلا کریم الدین جو کالویؒ کی تعریف سُنی۔ جو کہ حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؒ کے خُلفائے بزرگ میں سے تھے اُن کی ملاقات کی، اور حضرت سخی بادشاہؒ کے اوصاف وہاں سے سُن کر دل میں عشق موجزن ہوا، اور مُلا صاحب کے ساتھ بھلوال شریف پہنچے۔ اور سخی بادشاہؒ کی زیارت کا شرف حاصل کیا، مُلا صاحب نے سخی بادشاہ کی خدمت میں آپ کی ساری حقیقت بیان کی۔ سخی بادشاہ نے فرمایا۔ مولوی صاحب! ہم اس جوان کے حال سے خوب واقف ہیں۔ اِس نے ہم کو بہت انتظار کروائی ہے اور خُوشی سے اُن کا چہرہ گُلِ گُلاب کی طرح شگفتہ ہوا۔ پہلی ہی نظر سے آپ کی حالت دگر گوں ہو گئی،

لیکن چونکہ استعدادِ عالی رکھتے تھے اس لیے حتیّ الوسع آپ نے اپنے آپ کو سنبھالا ، اور بحال رہے ۔

بیعت و سپردِ امانت

حضرت سخی پیرؒ نے فرمایا میاں حاجی محمدؒ ! سامنے آؤ ، آپ سامنے ہوئے اور قدم بوسی کی ، حضرت شیخؒ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر بطریقِ مسنون بیعت کیا ، اور کمال مہربانی سے گلے لگا کر معانقہ کیا ، اور زبان مبارک سے فرمایا ۔ الحمدُ للہ کہ حقدار کو حق پہنچ گیا ، اور امانت اپنے اہل کو موصول ہوئی اور مخدوم حضرت شاہ معروف خوشابیؒ کے امانت دینے کا سارا واقعہ آپ کے رُوبرُو بیان کیا ۔ واقعہ اس طرح ہے ۔

کہ جب آپ کے دادا مرشد حضرت سید سخی شاہ معروف خوشابیؒ اپنے مُرشد مخدوم سیّد مُبارک حقانیؒ کے دستِ بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئے تو اس وقت سیّد مُبارک حقانیؒ کا قیام جنگل میں تھا حضرت سید شاہ معروف خوشابیؒ کی حالت ، حضوؒ سیّد مبارک حقانیؒ کی توجہ سے دگرگوں ہوگئی اور اسی وقت قدموں میں گر پڑے ۔ تین روز کے بعد ہوش آئی تو بیعت کا شرف حاصل کیا ۔ سیّد مبارک حقانیؒ نے اُن کو سامنے بٹھا کر جلالی نظر سے دیکھا تو شاہ معروفؒ کا بند بند ایک دوسرے سے جُدا ہوگیا ۔ دیر کے بعد جمالی اثر ڈالا تو اصلی حالت پر آگئے ۔ سیّد مبارک حقانیؒ نے شاہ معروفؒ کو فرمایا اسے فرزند ! درویش کو شاہ کہلانا اس وقت لازم ہے جب اس مرتبہ پر پہنچ جاوے ۔ اس سے پہلے تم شیخ معروف تھے ، اب ہم نے تم کو شاہ معروف کر دیا ہے ۔ پھر سید مبارکؒ نے شاہ معروفؒ کو مختلف وصیتیں فرمائیں ۔ اور ایک بشارت دی کہ تم سے ایک خانوادہ جدید پیدا ہوگا ۔ جو " خاندانِ نوشاہی " کے نام سے مشہور ہوگا ۔ یہ بشارت دے کر رخصت کیا ۔

اسی طرح حضرت سخی شاہ سلیمانؒ کو جب حضرت شاہ معروف خوشابیؒ نے خلافت و

اجازت دے کر فرمایا اے فرزند! جو امانت ہم کو قبلۃ العارفین حضرت مخدوم حقانی اوچیؒ سے ملی تھی اور اُن کو سلسلہ وار اپنے آباؤ اجداد سے موصول ہوئی تھی وہ سب کی سب تم کو دے دی ہے اب ایک نیام دو تلواروں کی گنجائش نہیں رکھتی۔ تم یہاں سے جاکر کچھ عرصہ ملکِ الٰہی کا سیر کرو۔ اور پھر وطنِ مالوف میں مقیم ہو کر لوگوں کو خدا کی طرف راہ نمائی کرو۔

آخر جب آپ وداع ہونے لگے تو حضرت شاہ معروف صاحبؒ نے فرمایا۔ بیٹا! ذرا اپنی دائیں طرف نظر کرو۔ جب مڑ کر دیکھا تو ایک بلند قامت، یوسف صورت، خضر سیرت، نوجوان نظر آیا جس کی پیشانی سے نور کے تجلیات ظاہر ہو رہے تھے۔ حضرت شاہ معروفؒ نے فرمایا کہ جو کچھ تم کو عنایت کیا گیا ہے، وہ سب اسی جوان کا نصیبہ ہے۔ یہ تمہارا خلیفہ اور روحانی جانشین ہوگا۔ اس کا نام **حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ** ہے۔ زمانہ میں لاثانی ہوگا۔ اس جوان کا شہرہ ہندوستان خراسان وغیرہ تمام ممالک میں ہوگا اور اس کے مرید مشرق سے مغرب تک پھیل جائیں گے۔ جب یہ تمہاری ملازمت میں پہنچے تو یہ امانت اُس کے سپرد کرنا۔ اور ہماری ساری گفتگو اُس کے آگے بیان کرنا۔

یہ سارا واقعہ بحکمِ مرشد، حضرت سخی شاہ سلیمانؒ نے نوشہ صاحبؒ کو حرف بحرف سنایا۔

سُکر و صحو

قاضی رضی الدین کنجاہی سے منقول ہے کہ آپ حضرت سخی بادشاہؒ کی ایک ہی نظرِ فیض اثر سے مجذوب ہو گئے۔ حالتِ سُکر نے ایسا غلبہ کیا کہ دنیا اور مافیہا کی کچھ ہوش نہ رہی۔ ایسی بے خودی طاری ہوئی کہ تین ماہ تک ایک ہی پہلو میں پڑے رہے۔ کھانے، پینے، بولنے کی کچھ خبر نہ تھی۔ اس کے بعد پیر روشن ضمیر نے آپ پر نظرِ رحمت ڈالی تو آپ ہوش میں آگئے۔ اور سُکر صحو سے مبدّل ہو گیا۔ اور آپؒ فضائلِ باطنی سے معمور ہو کر واپس نوشہرہ (ساہنپال شریف) تشریف لائے۔

حضرت علامہ سید شریف احمد شرافت نوشاہیؒ "شریف التواریخ" میں مرزا احمد بیگ لاہوریؒ کے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں۔ کہ اسی عرصہ تین ۳ ماہ میں آپ کو تمام

مراتبِ فنا و بقا اور مقاماتِ سلوک طے ہو گئے اور یہ محض جذبۂ ربانی اور توجۂ شیخِ کاملؒ کا نتیجہ تھا۔

زیارتِ مُرشد کو جانا

اس کے بعد آپ کو عشق غالب ہوا۔ تو بھلوال شریف پا پیادہ (پیدل چل کر) گئے۔ حضرت سخی پیرؒ نے فرمایا کہ پیادہ (پیدل) سفر کرنے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے اب گھوڑی پر سوار ہو کر آیا کرو۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے ایک گھوڑی خرید لی۔ اور سوار ہو کر زیارت کو جایا کرتے۔

حضرت سخی بادشاہؒ کا معمول تھا کہ جب کبھی آپ زیارت کے لیے بھلوال شریف جاتے تو حضرت شیخؒ تین چار میل کا فاصلہ طے کر کے پشتہ (ٹیلہ) بلندی تک استقبال کے لئے تشریف لاتے، اور وہیں طالب و مطلوب کی ملاقات ہوتی، گویا کہ وُہ پشتہ (ٹیلہ) قِران السعدین (معنی صفحہ نمبر ۲۹۲) تھا۔ حضرت شیخؒ آپؒ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینہ پر رکھ لیتے اور کمال محبّت و شفقت سے مکان شریف تک نصائحُ و وصایا (نصیحتیں و وصیتیں) کرتے ہوئے ساتھ لئے جاتے۔ وہاں جا کر چارپائیُ ڈال کر اس پر اپنی چادر مُبارک بچھا دیتے اور آپؒ کو اُس پر بیٹھنے کا امر فرماتے، آپ بحُکمِ الامر فوق الادب آنجنابؒ کے کسی حکم سے سر نہ پھیرتے۔ خوُد حضرت شیخؒ مہمانداری میں مشغُول رہتے، روٹی پکا کر اپنے ہاتھ سے لقمے آپؒ کے مُنہ میں ڈالتے۔ انواعِ طعامُ اقسامِ میوہ سے جو کچھ میسّر ہو سکتا آپ کے لئے لے آتے اور کھلاتے اور محبت سے فرماتے میاں حاجی محمد! تم ایسی ہی خدمات کے لائق ہو۔

ف: اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور مدظلہ محبوبیّت و مُرادیت فائز ہو چکے تھے۔

درگاہِ شیخ میں حضوری

آپ پیر روشن ضمیرؒ کے اس قدر مطیع فرمان تھے کہ جو کچھ ارشاد ہوتا بلا حیل و حجت اُس پر عمل پیرا ہوتے، اور حضرت شیخؒ بھی آپ پر گرویدہ ہو چکے تھے اور آپ کی نہایت قدر و منزلت کرتے، دوسرے

یاروں کو دیکھ کر رشک آتا۔

خلافتِ کبریٰ جب حضرت شیخ کی توجہاتِ کریمانہ سے آپ کی حالت دن بدن ترقی کرنے لگی تو ملا کریم الدینؒ وغیرہ یارانِ قدیم کو اس بات پر غیرت ہوئی کہ ہم قدیم الخدمت ہیں یعنی بڑے عرصہ سے خدمت کر رہے ہیں اور یہ جوان ہماری ہی وساطت سے اس جگہ پہنچا۔ اور اب اس کا یہ مرتبہ ہے کہ حضرت شیخؒ اس پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ حضرت سخی بادشاہؒ نے یاروں کے خیال کو بمکاشفہ قلبی (کشفِ قلب) دریافت فرمایا، تو چہرۂ مبارک پر آثارِ جلالیت نمایاں ہوئے۔ نماز کا وقت تھا۔ بطورِ آزمائش مُلّا کریم الدینؒ کو فرمایا کہ امامت کراؤ۔ تاکہ نماز با جماعت ادا کریں۔ مولوی صاحب کو حضرت شیخ کا چہرہ دگرگون دیکھ کر آگے کھڑے ہونے کی تاب نہ ہوئی۔ حضرت شیخ نے تین بار امر کیا، لیکن مولوی صاحبؒ نے تینوں بار معذرت کی اور آگے نہ ہوئے۔ پھر حضرت شیخؒ نے آپ کو امر فرمایا کہ میاں حاجی محمدؐ! تم امام بنو، آپ بلا عذر آگے بڑھے اور جماعت کروائی۔ بعد فراغِ نماز حضرت سخی بادشاہؒ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ میں مُلّا کریم الدین کا ہاتھ پکڑا اور وزن کیا اور فرمایا! مولوی صاحب! میاں حاجی محمدؐ کا ہاتھ تم سے بھارا ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حجت تم پر پوری ہوگئی، تم کو تین دفعہ امامت کے لئے کہا گیا لیکن تم امام نہ بنے، اب منصبِ امامت میاں حاجی محمدؐ کو مل گیا ہے یہ تمہارا سب کا امام ہے اور سب دوستوں کو طلب کر کے فرمایا کہ اپنے قدیم الخدمت ہونے کو ترجیح دیتے ہو۔ لیکن تمہاری نسبت اس جوان سے مقدم نہیں' اور اگر اپنی بہتری چاہتے ہو تو اس کی خدمت واطاعت کرو اور یہ جان لو کہ " حاجی سلیمان است وسلیمان حاجی است ہر کہ غیرت از یشاں خواہد کرد گویا کہ باما کردہ باشد"۔ یعنی حاجی سلیمان ہے اور سلیمان حاجی ہے۔ جو شخص ان سے غیرت کرے گا گویا اس نے ہمارے ساتھ کی ہوگی۔ ہماری حالت تو

یہ ہے۔

۱

بدانید حاجی سلیماں شدہ
سلیماں ز حاجی یکے جاں شدہ

۲

میانِ ایں دو قالب نورِ یک جاں است پنداری
سلیماں حاجی و حاجی سلیمان است پنداری

۳

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

۴

میں تے اس وِچ فرق نہ کوئی سارے یار وجانو
ایہ سخی میں نوشہ ہویا اس وچ شنک نہ آنو
ایہ جسم میں جان اینہاندی میں جسم ایہ جان
اِک جسم اِک جان اساڈی خلقت دو وکھان

۵

لال میرا میرے گھر دا چانن میری پونجی مال تے مایا
عشقوں وٹھی میرے لال دی لالی سو بھی لال ہو آیا
لالو لال میرے لال دی رنگن روپ رنگ سوایا
شاہ سلیمان نوشہ دا چولا لال گلال کرایا

جو کوئی اس سے روگردانی کرے گا۔ وہ ہم سے روگردانی کرے گا۔ اس کے بعد اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت شیخ رحیم دادؒ اور شیخ تاج محمودؒ کو بلا کر آپ کی بیعت کروایا، اور اپنے سب دوستوں کو بھی آپ کے سپرد کیا اور فرمایا میاں حاجی محمد! یہ ہمارے لڑکے اور یار جو ہیں۔ آپ کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں اگر ان سے کوئی لغزش یا بے ادبی واقع ہو تو معاف کر دینا اور ان کی تربیت کرنا۔

اور اپنے سب یاروں کو فرمایا اے یاران! اب ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو جس کسی کو حق کی طلب ہے اُس کو چاہیئے کہ حضرت شاہ حاجی محمدؒ کی خدمت میں جائے اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص آنجنابؒ کی خدمت میں بغرض استفادہ آتا تو اس کو آپ کے پاس ہی بھیج دیتے۔ چنانچہ سب یاروں نے آپ کی اطاعت کو سرمایۂ سعادت خیال کیا اور حضور کی ذاتِ اقدس سے بہرہ یاب ہوئے، اور جس کسی نے آپ سے انحراف کیا وہ راندۂ دارین ہوا۔

تقررِ نوشہرہ و تفضیل بر اولیا

جب حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؒ نے آپ کو خرقۂ خلافتِ قادریہ عطا فرمایا اور اجازتِ ارشادِ مسترشداں سے نوازا، تو حکم فرمایا۔ کہ تم موضع نوشہرہ تارڑاں میں اپنی سکونت کو قائم رکھو بے شمار خلقت دُور دُور سے آ کر تم سے بہرہ یاب ہوگی۔ آپ نے دست بستہ ہو کر عرض کیا۔ کہ قبلہ! اُس سرزمین میں بہت اولیاء اللہ ہیں۔ جو ہمارے نواح میں اُس پاس مقیم ہیں۔ چنانچہ شاہ دُولہ دریائیؒ و شاہ حسین گائینڈہ گجرات میں، اور میاں حسو تارڑؒ اور میراں سید شریف خوارزمیؒ لکھووال میں اور شاہ حسام الدینؒ تخت ہزارہ میں اور میاں طاہرؒ اور میاں ماناؒ جاگو تارڑ میں، اور میاں سلیمان چدھڑؒ کھارا مانگٹاں میں، اور شاہ عبدالسلامؒ کیلیانوالہ میں اور حبتی شاہ عبدالرحمٰن بخاریؒ چک گھوگہ میں اور شاہ مسکین قلندرؒ وریال میں او

دیوان ابراہیمؒ وغیرہ ، اتنے بزرگوں کے درمیان فقیر کو حکم ہو رہا ہے ۔ وہاں میرا کیسے فروغ ہو سکے گا ۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا ۔ کہ اس کا جواب کل دیا جائے گا ۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو جب آنجناب کے سامنے ہوئے تو انہوں نے فرمایا ۔ میاں حاجی محمدؐ ! آج رات مکاشفہ میں دیکھا گیا ہے کہ تمہارے مسکنت (قیام گاہ) (ڈیرہ) کے قریب ہی درگاہ سید بالاؒ میں درخت پیپل کے نیچے سب مذکورہ بالا بزرگ جمع ہوئے ہیں ۔ وہ سب ایک طرف ہیں اور تم اکیلے ایک طرف ہو اور تمہارے درمیان گوئے و چوگان (معنی صفحہ نمبر ۲۹۲) کی کھیل پڑی ہے ایک حد ہندوستان اور دوسری حد قندھار مقرر ہوئی ہے ۔ تم نے جو پہلی ضرب چوگان کی لگائی ہے تو گیند کو ہندوستان سے آگے لے گئے ہو اور دوسری ضرب سے قندھار و خراسان سے آگے لے گئے ہو ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ کوئی بزرگ تم سے سبقت نہ کر سکے گا ۔ اور اگر تمہارا مقابلہ کرے گا ۔ تو خطا کھائے گا ۔ اور ان مذکورہ بالا بزرگوں میں سے کسی کا سلسلہ جاری نہیں ہوگا ۔ (مثلاً آپ سے ایک نیا سلسلہ طریقت " **نوشاهی** " جاری ہوا ۔ لیکن ان آس پاس کے کسی بزرگ سے کوئی نیا سلسلہ جاری نہیں ہوا ۔)

اور مقام ولایت تمہارے لئے اور تمہارے فرزندوں اور مریدوں کے لیے ہے اور اس سرزمین میں انہیں کا حکم ہوگا ۔ اور جا بجا وہی ہوں گے ۔ اور مزید فرمایا کہ یہ ملک دربار حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تم کو اور تمہاری اولاد اور فقیروں کے لیے عطا ہو چکا ہے ۔ تمہارا سلسلۂ ارشاد قیامت تک جاری رہے گا ۔

ہمیں طور ارشادِ پاک از رسول — شدہ باوساطت سلیماں قبول
کہ در گردِ عالم ز لطفِ خُدا — رواں تا حشر باشد امرِ شما
بود در جہاں حکمِ اولادِ تو — شود تازہ تر امر ارشادِ تو

اور مزید آپ نے فرمایا ۔ ؎

نام بنایا نوشہ تیرا حضرت پاک رسول — مختار کیتا تینوں آپ الٰہی کیتا رب قبول

اس بشارت کے بعد نوشہ صاحبؒ کو تسکین ہوئی اور مرشد پاک عالیجاہؒ کے ارشاد کے مطابق آپ نے نوشہرہ تارڑاں میں آکر درس قائم کیا۔ جس سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ آکر مستفیض ہونے لگے۔ اور ہنگامۂ مشیخت گرم ہوا۔

ذکر آبادیٔ ساہن پال

حضرت نوشاہِ عالیجاہؒ کی سکونت حسب الارشاد حضرت شاہ سلیمان قادری بھلوالیؒ نوشہرہ تارڑاں میں تھی وہاں کے مقدم اور آپ کے مرید چوہدری ساہن پال اور اس کے والد چوہدری مہماں ولد الوانجیر تارڑؒ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ اجازت فرماویں تو ہم نوشہرہ سے الگ گاؤں آباد کریں اور حضور بھی وہیں اپنی رہائش رکھیں۔ آپ نے منظور فرمالیا۔ اور حکم دے دیا۔ چنانچہ انہوں نے چک ساہن پال کے نام سے موضع آباد کیا۔ یہ واقعہ اکبر بادشاہ کے عہد میں ۱۰۰۱ھ سے تا ۱۰۰۷ھ وقوع میں آیا۔ حضرت نوشہ صاحبؒ نے بھی اپنی سکونت وہیں منتقل فرمائی اور اپنی حویلیاں، دیوان خانہ اور مسجد تعمیر کرالیں۔ اور مدت العمر اسی گاؤں کو دارالولایت والارشاد مقرر رکھا بلکہ اب تک چلا آتا ہے۔

اکثر عاشقانِ نوشاہیہ نے اس "مسکن الاولیاء" کی تعریف میں نظمیں لکھی ہیں بعض یہ ہیں:۔

۱

از مرزا احمد بیگ لاہوریؒ

ملبب است بفیض وبعشق مالامال — بہشت روئے زمین است چک ساہن پال
زہے مکاں چہ مکاں کو بچشم بخشد نور — زہے زمیں چہ زمیں کو بدل بہ بخشد حال
زساکنان چہ بزرگ وچہ خورد گر بینی — بباطن اندپُر از سوز ظاہر آب زلال!
بہر مکان کہ درو قطب حق مقام کند — عبور چوں نکند سالک و ولی ابدال
بلطفِ خویش بخوان ضمراں تو احمد را — بدر گہت سر خود مانده بر اُمید وصال

۲

از علامہ شیخ محمد ماہ صداقت کنجاہیؒ

"موضع مسطور چک سادہ پور ساہن پال خطاب یافت"

تعالی اللہ بنائے فیض و ساز — مقام عاشقان خانہ پرداز
صفایش بسکہ دامن گیر کردند — بآب گوہرش تعبیر کردند
ز بس گلہا درو جا بر نظر تنگ — زمین چوں بوم دیبا نقش ارژنگ
ہوایش چوں ہوائے عشق مشہور — غبارش چوں غبار سرمہ پُر نور
چو موسیقار در ہر کوچہ تنگ — بہار نغمہ تر ریختہ رنگ
نمک پروردہ فیضش نمک سار — خوشاب از حیرت اُو رُو بدیوار
سگ درگاہ او باشد ہزارہ — گرفتہ بہر تعظیمش کنارہ
خمیر قالب عشق از زمینش — بہشت اینجا و رضوان خوشہ چینش
بچرخ آیند تا عشاق بے تاب — بود صد ارغنوں یکبانگ دُولاب
محبت میکند گرد از حریمش ! — بود محو سفر از خود مقیمش
ز ہر موئے بدن فوارہ درد — چو طفل اشک خود آوارہ درد
بخاکش تخم آدم سبز گردد — چو خال نیل بے نم سبز گردد
بدریا اتصال او گواہ است — کہ شاہ بحر و بر را بارگاہ است
حریم آں چراغ دامن طور — برنگ گنبد فانوس پُر نور
خوشا روزے کہ در سیر دیارش — شوم پروانہ شمع مزارش
بآب دیدہ اش تر کردہ باشم — سجود بندگی سر کردہ باشم
بگرد کعبہ امید گردم — چو ذرہ طائف خورشید گردم
برافروزم چراغ شعلہ آہ — کنم شیرینی جاں در نذرگاہ

سخن کوتہ ہمیں وصفش تمام است
کہ قطبِ دین و دُنیا را مقام است

۳

از مولانا محمد اشرف فارقی منچری

چو کردند بنیادِ موضع تمام — نہادند چک ساہنپال اورا نام

۴

—— حضرت نوشہ صاحبؒ نے چوہدری ساہنپال کو فرمایا کہ دو جھنڈے بنا کر لے آؤ۔ وُہ لے آیا۔ آپ کے صحن میں شرینہہ کا ایک بہت بڑا درخت تھا۔ فرمایا اس کے اوپر چڑھ کر بلند شاخ پر باندھ دو۔ اس نے باندھ دیئے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک جھنڈا ہمارا اور ہماری اولاد کا ہے اور ایک تمہارا اور تمہاری اولاد کا۔ یہ یہاں چک ساہنپال میں آباد رہیں گے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ رفیقِ کار رہوں گے۔ (تذکرہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ)

—— مولانا محمد اشرف مناقب نوشاہی میں لکھتے ہیں :- ۵

نوشہ جاں منہ تھیں فرمایا — بیرق ساہنپال لیایا
رُکھ شرینہہ تے جھنڈا لایا — امر ہویا سرداری دا
بیرق دوجی ہور انائی — اوہ بی اسدے نال گڈائی
ایہ بیرق ہے میری بھائی — نیزہ پیڑھی ساری دا

—— چنانچہ زمانہ حال تک حضرت نوشاہِ عالیجاہؒ کے حکم اور آپ کی پیش گوئی کے مطابق آپ کی اولاد امجاد اور چوہدری ساہن پال تارڑ کی اولاد ایک جگہ موضع ساہن پال شریف میں آباد چلے آتے ہیں اور جو لوگ حسبِ ضرورت باہر چلے گئے ہیں انہوں نے بھی اپنا تعلق اپنے مرکز ساہن پال سے وابستہ رکھا ہے۔

(تذکرہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ بحوالہ مناقب نوشاہی)

آخری ملاقاتِ مُرشد

یوں تو آپ کئی مرتبہ بھلوال شریف گئے اور زیارت کا شرف حاصل کرتے رہے اور ہر ایک ملاقات میں بہت بہت مہربانیاں آپ کے حال پر ہوئیں ۔ لیکن جب آخری مرتبہ آپ زیارت کرنے کے لئے گئے توحضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پشتہ بلندی (ٹیلہ) پر کھڑے تھے ، دیکھتے ہی بزبانِ ہندی فرمایا۔

"آیا میرا ڈھولن چارے بنّے رکھ"

یعنی میرا محبوب فرزند چاروں مراتب کو طے کرکے آیا ہے اور اس مرتبہ آپ کو ہر طرح کی وصیتیں فرمائیں ، اعمالِ ظاہری و اشغالِ باطنی و حفظِ مراتب کی نصیحتیں فرمائیں اور رخصت کیا۔

زیارتِ مزارِ مُرشد

ابھی آپ کو بھلوال شریف سے آئے ایک دو مہینہ ہی گزرے تھے کہ مرشد صاحب کا وصال ہوگیا ، آپ کو خبر پہنچی تو بمعہ یاراں فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے ۔ بھلوال شریف پہنچ کر زیارتِ مزارِ اطہر سے آنکھوں کو منور کیا اور نہایت درد و ذوق سے اپنا چہرہ مبارک قبر شریف پر رکھ کر اس قدر روئے اور آنسو بہائے کہ زمین تر ہوگئی اور قدرے خاکِ درگاہ شریف لے کر تبرکاً اپنے چہرۂ انور پر ملی اور فاتحہ خیر پڑھ کر ایصالِ ثواب کیا اور ایک ساعت وہاں مراقبہ کیا۔

تغیّرِ احوال و منظوری

پھر اُس حجرہ میں تشریف لے گئے جس حجرہ میں حضرت سخی پیرؒ خود رہا کرتے تھے ، وہاں دیر تک بیٹھے ، آپ کی حالت نہایت متغیّر ہوتی رہی ۔ کبھی چہرہ کا رنگ زرد کبھی سُرخ ہو جاتا تھا ۔ گھڑی گھڑی کے بعد رنگ دگرگون ہو جاتا تھا۔ پھر آپ نے چارپائی طلب کی اور لیٹ گئے اور یاروں کو فرمایا کہ تم علیحدہ ہو جاؤ جب تک ہم نہ بلائیں پاس نہ آنا ۔ اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کو پاس آنے دینا ۔ چنانچہ سب متفرق ہوگئے ۔ شیخ نور محمد سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے پاس بیٹھا رہا ، آپ نے سلارہ چہرہ پر لے لیا اور چارپائی پر دراز ہوگئے ۔ یہ معلوم نہیں کہ آپ سو گئے یا کہ بیدار ہی رہے لیکن اسقدر معلوم ہے کہ باوجود اس کے موسم سرما تھا اور شدت کی سردی تھی آپکے وجود اطہر

سے پسینہ کے قطرات اس حدتک جاری تھے کہ چارپائی سے نیچے گر رہے تھے۔
دو تین ساعت اسی نہج (طرح) پر گذریں تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور زبان مبارک سے فرمایا
کہ خدا تعالیٰ کا ہزار ہا شکر ہے کہ ہماری خدمات درگاہِ شیخ میں منظور ہوئیں۔ اور ہمارا خلوصِ
قلب اور جوہرِ قابلیت پیرِ دستگیرؒ کے آگے صاف روشن ہوا اور آنجناب کی روح پُر فتوح کی
رضامندی حاصل ہوئی۔

تربیتِ صاحبزادگان حضرت سخی شاہ سلیمانؒ

پھر آپ نے ایک شخص کو فرمایا کہ جاؤ صاحبزادوں
کو بلا لاؤ۔ اتفاقاً پہلے چھوٹا صاحبزادہ شیخ تاج محمودؒ آ حاضر ہوئے، وُہ قلندر مشرب تھے۔
آپ نے اُن کے حال پر توجہ فرمائی، اور فرمایا، صاحبزادہ جیو! تم جس حال میں رہو گے
اچھے رہو گے، اور تمہارے احوال دن بدن ترقی پر رہیں گے۔ پھر صاحبزادہ اکبر شیخ رحیم دلوؒ
حاضر ہوئے، وُہ ظاہر بشریعت آراستہ اور باطن بطریقت پیراستہ تھے، اُن کو اپنے
ہاتھ مُبارک سے دستارِ خلافت عطا کی، اور حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؒ کے سجادۂ ہدایت
پر بٹھایا۔

آپ چند روز تک درگاہ شریف سلیمانیہ میں معتکف رہے اور پھر معہ یاراں فائز
المرام ہو کر واپس نوشہرہ تارڑاں میں تشریف لائے۔ دن بدن آپ کا غلغلہ زیادہ ہوتا گیا۔ اور
اطرافِ زمین سے طالبانِ خُدا اور اہلِ مطالب جوق در جوق خدمت شریف میں آنے لگے اور
رشد و ہدایت کا بازار گرم ہوا۔

آپؒ کے بارے میں پیشینگوئیاں

آپ کے وجودِ مسعود کے متعلق کئی کبار اولیاء اللہؒ و بزرگانِ سلف نے بشارتیں دی ہیں ۔ اور کئی بزرگوں نے آپ کے مشہور ہونے سے پہلے آپ کی جلالتِ قدر کی خبریں دی ہیں ان میں سے چند یہاں درج کی جاتی ہیں ۔

۱ قرآن مجید کا اشارہ

اگرچہ کوئی نصِ صریح آپ کے ظہور کی نسبت قرآن مجید میں وارد نہیں ہے لیکن بفحوائے لَا رطب ولا یابس اِلّا فی کتابٍ مبین (الانعام ع)، غور کرنے سے آپ کے وجودِ مسعود کی طرف اشارہ ظاہر ہوتا ہے ۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ ثُلّۃٌ مِن الْاَوّلین وقلیلٌ مِن الاٰخرین (الواقعہ ع ۱) یعنی آخر زمانہ میں بھی تھوڑے بزرگ مثل اولین کے مقربینِ بارگاہِ آلہی ہوں گے ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ اور آپ کے خلفاءٔ متاخرین اولیاء اللہ سے ہیں ۔ اور حضورؒ کا طریقہ بسبب اتباعِ سنت کے طریقۂ اولین یعنی اصحابِ کبارؓ کے مماثل ہے ۔

۲، حدیثِ نبویؐ

بعض احادیث بھی آیتِ مذکورہ بالا کی مؤید (مددگار) ہیں کہ جامع ترمذی میں ہے ۔ فرمایا حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ مثلُ اُمّتی کمثلِ المطر لایدرٰی اوّلہا خیرام اٰخرھا ۔ یعنی میری امت مثل بارش کے ہے ، نہیں معلوم کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخر کا ۔

اگرچہ سب زمانوں سے بہتر زمانہ نبوت ہے جیسا کہ ارشادِ نبویؐ ہے ۔ خیرُ القرون قرنی لیکن چونکہ متاخرین کبرائے امت بھی کمالاتِ نبوت و ولایت کے حصول میں مثل صحابہ کرامؓ کے اکمل ہونے تھے ۔ اور کمال مشابہت کے باعث تردد کا مقام تھا ۔ کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت دے سکیں ۔ اس لئے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اوّلین و آخرین کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دی اور ان کے بارے میں فرما دیا کہ لا یدرٰی اوّلہا خیرام اٰخرھا اور یہ ظاہر

ہے کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ اور آپ کے خلفا اولیا متاخرین سے ہوئے ہیں۔

حضرت علامہ شیخ محمد ماہ صداقت کنجاہی دہلویؒ نے اپنی کتاب "ثواقب المناقب" میں اس حدیث شریف کو حضور نوشہ گنج بخشؒ کی ذاتِ جامع کمالات پر مطابق فرمایا ہے اور اس سے آپ کی پیشین گوئی مراد لی ہے۔

۳۔ ارشادِ نبویؐ

حضرت مرزا احمد بیگ لاہوریؒ اپنے رسالہ "الاعجاز" میں اور حضرت مولانا شاہ محمد اشرف فاروقی منچریؒ کتاب "کنز الرحمت" میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ نے فرمایا کہ ہم کو بوساطتِ مرشد پاک حضرت سخی شاہ سلیمان نوری بھلوالیؒ یہ روایت پہنچی ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ آخر زمانہ میں "ہند" کے اندر میری امت سے ایک شخص حاجی محمد نوشہ نام پیدا ہوگا۔ تمام کمالات اُس کی ذات کو عطا کئے جائیں گے۔ اُس دیار میں اُس کا اور اُس کی اولاد کا حکم قیامت تک جاری رہے گا۔ ؎

ہمیں طور ارشادِ پاک از رسول ۔۔۔ شدہ با وساطت سلیماں قبول

کہ در گردِ عالم ز لطفِ خدا ۔۔۔ رواں تا حشر باشد امرِ شما

بود در جہاں حکمِ اولادِ تو ۔۔۔ شود تازہ تر امرِ ارشادِ تو

—— صاحبِ شریف التواریخ حضرت شرافت نوشاہی صاحبؒ تحریر کرتے ہیں۔ کہ یہ روایت چار شق سے خالی نہیں۔

اوّل: یہ کہ حضرت سخی بادشاہؒ کو یہ روایت حسبِ سلسلۂ طریقت بزرگانِ قادریہ سے پہنچی ہوگی۔ اور یہ اظہر ہے کہ سب مشائخ سلسلہ قادریہ تا حضرت رسالتِ پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکابر اولیاء اللہ، مقتدایانِ اسلام، صاحبِ علومِ ظاہری و باطنی ثقہ اور معتبر تھے۔ لہٰذا اس روایت کی سند متصل و صحیح ہوئی۔ بلکہ اگر اس کو حدیثِ مرفوع بھی کہا جائے۔ تو کچھ بے جا نہیں۔

دوم :۔ یہ کہ حضرت سخی بادشاہؒ کو یہ بشارت مکاشفہ میں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہنچی ہوگی۔ اور حدیثِ کشفی بھی حجت ہوسکتی ہے۔ حضرت مولانا خواجہ مہر علی شاہ صاحب چشتی نظامی گولڑوی قدس سرہٗ مکتوباتِ طیبات المعروف مہرِ چشتیہ کے ایک مکتوب جو ماسٹر غلام حیدر کے نام لکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں :۔

"اور محققین کے ہاں حدیثِ کشفی کو قوت وصحت میں ترجیح ہے اس حدیث پر جو بذریعۂ رُواۃ ہمارے تک پہنچے گی، کمافی الفتوحات وغیرہ"

سوم :۔ یہ کہ حضرت سخی بادشاہؒ کو یہ ارشاد مشاہدہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم سے پہنچا ہوگا اور کتبِ آئمہ تصوّف و حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بیداری میں بھی اپنا جمالِ باکمال دکھا سکتے ہیں۔ حضرت حجۃ الاسلام امام محمّد غزالیؒ نے المنقذ من الضلال میں اور حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ نے مدارج النبوۃ میں اس بات کی تصریح کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ جمال نبوتی یقظہ و بیداری میں ممکن ہے۔

چارم :۔ یہ کہ حضرت سخی بادشاہؒ کو یہ حکم خواب میں حضرت سرورِ عالم صلّی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم سے پہنچا ہوگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کا خواب میں دیکھنا بھی مثلِ بیداری کے ہے۔ کیونکہ اس میں شیطانی فریب کو کچھ دخل نہیں۔ کماجاء فی الحدیث انّ الشیطان لا یتمثل بی :۔ الحاصل چاروں شقوں سے یہ روایت حدیث کا حکم رکھتی ہے اگر سنداً ہے تو بھی صحیح ومتصل ہے اور اگر مکاشفہ میں ہے تو بھی معتبر ہے اور اگر مشاہدہ یا رؤیاً (خواب) میں بشارت ہوئی ہے۔ تو بھی موثق و قابلِ اعتبار ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ نے اپنے رسالہ "الدرّالثمین فی مُبشّرات النّبیّ الامین" میں اُن احادیث کو جمع کیا ہے جو انہوں نے مشاہدہ یا خواب میں آنحضرت صلّی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم سے سنی ہیں۔

۴۔ فرمانِ مرتضوی ؓ

بعض کتابوں میں لکھا گیا ہے کہ ایک روز اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندان حضرت امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بشارت فرمائی کہ تمہاری اولاد میں اقطاب و امام پیدا ہوں گے۔ اِسی اثنائیں اُن کے صاحبزادہ حضرت عباس علمبردار رضی اللہ عنہ بھی حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ ابّا جان! مجھے بھی کچھ دُعا دیجئے۔ تو حضرت ولایت مآب علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عباسؓ! تیری اولاد سے جماعتِ کثیر دنیا میں پھیلے گی۔ اور تیری نسل سے ایک مقبولِ خدا پیدا ہوگا جس کا نام حاجی محمد نوشہؒ ہوگا۔ وُہ تیری اولاد کا فخر ہوگا۔ (شریف التواریخ)

۵۔ غوث الاعظمؒ کی پیش گوئی

حضرت خواجہ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان مجدّدیؒ اپنی کتاب روضۃ القیومیہ رکن اوّل میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت شیخ الجن و الانس سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ آسمان سے ایک نورِ عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام جہان منور ہو گیا اور دمبدم اس نور کی روشنی بڑھتی گئی۔ اُس نور سے تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء نے نور حاصل کیا۔ آنجنابؒ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ کس شخص کا نور ہے؟ الہام ہوا کہ اس نور کا مالک اولیائے اُمت سے افضل ہے۔ جو آپ کے چار سَو سال بعد پیدا ہوگا۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کرے گا۔ وُہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کرے گا۔ اس کے فرزند اور خلیفے بارگاہِ احدیت کے صدر نشین ہوں گے۔ بعد ازاں شیخ الجن والانسؒ نے اپنا خاص خرقہ اُتار کر اپنی مخصوصہ نسبت ودیعت کر کے بطورِ امانت اپنے بڑے خلیفہ کے حوالے کیا اور وصیت فرمائی کہ اسے پُوری پُوری حفاظت سے رکھنا۔ یہاں تک کہ ایک شخص پیدا ہوگا کہ اُس کا پیر اُس سے فیض حاصل کرے گا۔ اور اُسے اپنے سے اونچا بٹھائے گا اور مُریدانہ سلوک کرے گا۔ اُسے ہمارا سلام پہنچانا اور یہ خرقہ بطور تحفہ اُسے دینا۔" (شریف التواریخ)

اگرچہ صاحب روضۃ القیومیہ نے اس پیش گوئی کو حضرت شیخ احمد سرہندیؒ پر مطابق کیا ہے۔ لیکن چند وجوہ کی بنا پر اِس بشارت کا صحیح موعود و مصداق حضرت نوشہ گنج بخشؒ کا وجود

مسعود ہوسکتا ہے :۔

اوّل :۔ یہ کہ حضرت غوث الاعظمؒ کے بڑے خلیفہ حضور کے فرزندِ اکبر حضرت سید سیف الدین عبدالوہابؒ تھے اور وہی صاحبِ سجادۂ غوثیہ تھے ۔ جیسا کہ "خزینۃ الاصفیا و سفینۃ الاولیا سے ظاہر ہے ۔ چونکہ عبارتِ بالا سے واضح ہوتا ہے کہ خرقہ مخصوصہ بڑے خلیفہ کو عطا کیا ، تو معلوم ہوا کہ وُہ انہیں کو مرحمت ہوا اور انہیں کے سلسلہ میں منتقل ہوتا رہا اور ان کے سلسلہ میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے سوا کوئی دوسرا بزرگ اس شان کا نہیں ہوا ۔ اور حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کا شمار نقشبندیہ میں ہے ۔ اور اگر قادریہ میں داخل کیا جائے تو اُن کا سلسلہ عبدالرزاقؒ کو ملتا ہے ۔ جو حضرت غوثیہؒ کے خلیفہ اکبر نہ تھے ۔

دوم :۔ یہ کہ پیش گوئی میں کہا گیا ہے کہ "وُہ دین کی تجدید کرے گا" اور یہ بھی اظہر ہے کہ آپ دین کی تجدید کرتے رہے ، اور بخطاب مجددِ اکبر سے موسوم ہوئے ۔

سوم :۔ پیش گوئی میں واقع ہے کہ "وہ خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کرے گا" رسالہ احمد بیگ میں حضور کا ارشاد مذکورہ ہے کہ "من فقیرم دم ہر کہ مرا دید موافقِ نصیب بر و چیزے دادہ ام"

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص آپ کی زیارت کرتا اس کا قلب ذاکر ہو جاتا تھا ۔

چہارم :۔ پیش گوئی میں واقع ہے کہ "اُس کے فرزند اور خلیفے بارگاہِ احدیت کے صدر نشین ہوں گے" آپ کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات و مقامات کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ وُہ کس پایہ کے بزرگ و مقبولِ خدا گذرے ہیں ۔

پنجم :۔ وُہ خرقہ مخصوصہ وہی تھا ، جو حضرت شاہ سلیمان نوریؒ نے بوقتِ ولادت حضور نوشہ گنج بخشؒ کو پہنایا تھا ۔

ششم :۔ پیش گوئی میں واقع ہے کہ "اُس کا پیر اس کو اپنے سے اونچا بٹھائے گا ، اور مریدانہ سلوک کرے گا"

اسی طرح آپ کو حضرت سخی بادشاہؒ چارپائی پر اپنی چادر ڈال کر اُو پر بٹھاتے اور خود نیچے بیٹھتے تھے اور طرح طرح کے اطعمہ و اغذیہ آپؒ کے سامنے رکھتے اور اپنے ہاتھ مبارک سے لقمے آپؒ کے منہ میں ڈالتے۔

بہرصورت یہ پیش گوئی حضرت نوشہ صاحبؒ کے حق میں ثابت ہے۔

۶، غوث الاعظمؒ کی دوسری پیشگوئی

حضرت شاہ عمر بخش رسولنگریؒ مناقبات نوشاہیہ میں لکھتے ہیں کہ ایکبار حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب بحالتِ انقباض (پریشانی) بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت غوث الاعظمؒ تشریف لائے اور ان کو اندوہ ناک دیکھ کر سبب پوچھا، انہوں نے عرض کیا کہ یا قبلہ! میں اس خیال میں منہمک ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ میرے چھوٹے بھائیوں سید عبدالرزاقؒ اور سید عبدالعزیزؒ کا مجھ سے زیادہ شہرہ ہے؟ تو حضرت غوثیت مآبؒ نے مراقبہ کیا اور بایمائے غیبی فرمایا کہ بیٹا غمگین نہ ہو۔ تیرے سلسلہ مریدین میں ایک شخص نوشہ حاجی گنج بخشؒ نام پیدا ہوگا۔ جس سے تیرے سلسلہ کو فروغ ہوگا، اور تیرے طریقہ کی اشاعت کرے گا، اور تیرا نام اقطارِ عالم میں اُس کے ذریعہ روشن ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا قبلہ! اس فیضِ مجسم کو دیکھنے کا مجھے اشتیاق پیدا ہوگیا ہے۔ تو جنابِ غوثیہؒ نے فرمایا اس طرف دیکھ تو بعالمِ شاہدہ حضرت نوشہ صاحبؒ بمعہ اپنے خلفائے کے مجلس لگائے بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ محفلِ سماع منعقد ہے۔ وجد و رقص ہو رہے ہیں، سوز و گداز کا غلبہ ہے۔ سید عبدالوہابؒ دیکھ کر کمال خوش ہوئے اور کہا کہ اب میری تسلی ہوگئی ہے۔

۷، غوث الاعظمؒ کی تیسری پیشگوئی

شریف التواریخ میں ہے کہ ایک روز حضرت غوث الثقلینؒ نے اپنے دولت خانہ خاص سے ایک صندوق نکالا، اُس کا قفل کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا صندوقچہ نکالا، پھر اس کا قفل کھول کر اس میں سے ایک صندوقچی نکالی، اُس کا قفل کھول کر اس میں

سے ایک چیز نکالی، اُس کو بوسہ دیا۔ اور اُس کو آنکھوں پر لگا کر پھر بحفاظت تمام اُسی طرح دھر دی، اور صندوقچی کو قفل لگا کر بطریق سابق صندوقچہ میں، پھر اُس کو صندوق میں رکھ کر مقفل کر دیا۔

حاضرین خلفاء نے عرض کیا یا قبلہ! یہ کیا چیز تھی جس کو آپ نے اتنی حفاظت سے رکھا ہے؟ اور اس حد تک اس کی تعظیم کی ہے۔ حضرت غوثیت مآبؒ نے فرمایا یہ ایک سیاہ کمبل ہے جو میرے جدِ امجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زیبِ تن فرمایا تھا۔ یہ بطورِ امانت سلسلہ وار مشائخ طریقتؒ سے ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اور اسی طرح آگے چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کمبل کا صاحب ہندوستان میں پیدا ہوگا۔ اس کا نام نامی حاجی محمد نوشہؒ ہوگا۔ وُہ اس کمبل کو اوڑھے گا، اور میرے سلسلہ کی اشاعت کرے گا۔ وہ تمام کمالات اوّلین و آخرین کا جامع ہوگا۔

وہی کمبل حضرت شاہ سلیمان نوریؒ نے بوقتِ خلافت و اجازت حضرت نوشہ صاحبؒ کو مرحمت فرمایا، اور آپؒ نے ملبوس کیا۔ اسی روز سے آپ کا نام بھورے والا مشہور ہوا کیونکہ اہلِ ہند کمبل کو بھورا کہتے ہیں۔

۸۔ شیخ داؤد قیصریؒ کی پیش گوئی

حضرت علامہ شیخ داؤد قیصریؒ شارح فصوص الحکم مقدمہ قیصری کے فصل دوم میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم و کواکب کا دَورہ ہزار سال کے ساتھ ہے، پس اس اُمت میں بھی بعد ہزار سال کے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو دین کی تجدید کرے گا اور قائم مقام انبیائے اولوالعزم ہوگا۔" چونکہ حضور کا ظہور ہزار سال ہجری کے سر پر ہُوا، اور آپ مجدد و اکبر ہوئے اس لئے یہ پیشگوئی آپ کے حق میں پوری ہوئی۔

۹۔ سیّد مُبارک حقانیؒ کی پیش گوئی

حضرت مفتی غلام سرور لاہوریؒ خزینۃ الاصفیا میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت مخدوم شاہ معروف چشتی خوشابیؒ جنگل میں حضرت مخدوم سیّد مبارک حقانیؒ کی خدمت

سے مستفید ہوئے اور اُن کی ایک ہی توجہ سے مراتبِ اعلیٰ کو پہنچے تو بوقتِ عطائے خلافت حضرت سید مبارک حقانیؒ نے اُن کو بشارت دی کہ تجھ سے ایک خانوادہ جدید پیدا ہو گا، چنانچہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کا ظہور انہیں کے سلسلہ سے ہوا، اور آپ کی ذات سے خاندانِ ذیشان **نوشاہیہ** کا آغاز ہوا۔

۱۰۔ شاہ معروف خوشابیؒ کی پیشگوئی

منقول ہے کہ جن ایام میں حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؒ حضرت مخدوم شاہ معروف خوشابیؒ کی بیعت ہوئے، انہوں نے خلافت و اجازت دینے کے وقت فرمایا، اپنے دائیں طرف دیکھا جب دیکھا تو ایک نوجوان بلند قامت، خوبصورت، چہرہ پر نورانی آثار، روشن رُخسار نظر آیا، پُوچھا یہ کون ہے؟ حضرت مخدومؒ نے فرمایا کہ یہ ایک جوان علیٰ نفس نوشہ حاجی نام ہے جو مہدی آخرالزمان کی طرح ولایتِ مادر زاد سے مشرّف ہو گا۔ زمانہ میں اس کا کوئی ثانی نہ ہوگا۔ مشرق سے مغرب تک تمام جہان کو روشن کرے گا، اس کا غلغلہ ہند و حجاز و خراسان میں اکثر ہوگا، اس کے مرید اقطارِ عالم میں مثل ستاروں کی چمکیں گے، تیرے زمانہ میں پیدا ہوگا، یہ جو کچھ تم کو عنایت کیا گیا ہے۔ سب اسی کی امانت ہے۔ جس وقت یہ جوان تیری ملازمت میں پہنچے تو یہ امانت اس کے سپرد کرنا اور ہماری گفتگو اس کے آگے بیان کرنا۔ (رسالہ احمد بیگ)

۱۱۔ شاہ رحیم الدینؒ کی پیش گوئی

حضرت نوشہ صاحبؒ کے چچا بزرگوار حضرت شاہ رحیم الدین نے اپنے بڑے بھائی حضرت شاہ علاؤالدین حسینؒ کو ایک روز فرمایا۔ کہ بھائی صاحب! میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ آپ کے گھر میں آسمان سے نُور نازل ہوا ہے۔ جس سے تمام در و دیوار اور صحن خانہ روشن ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند عطا فرمائے گا۔ جو قطبِ آخرالزمان، مقبولِ خدا دین و دنیا کا بادشاہ ہوگا اُس کا رتبہ بہت بلند ہوگا۔ (رسالہ احمد بیگ)

۱۲۔ شاہ علاؤالدینؒ کی پیش گوئی

منقول ہے کہ حضرت نوشہ صاحبؒ ابھی شکمِ والدہ میں ہی تھے کہ آپ کے والد بزرگوار حضرت حاجی شاہ علاؤالدین حسینؒ نے حجِ ششم (چھیواں) کا ارادہ کیا اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے اور بوقتِ رخصت اپنی اہلیہ محترمہ حضرت بی بی جیونی صاحبہؒ کو فرمایا کہ اے بی بی! ہم کو کشفِ صحیح سے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ جب وُہ فرزند ہمارے بعد پیدا ہو تو اس کا نام حاجی محمد رکھنا۔ وُہ پہلوانِ دین ہوگا۔ قطبِ وقت ہوگا۔ حق تعالیٰ اُس کو خلعتِ نوشاہیت سے سرفراز کرے گا۔ وُہ خدا تعالیٰ کے اسرار میں سے ایک سر ہوگا۔ اس کی عزت سے پرورش کرنا اور پوری احتیاط سے رکھنا۔ انشاٗاللہ تعالیٰ ہم بھی جلدی ہی سفر سے واپس آجائیں گے۔ (رسالہ احمد بیگ)

۱۳۔ شاہ سلیمان نوری قادریؒ کی پیشگوئی

منقول ہے کہ حضرت نوشہ صاحبؒ ابھی بطنِ والدہ میں ہی تھے کہ ایک دن حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؒ، بھلوال شریف سے چل کر موضع گھوگانوالی میں آپ کے والدین کے گھر تشریف لائے اور آپ کی والدہ ماجدہ کو بشارت فرمائی کہ بی بی صاحبہ! تمہاری پیشانی میں ایک نُورِ تاباں ہے۔ تمہارے ہاں ایک فرزند نیک خصال تولد ہوگا۔ جو صاحبِ کمال اور ولیِ زمانہ ہوگا۔ تمام جہان اس کے فیض سے بہرہ مند ہوگا۔ اہلِ عالم اس کے قدموں پر ہاتھ رکھیں گے۔ جب وُہ مولودِ مسعود تولد (پیدا) ہو۔ ہم کو بھی خبر کرنا۔ (شریف التواریخ)

۱۴۔ شیخ عبدالوہاب متقیؒ کی پیشگوئی

حضرت نوشہ صاحبؒ بعالمِ شباب ایک مرتبہ لاہور تشریف لے گئے وہاں بزرگانِ مشائخ کی زیارت سے مستفید ہوتے رہے، ایک روز قطبِ مکہ حضرت مولٰنا شیخ عبدالوہاب متقی حنفی قادری شاذلیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اُن ایام میں شیخ فرید بخاریؒ کی مسجد میں رہا کرتے تھے۔ ایک ساعت اُن کی مجلس میں بیٹھ کر رخصت ہوئے۔

حضرت شیخ فتح محمد سیالکوٹی، مرید شیخ موصوفؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت شاہ حاجی محمدؒ ہمارے شیخ کی ملاقات سے سرفراز ہو کر رخصت ہوئے تو ہمارے شیخ عبدالوہاب متقیؒ نے فرمایا اے دوستو! یہ ایک جوان عالی مرتبہ ہے۔ اس کا قدم زمین پر نہیں پڑتا۔ بلکہ اونچا جارہا ہے، عنقریب ہی اس کا کام بلند ہو جائے گا۔ اور دن بدن ترقی میں ہوگا (شریف التواریخ)

۱۵۔ شیخ احمد سرہندیؒ کی پیشگوئی

حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ مکتوب دفتر اول مکتوب دو صد نہم (دو سو نو) میں لکھتے ہیں کہ "حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رحلت کر جانے سے ہزار سال بعد حضورؐ کی اُمت کے اولیاء جو ظاہر ہوں گے اگرچہ وہ قلیل (تھوڑے) ہوں گے مگر اکمل ہوں گے تاکہ اس شریعت کی تقویت پورے طور پر کر سکیں"۔

حضرت نوشہ گنج بخشؒ کا وجودِ مسعود انہیں قلیل اولیاء اللہ سے تھا۔ جو نہایت اکمل اور شریعتِ محمدیہ کے مقوم تھے۔

معمولات

عبادت و ریاضت آپ ہمیشہ سفر ہو یا حضر، موسم گرما ہو یا سرما، بعد نصف شب بیدار ہوتے، اور وضو کر کے دوگانہ تہجد بکمال خشوع و خضوع ادا فرماتے اور اس کے بعد ذکر و فکر و مراقبہ میں مشغول ہوتے، سوا پہر دن چڑھے تک اذکار و اشغال میں مشغول رہتے۔ نماز پنجگانہ با جماعت ادا فرماتے، نوافل اشراق، ضحیٰ اوابین ضروری پڑھتے، چہار رکعت سنت قبل از عصر کبھی ترک نہ فرماتے رخصت کو چھوڑ کر عزیمت پر عمل فرماتے۔ (گنج الاسرار)

اذکار آپ ذکر جہر (بلند آواز سے) فرمایا کرتے تھے۔ لَا کو بامد کھینچ کر اِلَّا اللہ کی ضرب دل پر لگاتے، ذکر نفی اثبات بالترتیب ایک ہزار یا تین ہزار مرتبہ کرتے، حبس نفس، ذکر ارہ، ذکر سہ پایہ، شغل محمود، شغل نصیرا، اکثر آپ کا معمول تھا۔ اور سلطان الاذکار جاری تھا۔ پاس انفاس دائمی تھا۔ (گنج الاسرار)

افکار بعد از فراغت اذکار آپ کا اکثر وقت تفکر و تدبر میں گذرتا تھا مراقبہ محبت، محاسبہ نفس، تصور شیخ میں زیادہ تر انہماک ہوتا۔ استغراق و محویت آپ پر غالب تھا۔ (گنج الاسرار)

اوراد آپ لسانی وظائف میں سے تلاوت قرآن مجید بملاحظہ معانی بلا ناغہ، اور کلمہ طیبہ درود ہزارہ، درود شریف خضری اسم اعظم، قصیدہ خمریہ مجوبیہ، کا ورد رکھتے تھے، یاد الٰہی خلوت میں کیا کرتے، تاکہ پریشانی خاطر کا موجب نہ ہو، ایسے موقعہ پر سوائے خواص کے کسی کو حاضر ہونے کی رخصت نہ ہوتی تھی۔ (رسالہ احمد بیگ)

متابعت نبوی ﷺ آپ ہر قول و فعل و حال میں سنت نبوی کی پابندی کو ملحوظ خاطر رکھتے، متابعت محمدی کو اپنا فرض اولین سمجھتے۔ ہر کام میں شریعت

کا پاس رکھتے ۔ بجذیکہ اپنے مریدوں کو مرید نہ کہتے ، بلکہ یار کہتے ، جو لفظِ صحابی یا صاحب کا ترجمہ ہے ۔ اپنے یاروں کو پابندیٔ شرع کی خاص تاکید کرتے ۔ (رسالہ احمد بیگ)

—— احمد بیگ لاہوریؒ لکھتے ہیں "حضرت شاہ درظاہر احتیاطِ شریعت بسیار میفرمودند"
یعنی حضرت نوشاہ عالیجاہؒ ظاہر میں شریعت کی بہت احتیاط رکھتے تھے ۔ آپ کے دو رسالے شرعِ پروان اردو اور شریعت پرکاس پنجابی اسی موضوع پر ہیں ایک جگہ تحریر کرتے ہیں : ؎

آکھے نوشہ قادری تو سُن سچیارا — کہیا منّے پیو دا سو پُتر پیارا
حکم شرع دا من لے مرشد فرمایا — سِدھے راہے چلیاں کِیں راہ بُھلایا
کم نہ ہووے شرع بن دِینی دُنیائی ! — باہجھ شریعت مُنیاں کِیہی فقرائی
غیر شرع دا ہوونا ہودن حیواناں — آیا مَنن حکم نوں آ حکم نہ ماناں
شرع جہاز رسول دا چڑھیا سو تریا — منّے شرع محمدی جین کلمہ پڑھیا
موہوں آکھن منیا اُتے من ناہیں — سَئے جھوٹھے درگاہ دے اگے سِر سن بھاہیں
منّے ناہیں حجّتی جس حجّت چالی — شرع چلاوے اپنی اُلٹی بھوالی !
مَن نہیں غیر شرع نوں جس شرع نہ مُنّی — حد شرع رسول دی تِس مورکھ بھنّی
غیر شرع جو پیر ہے سو پیر نہ کہئے — غیر شرع فقیر تھیں ہِک پلک نہ بہئے
قائم جیہڑا شرع تے سو دین تے قائم — رہی شرع رسول دی عالم نے دائم
غلبہ اہل شریعتاں غیر شرع نت ہینے — جتھے شرع رسول دی تتھے مرد سکھینے
سچی شرع رسول دی غیر شرع سب جھوٹھے — نوشہ کہے غیر شرع نوں نہیں خیر وچہ ٹھوٹھے

پانچ بنائے اسلام

آپ حقیقی اسلام کے پابند تھے اور سب لوگوں کو اسلام کی پابندی کی تلقین فرماتے تھے ۔ چنانچہ لکھتے ہیں ؎

بندے مسلمان نوں فرض الٰہی پنج — روزہ حج زکوٰۃ جہاد آکھو کلمہ گنج
پنج نمازاں فرض ہین ہر دینہ نے ہر رات — کل ستاراں رکعتاں فرض ہویاں دینہ رات
روزے ماہ رمضان دے ترہیہ بھاویں انتریہہ — لڑنا نال کفار دے ہر دم فرض صحیح
فرض ہے دولتمند نوں حج اتے زکوٰۃ — ناہیں مرد فقیر نوں فرض ایہہ دونویں بات
عینی اسنے فقیر نوں کلمہ فرض صحیح — نماز روزہ جہاد بھی ہویا فرض صریح
آیا اوّل اسلام وچہ کلمہ پڑھن ضرور — تس تھیوں پچھے رکھدے گھر ہتھیار ضرور
جے ہوندا وقت نماز داتاں کردے اوا نماز — نہیں تاں لڑدے کافراں حضرت دے شہباز
ہن بھی اوہو وقت ہے نوشہ کہے پوکار — سب تھوں اوّل جنگ ہے مومن نوں درکار

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :-

جیہں آکھا ایمان خدا رسول تے — روز قیامت ملیوس نال یقین دے
پڑھیوس سُو پنج نمازاں وقت پچھان کے — روزے رکھیوس ترہیہ ماہ رمضان دے
اللہ خاوند اُتے اُسدا حق ہے — جو داخل کرے بہشتیں ایہہ بیشک ہے

کلمہ طیبہ

حضرت نوشاہ عالیجاہ رحہ کلمہ طیبہ کے سچے عاشق تھے۔ رات کو ذکر جہر کیا کرتے۔ آپ کی سب تصانیف میں کلمہ طیبہ کی بے حد توصیف پائی جاتی ہے۔ اِس کے متعلق پانچ رسالے، کلمہ بیان اُردو، انبرت کلمہ، کلمہ پرکاس، کلمہ پروان اور کلمہ بنتھ پنجابی میں موجود ہیں۔ ایک جگہ فرماتے ہیں: ؎

کلمہ انبرت نام ہے کلمہ آب حیات
تاہ پڑھے من پاک ہو غم سوں ہوئے نجات
دیکھا نور رسول کا کلمہ مانہہ نوشاہ ؛ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کلمہ طیبہ کے فضائل میں فرمایا ہے ؎

کلمہ پڑھیاں مدّ نال چونہہ حرفاں مقدار
گناہ کبیرے مومنو مٹدے چار ھزار

ہک واری کو کلمہ طیبب مدّ دراز نال کہے
جاتی ورہیاں گناہ کبیرہ اس تے مول نہ رہے

نماز آپ نمازِ پنجگانہ پوری پابندی کے ساتھ باجماعت ادا فرمایا کرتے تھے "پنج وقت نماز با جماعت میخواندند" بعض اوقات خود بھی امامت کرتے۔ جیسا کہ بھلوال شریف گئے تو حضرت سخی شاہ سلیمانؒ نے آپ کو حکم دیا کہ امامت کرائیں آپ نے حسب الحکم نماز پڑھائی۔ حضرت سخی بادشاہؒ اور آپ کے دوسرے پیر بھائیوں ملا کریم الدین جو کالویؒ وغیرہ نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

ایک مرتبہ دیکھا گیا کہ آپ نماز میں سجدہ تنگ دے رہے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور مردوں کو سجدہ فراخ دینے کا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں سجدہ فراخ دوں تو کعبہ شریف سے سر آگے گزر جاتا ہے اور ہمارا طریقہ شریعتِ نبوی کے مطابق ہے۔ چاہیے کہ سجدہ کعبہ کی طرف ہو، نہ کہ سر کعبہ سے آگے گزر جائے : ؎

نماز کے متعلق خود حضور نے فرمایا ہے ؎

پاک پانی نے پاک کر جُثہ جامہ جائے
اندر نیت صاف رکھ مومنوں صفت ثنائے

پنج نمازاں پنج وقت پنجے رکن اسلام
سچا بندہ ہو نیکے جھُک جھُک کر سلام

نیز آپ نے مزید فرمایا ہے۔

چِتّن دا کر ساز
پڑھ لے پنج نماز

آپ تارکِ نماز کے متعلق فرماتے ہیں

بے نماز توں کُتّا بھلا
بندے اس وچ ناہیوں رلا

جو لوگ بغیر حضورِ قلب کے یا ریاکاری سے نماز ادا کرتے ہیں۔ اُن کے متعلق فرمایا ہے۔

پڑھے نماز من نہیں بجائے — جیسے بیامی بیام کمائے

روزہ

حضرت نوشاہِ عالیجاہؒ روزوں پر بڑی مواظبت رکھتے تھے رمضان شریف کے علاوہ کافی عرصہ ایامِ شباب میں صائم الدہر رہے۔ چند سال جنگل میں ترک و تجرید میں گزارے۔ روزہ درختوں کے پتوں یا عنابِ صحرائی سے جن کو جھڑ بیر (پہنجو) کہا جاتا ہے۔ افطار فرمایا کرتے تھے۔ پھر اتفاقاً ایک جاٹ کا وہاں سے گزر ہوا، اس نے دیکھا تو وہ افطار کے وقت دودھ لاکر خدمت میں پیش کر دیتا۔ جس سے آپ افطار کر لیتے۔

ے : مولانا محمد اشرف لکھتے ہیں :۔

آہے شرع نبی تے قائم — وِرد نمازاں روزے دائم
کتنی مدت آہے صائم — شیر آہا افطاری دا

ے : آپ نے خود روزہ ہائے رمضان کے متعلق فرمایا ہے۔

روزے رکھ تریہہؔ — ایہو سدھی لیہہ

یعنی تیس روزے رکھو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

—— جو لوگ نیک نام بننے کے لیئے روزے رکھتے ہیں اور حلال حرام کی تمیز نہیں کرتے ان ریا کار لوگوں کے متعلق آپ نے فرمایا ہے :۔

نہ ہووے رکھیاں روزے تنے ہزار — لقمہ چھڈ حرام دا نوشہ کہے پکار

زکوٰۃ

آپ صدقات، خیرات، زکوٰۃ کے پورے عامل تھے۔ کوئی شخص آپ کے دروازے سے خالی نہ جاتا تھا۔ آپ اپنے مریدوں اور معتقدوں کو حکماً فرماتے ہیں : ے

مالوں دیہہ زکوٰۃ — ہوئے ترت نجات

۔ جو لوگ باوجود صاحبِ استطاعت ہونے کے زکوٰۃ نہیں دیتے بلکہ لوگوں سے لے کر کھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ وہ

دین فروش ہیں : ؎

مالک ہون نصاب دسے لے لے کھان زکوٰۃ ⁂ دنیا اُتوں دین نوں ویچن دینہہ تے رات

حج حضرت نوشاہ عالیجاہؒ نے سات مرتبہ حرمین الشریفین زاد ھما اللہ شرفًا و تعظیمًا کے حج کی سعادت اور شرف حاصل کیا۔ آپ نے پا پیادہ (پیدل) سات حج کیے آپ کے کلام سے بھی آپ کا حج کو تشریف لے جانا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنے رسالہ "موج لہر" میں فرماتے ہیں : ؎

حاجی نوشہ چڑھیا سچ جہازتے ⁂ چلیا حج گزارن نال نبی زدے

آپ مریدوں کو حکمًا فرماتے ہیں : ؎

کر لے حج ادا ⁂ کلمہ آکھ سدا

نیز فرمایا ہے : ؎

جو جو ہوئے حاجی غازی ⁂ سب موں تھی مرشد کی بازی

جو لوگ نام و نمود کے لیے حج کرتے ہیں، ان کے متعلق فرمایا ہے : ؎

حج کرے رونے نیت راکھے من لبس مانہہ نہ آنے ⁂ بھرمت بھرمت پھرے دیوانہ جو لگ ایک نہ جانے

پھر فرماتے ہیں : ؎

ستیں حجیں ہووے حاجی ⁂ عالم فاضل مفتی قاجی

جاں جاں خودی نہ توڑے بندا ⁂ تاں تاں سبھو جھوٹھا دھندا

تقویٰ : تمباکو سے اجتناب آپ کا تقویٰ ضرب المثل تھا۔ شبہ کے طعام اور مشتبہ اشیاء کے استعمال سے پرہیز کرتے۔ صوفی باصفا اور متقی باخدا تھے۔ آپ کے زمانہ ۱۰۱۵ھ / ۱۶۰۶ء میں تمباکو نوشی رائج ہو چکی تھی۔ بلکہ اس قدر عام ہو گئی تھی کہ امراء سے غرباء تک سب لوگ اس کے عادی ہو گئے تھے۔ لیکن حضرت نوشہ صاحبؒ کو اس ( ) سے کمال نفرت تھی۔ خود بھی پرہیز کرتے اور مریدوں کو بھی

اس سے بچنے کی تاکید فرماتے تھے۔

آپ کے کلام سے تمباکو کی مذمت پائی جاتی ہے چنانچہ فرماتے ہیں: ؎

۱۔ بھٹھ بے پیر بے پیر دا دوست　　بھٹھ تمباکو بوزہ پوست!!

۲۔ ــــلے نقیــراں ٹوپی پائی!　　بھنگ تماکو وچہ نہیں نقرائی

۳۔ چلمی' ناسی' پوستی' بھنگی شرابی　　آکھے نوشہ قادری اینہاں سدا خرابی

یہاں آپ نے چلمی یعنی حُقّہ پینے والے کو، اور ناسی یعنی نسوار لینے والے کو پوستیوں، بھنگیوں اور شرابیوں کے ساتھ ایک جیسا ہی شمار کیا ہے۔ چونکہ یہ تینوں اشیاً شرعاً حرام ہیں، اس لیئے تمباکو بھی انہی جیسا بیان فرمایا ہے۔

۴۔ اس کے علاوہ مولانا محمد حامد بن شیخ عطاً اللہ علوی عباسی نوشاہی برقندازیؒ نے کتاب اخبار الآخرۃ میں تمباکو کی حرمت میں بزرگانِ دین کے اقوال تحریر کیئے ہیں۔ ان میں لکھتے ہیں

؎ حضرت حاجی گنج بخش نوشہ کہیا حرام
فرمایا سا اونہاں نوں نبی علیہ السّلام

اِسی حکم کے مطابق حضرت نوشہ صاحبؒ کے سب یارانِ طریقت تمباکو نوشی سے پرہیز کرتے تھے۔ حضرت شیخ پیر محمد سچیار نوشہرویؒ فرماتے تھے۔ ؏

تماکو نے کشد کز ما فقیرے
یعنی ہمارا کوئی درویش تمباکو نہ پیا کرے

ایسا ہی حضرت نوشہ صاحبؒ کنجریوں اور ڈوموں سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ فرمایا۔

؎ جس گھوڑے کنجری' ڈوم اتے شراب
نوشہ آکھے اُج کل اوہ جُھگا ہووے خراب

سیر و سیاحت

آپ نے بحکم "سیروا فی الارض" ممالک عرب و عجم کی سیر کی۔ ہندوستان، سندھ، عرب و مصر کا سفر کیا۔ سندھ میں خواجہ نصیر محمد سہروردیؒ کی ملاقات ہوئی۔ مصر کی ایک مسجد میں معتکف رہے۔ وہاں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے کچھ نصائح فرمائیں۔ دریائے نیل پر شیخ علقادیؒ سے ملاقات ہوئی اور آپس میں مذاکرہ ہوا۔ بغداد شریف میں حضرت غوث اعظمؒ کی درگاہ مبارک سے فیض یاب ہوئے اور بحکمِ غوثیہ پنجاب میں تشریف لائے۔

تدریس

آپ نے جب نوشہرہ تارڑاں میں اقامت فرمائی تو وہاں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور اس میں سلسلہ تدریس جاری کیا۔ کئی بزرگانِ ملت نے آپ سے تعلیم پائی۔ اوائل میں آپ کی شہرت بوجہ علم و درس کے ہی ہوئی تھی۔ گرد و نواح کے لوگ آ آکر آپ سے علم حاصل کرتے تھے (شریف التواریخ)

تبلیغ اسلام

حضرت نوشہ صاحبؒ کی ساری عمر تبلیغِ اسلام میں گزری۔ کفار کو حلقۂ اسلام میں داخل کرنا جس قدر آپ سے وقوع میں آیا۔ آپ کے معاصرین سے کم کسی سے واقع ہوا ہوگا۔ آپ کے تبلیغی کارناموں کا یورپین مورخوں کو بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ آگے اُن کے حوالے مورخین کے اقوال کے ضمن میں لکھے جائیں گے۔ آپ نے ممالکِ بعیدہ میں تبلیغ کے واسطے اپنے خلیفے بھیجے۔ چنانچہ افغانستان میں خواجہ فضیل وحی کابلیؒ کو، قندھار میں سید شاہ محمد قطب قندھار کو، کشمیر میں حافظ طاہر کو، علاقہ پوٹھوہار میں سید شاہ محمد شہید رہتاسیؒ اور شاہ فتا دیوان کو، ہندوستان میں شیخ نور محمدؒ عاشق کو اور سندھ میں میاں لال اڈیرا اور جام ماچھی سُلطان کو بھیجا۔ ان کی کوششوں سے ہزاروں لوگ ورطۂ ضلالت سے نکل کر راہِ ہدایت پر گامزن ہوئے۔

اخلاق وعادات

آپ کریم الاخلاق عمیم الاشفاق تھے خلقِ محمدی کا مجسّم نمونہ تھے۔ غریبوں، مسکینوں کے ساتھ محبت رکھتے، اور سلام میں سبقت کرتے، اغنیاء و متمولین و اُمراء سے احتراز رکھتے اور ان کے ساتھ سلام میں سبقت نہ کرتے۔ سائلین کو کبھی خالی نہ پھیرتے اگر کوئی چیز وقت پر موجود نہ ہوتی تو آپ دکان سے دِلوا دیتے، اور بعد میں خود وُہ قرضہ ادا کرتے، مسافروں کی خدمت کا خاص خیال رکھتے، کسبِ حلال کرنے میں کوئی عار نہ سمجھتے۔ کبھی زراعت کرتے۔ کبھی گھوڑوں کی تجارت کرتے۔ اپنے گھر کا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرتے۔ گھوڑی کے لئے خود گھاس کھود کر لے آتے اور اپنی بھینسوں کو خود بیلہ (دریا کے ساتھ ساتھ کے اردگرد کا علاقہ، جہاں زمین قابلِ کاشت نہ ہو۔ وہاں گھاس، اور مختلف بوٹیاں وغیرہ اُگ آتی ہیں) میں جا کر چراتے، وُہ چرنے میں لگ جاتیں، تو آپ یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ جو کچھ از قسم فتوح و ہدیہ آتا، اس کو رَد نہ فرماتے، بلکہ قبول کر کے ایثار کر دیتے، سخاوت میں دریادل تھے، جو کچھ حاضر ہوتا، راہِ خدا میں خرچ کر دیتے۔ اہلِ خانہ کی یہ حالت تھی کہ کئی کئی روز فاقہ

سے گذر جاتے تھے. صلاح وتقویٰ کو ہمیشہ مدِنظر رکھتے، مشتبہ طعام سے پرہیز فرماتے، انصاف پسند اور عدل دوست تھے، ہر کسی پر احسان کرنے، لنگر جاری رکھا تھا، دونوں وقت روٹی آیندگان و زائران کو ملتی تھی. روٹی میں کسی شخص کی خوشامد یا کمی بیشی نہیں ہوتی تھی. جو کچھ ما حضر ہوتا تھا، امیر و غریب کو یکساں ملتا تھا. جب کوئی مہمان آتا تو آپ نہایت خوش ہوتے اور فراخدلی سے اس کی خدمت کرتے. مہمانوں کے ہاتھ خود دھلاتے. اُن کے آگے کھانا خود رکھتے. ہر ایک شخص کو لطف و کرم سے پیش آتے. اگر کوئی شخص بوجہ حیائے کے کھل کر اپنا مقصد نہ عرض کر سکتا تو خود اس کے آنے کا سبب اور مطلب دریافت فرماتے. کسی پر سختی نہ فرماتے. اپنے نفس کی خاطر کسی پر غصہ نہ کرتے. اگر کوئی شخص کسی قسم کی عرض کرتا تو اس کو قبول فرما لیتے. بیماروں کی عیادت فرماتے، جنازوں پر شامل ہوتے، قبروں کی زیارت کرتے۔ اپنے یاروں کے گھروں میں جا کر اُن کی خبر گیری کرتے. اپنی حالت کو زیادہ تر مخفی رکھنے کی کوشش کرتے، کسی شخص کی دِل شکنی نہ کرتے. کبھی کسی غیر محرم عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھتے، اگر کوئی عورت کسی مُراد کے لئے حاضرِ خدمت ہوتی تو اس کو پردہ کے پیچھے بیٹھنے کا حکم کرتے، یا دور کھڑا رہنے کو کہتے، دور سے ہی اس کی عرض سُن کر اس کا مطلب حل فرماتے، اپنے احباب و خدّام سے نیک سلوک کرتے. اگر کسی دوست سے کوئی لغزش ہو جاتی تو مواخذہ (جواب طلبی، گرفت) نہ کرتے بلکہ معاف کر دیتے، ہر ایک فن والے کی قدر شناسی کرتے، گاہے گاہے وقتِ انقباض (جب طبیعت بوجھل ہوتی) سیر کے لیے دریا یا صحرا میں بھی نکل جاتے، علماء و مشائخ کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے، آپ کا رعب و لاہبت کچھ ایسا تھا کہ ہر کس و ناکس کو آپ کے سامنے بات کرنے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی. اپنے دوستوں سے ہمدردی رکھتے، کبھی کبھی شگفتہ مزاجی اور خوش طبعی بھی کیا کرتے، آپ دینِ حق کی اشاعت، پند و نصائح سے فرماتے، متلاشیانِ حق کو احسن طریقوں سے راہنمائی کرتے آپ کی پیشانی مبارک پر کسی نے چین نہ دیکھا. کلام آہستہ اور پُر مغز فرماتے، آپ کا ہر فعل

صانعِ حقیقی کی خوشنودی کے لیئے ہوتا تھا، خود پسندی سے آپ کو نفرت تھی، ہر کسی سے للّٰہی (اللہ کے لیئے) محبّت کرتے، خودغرض و مطلب پرستی کو بالکل دخل نہ دیتے، محتاجوں، بے کسوں، بے یاروں، یتیموں، بیواؤں کی دست گیری فرماتے، اور ان کی دل جوئی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے، ہر دم ذاتِ آلہی سے خائف رہتے، خوف و رجا میں بلند مقام رکھتے، آپ کی سادہ مزاجی، حلیم الطبعی، خوش خُلقی، دیانتداری، راست گفتاری شیریں کلامی ضرب المثل ہوگئی تھی، آپ کی عالی حوصلگی، اولوالعزمی، فیاضی کا عام چرچا تھا۔ طریقۂ اسلام کے سچے اور پختہ طور پر پابند تھے۔ دیکھنے والے آپ کے نقشِ قدم پر چلنا سعادت سمجھتے، اور آپ کے عملی نمونہ سے اسلام کے مداح ہو جاتے (رسالہ احمد بیگ)

عشقِ محمدی ﷺ

حضرت نوشاہِ عالیجاہ ؒ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عشق میں ہر وقت مست و مخمور رہتے تھے۔ آپ مجسّم عشق تھے۔ آپ کے کلام سے عشق مترشح ہوتا ہے۔ آپ کے دو رسالے "رسول پرکاس" اور رسول پروان آپ کے عشقِ نبوی پر شاہد عادل ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں: ؎

غوث قُطب کُل اولیے شیخ فقیر امام — نوشہ کہے فقیر قادر دا سب حضرت دے غُلام
حضرت جیہا نہ جمیا دُنیا اندر کوئے — نوشہ حضرت دے جنم توں صدقے وارے ہوئے
ناں پرچھاواں جس دا مکھی بہے نہ جس — حضرت نُور خدا لئے دا نوشہ واسے تس
گرمی اندر بدلی حضرت کردی چھاں — نوشہ جتھے آپ سے دھن سہاونی تھاں
مکے اتے مدینیوں وارسے وارے جاں — نوشہ مٹی راہ دی اکھیں متھے لاں
پاک مدینے والیا رکھ لے دین دی لاج — نوشہ تیرا گولڑا کھڑا کرے آواج
وارسے روضے پاک دے میں لکھ کروڑاں وار — جتھے حضرت وسدا نوشہ کہے پوکار
روضے پاک رسُول دے وسّن نوری پھول — نوشہ آوے نادا ایہ دھن دھن پاک رسول
روضے پاک رسُول دے وسّے میری جان — آکھے نوشہ قادری میں روضے توں قربان

عشقِ مرتضوی علیہ السلام حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے آپ کو بڑی محبت تھی۔ ان کی شان میں فرمایا ہے: ؎

مرشد روپ دکھائیا جیسے علی امیر — نیزہ ہاتھ گھوڑا تلے نوشہ کہے فقیر
شاہ علی مولا علی مرشد علی امیر — میاں علی خاوند علی نوشہ کہے فقیر
جن پایا تن پریم سوں کہے فقیر نوشہ — حبُّ علیٍّ حَسَنَةٌ لَا یَضُرُّ مَعَهَا سَیِّئَة

محبتِ غوثیہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت نوشہ صاحبؒ کو غوثِ اعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ سے خصوصی روحانی نسبت تھی۔ اسی لیے آپ کو کئی معاصرین "محی الدین ثانی" کہا کرتے تھے۔ آپ نے حضرت غوثِ اعظمؒ کی مداح میں ایک رسالہ غوث دیدار لکھا ہے۔ چند شعر درج ذیل ہیں: ؎

دوھڑہ

شک گیو مرشد ملے پایو حق یقین؛
نوشہ مرشد کون ہے مرشد محی الدین

؎ مرشد مایہ مرشد پونجی — مرشد سب مشکل دی کنجی
مرشد ہمرا مان بڈائی — جیسا مرشد تیسا پتا نہ بھائی

مرشد غوث اعظم پیر پیراں
مرشد دستگیر میر میراں

؎ نوشہ طالب قادری ہور کسے دا ناں!!
طالب قادر پاک دا دوجگ پاوے تھاں

محبتِ پیرانِ طریقت آپ اپنے مرشدِ طریقت اور پیرانِ سلسلہ کی محبت میں مغلوب الحال تھے۔ آپ کے کلام کا اکثر و بیشتر حصہ اپنے مرشد صاحب حضرت شاہ سلیمان نوریؒ کی مدح میں ہے۔ بائیس۲۲ رسالے مستقل انکی توصیف

ریں لکھے ہیں ۔ فرماتے ہیں : ؎

مُرشد اللہ مُرشد پاک محمدؐ مُرشد چارے یار　　مُرشد دستگیر پیارا قادر دا مختار
مُرشد شاہ مبارک تارک مرشد شاہ معروف　　مُرشد شاہ سلیمان قلندر سب صفتاں موصوف
مُرشد سچّا نام آلٰہی مرشد نام رسُول　　مُرشد کلمہ طیّب نوشہ جس پڑھیاں بھیا قبول

؎

نوشہ کریئے مُرشدوں تن مَن دُھن قربان　　مُرشد کرے قبول جے تاں مُرشد دا احسان

مواعظِ حسنہ

آپ کی مجلس کبھی واعظانہ و تبلیغی گفتگو سے خالی نہ ہوتی تھی اگرچہ عام واعظوں کی طرح آپ منبر پر چڑھ کر واعظ و تقریر نہ فرماتے تھے لیکن محفلِ اقدس میں یا بعد از نماز اپنے حقائق و معارف سے اکثر حاضرین کو مستفیض فرمایا کرتے ۔ مسائل شرعیہ ، معارفِ تصوف ، واقعاتِ سلف ، پند و نصائح سے مجلس کو معمور و پرنوُر رکھتے تھے ۔ آپ کا کلام سادہ اور عام فہم ہوتا تھا ۔ تکلف و بناوٹ کو ہرگز راہ نہ دیتے تھے اگرچہ تذکرہ نویسوں نے آپ کے مواعظ کو تفصیلاً بیان نہیں کیا تاہم کئی جگہ آپ کی زبان کے ارشادات قلمبند کئے ہیں ۔

فضائلِ نبویؐ ایک دن دورانِ تقریر میں فضائل جناب سرورِ کائنات حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کافی طور پر بیان فرمائے جن میں سے ایک یہ بھی فرمایا کہ بہشت میں تمام لوگ امرد (بے ریش) ہوں گے کسی کی داڑھی نہیں ہوگی ۔ سوائے ہمارے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ، اُن کی ریش مبارک ہوگی ، بسبب عظمتِ شان اُن کے ۔ (رسالہ احمد بیگ)

فضائلِ شہداٗ یہ کوئی ضروری نہ تھا کہ آپ مجمعِ کثیر (بڑا مجمع) میں ہی تقریر فرمادیں ،

بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ وہ تین آدمی مجلس میں ہوتے تو بھی دریائے حقائق (حقیقت و معرفت کی باتیں) موجزن ہوتا۔ ایک بار حضرت سید شاہ محمد رہنا سی و حضرت شیخ نانو مجذوب اور ایک تیسرا یار بھی، تینوں مجلس میں موجود تھے کہ مسائل شرعیہ (شریعت کے متعلقہ مسئلے) میں گفتگو شروع ہوئی۔ تینوں دوستوں نے عرض کیا۔ یا قبلہ! موت کون سی افضل ہے؟ آپ نے فرمایا تمام اقسام مرگ (موت) میں سے موت شہادت افضل ہے۔ اس کے بعد شہداء کے فضائل بیان فرمائے۔ تینوں احباب نے عرض کیا کہ ہمارے لئے دعا فرمائی جائے کہ ہم کو شہادت نصیب ہو۔ آپؒ نے اُن کے حق میں دعا فرمائی اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ اشانہٗ تم کو شہادت نصیب کرے گا۔ اور تمہارے درجات شہیدوں میں بلند فرمائے گا۔ چنانچہ واقعی وہ تینوں بزرگ درجۂ شہادت سے مشرف ہوئے۔

حُلیۂ اقدس

آپ بلند قامت، قوی ہیکل، بھارا جسم، گندم گون رنگ، کشادہ پیشانی ابرو پیوستہ، آنکھیں موٹی اور پُر جلال، بینی بلند، دہن متوسط، رُخسار نورانی، دندان چمکدار تھے۔ ریش مبارک پر انبوہ مربع (گھنی اور چورس) سفید تھی۔ سینہ چوڑا اعضا مضبوط، آپ کے ناصیہ (پیشانی) سے ایسا نور ہویدا (ظاہر ہوتا) تھا کہ آنکھ کام نہ کر سکتی تھی۔ آپ کے بدن پر کبھی میل نہ جمتا تھا۔ پسینہ خوشبودار ہوتا تھا۔ سر کے بال موافق سُنت کبھی کانوں تک اور کبھی زلفیں دراز ہوتی تھیں۔ حسن و جمال میں لاثانی تھے۔

لباس

آپ کا لباس سادہ درویشانہ ہوتا تھا۔ کھدر دیسی (چونسے) کے کپڑے زیب تن ہوتے تھے۔ اکثر بھورا یعنی سیاہ کمبل بھی اوڑھتے، جس میں سُرخ دھاری ہوتی تھی۔ کبھی بجائے بھورا کے کھیس اور سُلارہ ( ) اور چادر کا استعمال بھی کرتے۔ کمر میں تہبند، کبھی لنگی چارخانیہ باریک دھاری دار ہوتی تھی۔ سر پر طاقیہ ٹوپی جس کو عرف میں کانوں پر ٹوپی کہتے ہیں۔ اور کبھی دستار بھی رکھتے تھے۔ آپ اکثر سفید کپڑے استعمال کرتے۔ لیکن گاہے گاہے سبز جُبّہ اور کیکر کے رنگ میں رنگا ہوا تہبند بھی زیب تن

فرمایا کرتے ۔ لباس میں صفائی کو خاص طور پر مدِنظر رکھتے ۔ لطافت و طہارت پسند تھے ۔ کثافت اور بدبُو اور میل سے نفرت ہوتی تھی ۔

رفتار و گفتار

آپ جب چلتے تو آپ کی رفتار آہستہ ہوتی تھی ۔ لیکن طے اَرض کا کرشمہ اس میں موجود تھا ۔ راستہ میں آگے پیچھے دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے نظر برقدم رہتے اور اگر کلام کرتے تو نرم آواز سے کرتے جو شخص مجلس میں بیٹھتا ، مفتون (شیدا) ہو جاتا ۔ آپ کا کلام سادہ پنجابی ہوتا تھا ۔ بعض اوقات ایک ایک بات کو کئی مرتبہ دُہراتے ، خصوصاً ایسی باتوں کا تکرار کرتے جس میں کسی شخص کو ذوق حاصل ہو ۔ یا خود اس سے محظوظ ہوں ۔ آپ کے کلام میں ایک خاص تاثیر تھی ۔ جو کوئی سن لیتا متاثر ہوتا ۔

سماع و وجد

آپ کی محفلِ فیض میں اکثر سماع ہوتا تھا ۔ میاں ہندال قوّال خاص تھا ۔ جو اپنے موزوں آواز و انداز سے اشعارِ توحید گا کر آپ کو محظوظ فرماتا تھا ۔ آپ کا سماع ضرورتِ وقت کے مطابق کبھی بغیر مزامیر (ساز) کے کبھی سارنگی و طبلہ کے ساتھ ہوتا تھا ۔ آپ کی مجلس میں اکثر لوگوں کو وجد بھی ہوتا تھا ۔ آپ کی توجہ اور نظر سے پتھر سے پتھر دل بھی موم ہو جاتے تھے ۔ رقتِ قلب اور گریہ و بکا بے شمار لوگوں کو ہوتا تھا ۔ آپ مجلسِ سماع میں حسبِ آدابِ صوفیا حتی الوسع غیر آشنا کو دخل نہ دیتے تاکہ اربابِ حال کی پریشانی کا باعث نہ ہو ۔ بحالتِ وجد جس کسی پر نگاہ ڈالتے ۔ صبغۃ اللہ (اللہ کے رنگ) کے رنگ میں رنگ دیتے ۔ صاحبِ تصرف استحضارِ وجد (کسی کو وجد میں لانے) پر حاکم تھے ۔ جس پہ توجہ فرماتے وجد میں آجاتا ۔

آپ کو بھی بسا اوقات وجد میں یہاں تک محویت ہو جاتی کہ انزہاق ——— تک نوبت پہنچ جاتی ۔ پھر افاقہ ہوتا ۔

کمالات

آپ ظاہر، باطن، قول، فعل اور حال میں سُنتِ نبوی کے پورے پورے متبع تھے۔ کمالات ولایت آپ کو حاصل تھے۔ آپ کے کمالات تو بے شمار ہیں۔ یہاں کچھ اختصار سے تحریر کیا جاتا ہے۔

درگاہِ آلٰہی میں حضوری

حضرت فقیر سیّد غلام محی الدّین بخاری برقندازی لاہوری رح "کشکول نوشاہی" میں لکھتے ہیں:

اثنائے سلوک میں جاذبۂ آلٰہی نے آپ کو کشش کیا تو آپ کو درگاہِ آلٰہی میں حاضری نصیب ہوئی۔ آپ نے عرض کیا: یااللہ العالمین! اپنے کلام سے کچھ عنایت ہو۔ آواز آئی: اے نوشہ! ہم نے (حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) سے عہد کیا ہوا ہے کہ تمہارے بعد کسی شخص کو پیغمبری نہیں دیں گے اور اپنا کلام نہیں بھیجیں گے۔ ہمارا کلام قرآن ہے۔ اسی کو پڑھو، مگر جو تُو نے عرض کی ہے۔ تمہارا سوال رُدّ کرنا بھی ہماری بارگاہ کے لائق نہیں۔ کیونکہ ادعونی استجب لکم (مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا) ہم نے منصوص کیا ہوا ہے۔ اس وقت سے آخر عمر تک جو کچھ تم بولو گے وُہ زبان تمہاری اور کلام ہمارا ہو گا۔

اس واقعہ سے حضرت مولانا رومؒ کا وہ ارشاد سچا ثابت ہوا، جو انہوں نے اولیاء اللہ کی شان میں فرمایا ہے: ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

واقعہ عجیبہ

فقیر سیّد غُلام محیؔ الدین لاہوری لکھتے ہیں:

ایک روز حضرت نوشہ صاحبؒ ممالکِ مشرق کی سیر کرتے ہوئے ایک پہاڑ پر چڑھے، دیکھا تو ایک قلعہ نظر آیا جو سُورج کی طرح چمکتا تھا۔ آپ پہاڑ سے اُتر کر قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قلعہ کے پاس پہنچ گئے تو دیکھا کہ سونے کا قلعہ، سونے کے دروازے،

آپ اندر داخل ہوئے۔ بازار، دکانیں سونے کی، مکان، حویلیاں سب سونے کے، دیکھتے دیکھتے شاہی محلوں میں گئے۔ سنہری مرصع دیکھے، تخت کی طرف گئے، بڑا عمدہ تخت عمدہ عمارتیں، عمدہ فرش، مگر سارے شہر میں کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ تخت کے اوپر ایک شخص سفید چادر اوپر لیے سویا ہوا دیکھا۔ تخت پر چڑھ کر اُس کے منہ سے کپڑا ہٹایا، دیکھا تو وُہ خود حضرت نوشہ صاحبؒ ہیں۔ تعجب کیا، حیران ہوگئے۔ تو وہ بولا: نوشہ جی! اپنے آپ سے کیا تعجب ہے؟ اپنی طرف دیکھو۔ جب دیکھا تو اُسی پہاڑ پر کھڑے ہیں۔ دُور سے اُسی طرح سونے کا قلعہ دیکھ رہے ہیں۔ تب نوشہ صاحبؒ بولے: اللہ کی (باتیں) اللہ ہی جانے۔ پڑھو کلمہ سانچ کا۔

صاحبِ اختیار ہونا

ایک مرتبہ آپؒ استراحت فرما رہے تھے اور ایک خادم پاؤں دبا رہا تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ شاہ دَولہ دریائیؒ، میاں شاہ جی چشتیؒ اور شاہ مسکین قلندرؒ کا شاید کیا مرتبہ ہے؟ آپ نے خود ہی اس کے ضمیر سے آگاہ ہو کر سب کے مراتب بیان فرما دیے۔ پھر اس کو خیال آیا کہ شاید حضور کا اپنا مرتبہ کیا ہے؟ ایک ساعت چُپ رہ کر فرمایا کہ جس کو حق تعالیٰ صاحبِ اختیار بنادیں اُس کے مرتبہ کا کیا پُوچھنا۔

مولوی محمد اشرف منچریؒ لکھتے ہیں: ؎

کسے را کہ حق کرد مختار کار ... چہ سازند از درجۂ او شمار

ف: صاحبِ اختیار ہونے سے مُراد مرتبہ تکوین کا حاصل ہونا ہے۔ جیسا کہ حضرت غوث الاعظم "فتوح الغیب مقالہ شانزدہم و چہل ششم میں فرماتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ لا الہ الا انا اقول للشئ کن فیکون اطعنی اجعلک تقول للشئ کن فیکون: یعنی اے ابنِ آدم! میں وہ خدا ہوں کہ جب کسی چیز کو کہتا ہوں

ہو جا ۔ تو وُہ ہو جاتی ہے ۔ تُو میری تابعداری کر ۔ تو میں تجھے ایسا کروں گا ۔ کہ اگر تُو بھی کسی چیز کو کہے گا ۔ ہو جا تو وُہ ہو جائے گی ۔ حضرت غوث الثقلین فرماتے ہیں ۔ کہ یہ درجہ بہت نبیوں اور ولیوں کو دیا گیا ہے ۔ اور یہ وہی فنا ہے جو اولیاء وابدال کا غایتِ احوال ہے ۔ اور جب کسی کو درجۂ تکوین دیا جاتا ہے تو جو کرنا چاہتا ہے ۔ حکمِ ربانی سے ہو جاتا ہے ۔ تفسیر کبیر جلد پنجم[۵] میں ہے ۔ اما اذا استانست بمعرفۃ اللّٰہ و محبّتہٖ وقلّ انغماسہا فی تدبیر ھٰذا البدن و اشرقت علیہا انوار السّماویۃ العرشیّۃ المقدّسۃ وَ فاضت علیہا من تلک الانوار قویت علی التصرّف فی اجسام ھٰذہ العالم مثل قوّۃ الارواح الفلکیّۃ علیٰ ھٰذہ الاعمال ۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی معرفتِ الٰہی اور محبّتِ ذاتِ حق میں فنا پا چکے ، تو اس پر روح القدس جو اجسامِ دنیا میں تصرّف کرنے کی قوّت رکھتا ہے ۔ نازل ہوتا ہے (شرایف التواریخ)

نیز فتوح الغیب مقالہ چہلم[۴] میں ہے ۔ ویردّ علیک التّکوین فتکون کلیّتک قدرۃ : یعنی تجھ کو پیدا کرنا اشیا کا ، عطا کیا جائے ۔ پس تُو سارا قدرت ہی بن جائے گا ۔ حضرت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی مفتاح الفتوح میں اس کی شرح میں نقل کرتے ہیں کہ جب ولی اللہ مضیق بشریت سے خارج ہو کر میدانِ قدرتِ الٰہی میں فائز ہوتا ہے تو اس کو یہ مرتبہ و کرامت عطا ہوتی ہے کہ اشیاء کو بدون اسباب عادی کے اس کے ہاتھ پر ظاہر کرتے ہیں ۔ جیسا کہ سب مومنین جنّت میں اسی اقتدار پر ہوں گے ۔ بہشت مقام قدرت کا ہے ۔ کہ قدرت وہاں ظاہر ہو گی ۔ اور حکمت مخفی ، اور عالمِ دنیا میں قدرت مخفی ہے اور حکمت ظاہر ، ۔ جب اولیائے کاملین عادات و رسوم سے گذر کر فانی ہو جاتے ہیں تو عالمِ دُنیا میں بھی قبل از دخولِ جنّت مظہرِ تجلّٰی اسمِ قدیر کے ہو جاتے ہیں اور اصطلاحِ صوفیائے کرام میں اُس کامل کو عبدالقادر کہتے ہیں ۔ کتاب تعلیمِ غوثیہ میں مقامِ جمع الجمع کی تشریح کے ضمن میں لکھا ہے کہ " یہ مقام

برزخ البرازخ ہے۔ کہ وجوب و امکان اعتدال کے مرتبہ پر ہوں۔ کہ ایک کو دوسرے پر غلبہ نہ ہو۔ مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان (الرحمٰن ع ۱) اس مقام میں سالک کیلئے کثرت آئینۂ وحدت اور وحدت آئینۂ کثرت بن جاتی ہے یعنی وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت دیکھتا ہے اور عارف متصرف عالم وسخرلکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض (الجاثیہ ع ۲) کا مصداق بن جاتا ہے۔ اور "صاحبِ اختیار" ہوتا ہے۔ جب چاہتا ہے تجلّیٔ حق کو اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے۔ اور جس صفت میں چاہتا ہے متصف ہو کر ان صفات کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ متصف بصفاتِ حق و متخلق با خلاق اللہ ہو گیا ہے۔

(شریف التواریخ جلد اول ص ۹۴۹)

حضرت سچیار صاحبؒ پر نوازش کمال

آپؒ کے وسعتِ اختیارات کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے جو میاں امام بخش برقندازی لاہوریؒ نے مرأۃ الغفوریہ میں لکھا ہے کہ:

ایک مرتبہ حضرت نوشہ صاحبؒ نوشہرہ میں تشریف لے گئے۔ چند روز وہاں رہے رخصت کرنے کے وقت حضرت سچیار صاحبؒ نے ایک گھوڑا نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے قبول فرما لیا۔ جب اس پر سوار ہو کر واپس روانہ ہوئے، پانی سے گزرے تو آپؒ نے جذبہ میں آکر فرمایا: اے سچیار! تو نے مجھ کو گھوڑا نذر کیا ہے" ومن ترا سہ صد و شصت [۳۶۰] کلیدِ راہ عشق دادم و چاشنی چہاردہ [۱۴] خاندان در سلسلہ تو خواہد شد" اور میں نے تجھ کو عشق کے راستہ کی تین سو ساٹھ [۳۶۰] چابیاں عطا کر دی ہیں۔ چودہ [۱۴] خاندانوں کی چاشنی تیرے سلسلہ میں رہے گی۔

فضائلِ مُبارک

آپؒ کے فضائل تو شمار سے باہر ہیں، لیکن یہاں چند ایک درج کئے جاتے ہیں:

۱۔ مناقباتِ نوشاہیہ میں ہے کہ بروزِ میثاق جب صفوفِ انبیاءؑ و اولیاءؒ قائم ہوئیں اور سیّد السادات غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو خلعتِ محبوبیت و قطبیت سے سرفرازی ہوئی، اُسی روز بحضورِ ارواحِ انبیاء و اولیاء حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی روح پاک کو جنابِ غوثیہؒ کے سپُرد کیا گیا، اور فرمایا گیا کہ اس کا سلسلۂ فقر تمام دُنیا میں پھیلے گا، اور اس کا غلغلہ ممالکِ دُور و دراز میں ہوگا۔

۲۔ مناقباتِ نوشاہیہ میں ہے کہ جس وقت آپؒ کو حضرت سخی سلیمان نوریؒ نے خلافت و اجازت سے نوازا، اُس وقت وہاں تمام انبیائے کرام علیہ السّلام و اولیائے اُمت کی ارواح حاضر ہوئیں۔ حضرت سخی پیرؒ نے فرمایا کہ یہ میرا نوشہ ہے۔ سب حضرات اِس کو تنبول (خرچ دو۔ یعنی فیض عطا کرو) ڈالو۔ چنانچہ سب بزرگوں نے اپنے اپنے طریق کے فیوض سے آپ کو سرفراز کیا، خصوصاً چودہ خاندانِ فقر کے آئمہ و پیشواؤں اور نو قادروں نے آپ کو اپنے خرقے عطا کئے۔ اسی واسطے نوشاہی درویش جو بھی لباس پہنیں ان کو جائز ہے۔ کیونکہ ان کو ہر قسم کا لباس عطا کیا گیا ہے۔

۳۔ مناقباتِ نوشاہیہ میں ہے کہ جس وقت اولیائے معاصرین و حضرت نوشہ صاحبؒ کے درمیان گوئے چوگان (گیند بلا، پولو) کی کھیل ہوئی تو حضرت رسولِ اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی روح مبارک نے فرمایا کہ اے حاجی محمد! تم چاروں طرف گیند کو ضرب لگاؤ۔ چنانچہ حسب الارشاد نبویؐ آپ نے چاروں طرف ضرب لگائی۔ تو مشرق و مغرب، شمال و جنوب تک گیند چلا گیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آپ کو گلے لگایا اور فرمایا۔ تیرا فیض اقطارِ عالم میں چاروں طرف منتشر ہوگا اور میں تیرے فقر کا قیامت تک محافظ رہونگا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آپ کو خرقہ و تاج، جُبّہ مُبارک بعالمِ مشاہدہ عطا فرمایا۔

۴۔ سرِ مکتوم میں ہے کہ جس وقت حضرت نوشہ صاحبؒ بھلوال شریف میں حضرت سخی سلیمان نوری کی بیعت سے مشرّف ہوئے تو انہوں نے بعالمِ مشاہدہ آپ کو حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مجلس شریف میں حاضر کر دیا اور آپ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں پکڑوایا۔ اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ وسلّم کے پاس چہار یار ظاہری اور چہار یار باطنی بھی موجود تھے۔ اُن سب بزرگوں نے آپ کے حال پر عنایات فرمائیں اور اپنی اپنی نسبتوں سے نوازا۔

۵۔ رسالہ احمد بیگ میں ہے کہ حضرت مولانا حافظ معموری ہیلانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور حق تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔ اور خلقت کا حساب ہو رہا ہے۔ ہر ایک جماعتِ اولیاء کے عَلَم کھڑے ہیں۔ سب سے بلند حضرت غوث الاعظمؓ کا علم (جھنڈا) ہے اور اس سے پست (نیچا) اور دوسرے تمام عَلَموں سے اونچا حضرت نوشہ صاحب کا عَلَم ہے۔ جس کے نیچے آپؒ کے تمام یار بیٹھے ہیں اور حضورؒ ایک تخت پر تشریف فرما ہیں۔

۶۔ تذکرۂ نوشاہیہ میں حضرت شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوانؒ سے منقول ہے۔ کہ ایک روز ہمارے جدِّ امجد حضرت نوشہ صاحبؒ بیٹھے بیٹھے فرمانے لگے کہ اے دوستو! دیکھو کہ دریا کی اس طرف قلندر کا ہاتھ کہاں تک پہنچ رہا ہے؟ یاروں نے عرض کیا کہ یا حضرت! وہ قلندر کون ہے؟ اور اُس کا ہاتھ کہاں تک پہنچ رہا ہے؟ آپؒ نے فرمایا۔ وہ قلندر مسکین فقیر ہے اور اُس کا ہاتھ عرش کے نیچے

تک پہنچ رہا ہے۔ پھر آپؒ نے اپنا ہاتھ مبارک بلند کیا۔ یاروں نے عرض کیا یا حضرت آپ کا ہاتھ شریف کہاں تک پہنچتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہمارا ہاتھ عرش معلیٰ کے اوپر جاتا ہے۔

۷ ۔ تذکرۂ نوشاہیہ میں ہے کہ ایک روز آپ کی مجلس میں تذکرہ ہوا کہ فلاں بزرگ نے چار شخصوں کو ولی کیا۔ اور فلاں نے دو شخصوں کو ولی کیا۔ اور فلاں نے ایک شخص کو ولی کیا۔ آپ نے فرمایا۔ دو، تین، چار اولیاء کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ اگر ہر ایک گھر میں اولیاء نہ ہوں۔ تو ہر ایک گاؤں میں ایک ایک ولی ہونا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور بے شمار لوگوں کو اولیاء کر دیا۔ یہ آپ کے اعلیٰ فضائل سے ہے

۸ ۔ تذکرۂ نوشاہیہ میں ہے کہ آپ جس وقت نماز پڑھتے تھے۔ تو سجدہ تنگ دیتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ سجدہ تنگ کیوں دیتے ہیں؟ فرمایا اگر میں سجدہ فراخ کروں تو میرا سر بیت اللہ شریف سے آگے گذر جاتا ہے اور ایسا ہونا شریعت کے خلاف ہے۔

ف :۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غوث الاعظمؓ کے اس ارشاد ؎

نظرتُ الی بلادِ اللہ جمعًا ؛ کخردلۃٍ علیٰ حکم اتّصالی

کے مطابق وراثتِ غوثیہ میں آپ کو بھی یہ منصب حاصل تھا۔ کہ تمام زمین آپ کے سامنے دانہ خردل کی طرح زیرِ نظر اور سمٹی ہوئی تھی۔

نیز اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ تمام نمازیں کعبہ شریف میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ جیساکہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ نے فرمایا ہے کہ نماز فقر کی وہ ہے کہ جب تک کعبہ کو ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھ لیں، تکبیرِ اولیٰ نہ کہیں۔

۱۰ ۔ جب اللہ تعالیٰ شانہٗ کسی کو اپنا ولی مقرب بنانا چاہتا ہے۔ تو پہلے اس کو علمِ لدنی عطا فرماتا ہے۔ جس سے وہ ولی عالم ہو جاتا ہے۔ پھر اس کو تودنہ (ننانوے ۹۹

یعنی اسمائے حُسنیٰ کا علم دیتا ہے۔ جس سے اُس پر وُہ علوم کھُلتے ہیں جس سے علمائے ظاہر بے خبر رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس کو اسمائے باطنی و ظاہری کی معرفت کی طرف ترقی دیتا ہے، پھر چودہ حروفِ مفرد قرآنی (مقطّعات) جو کئی سورتوں کے اوائل میں وارد ہوئے ہیں اور جن کو حروفِ نورانی کہا جاتا ہے۔ اُن کا علم دیتا ہے۔ پھر اُس کو اسمِ اعظم سکھایا جاتا ہے۔ جس سے جو دعا کرے وُہ قبول ہو، اور جو سوال کرے وُہ پورا ہو۔ اور اسمِ اعظم حضرت خضر علیہ السّلام کے وسیلہ سے اس کو سکھلایا جاتا ہے اور پھر اس کو الہام سے بہرہ ور کیا جاتا ہے اور کرامات عطا کی جاتی ہیں۔ جیسے کہ زمین اس کے لیے سمیٹی جاتی ہے۔ اور وہ پانی پر چلتا ہے اور ہوا میں اڑتا ہے اور زمین و اعیان اس کے لئے منقلب کئے جاتے ہیں، اور دیگر کئی ایسے کرامات سے اللہ تعالیٰ اس کو مخصوص فرماتا ہے۔ جو کتابوں کے علم میں نہیں بلکہ وُہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان مخصوص ہیں۔

شمس المعارف الکبریٰ جزو اوّل میں ہے۔ اوّل ما خص اللہ بہ العبد اذا اراد ان یتولاہ علّمہ العلم اللّدنی فیکون ولیًّا عالمًا و ان یخصّہ من علم التسعۃ والتسعین اسمًا فیفتح لہٗ منہا العلوم مالا یفتح للعالم بطریق النظر ثم یرقیہ الی معرفۃ الاسماء الباطنۃ والظاہرۃ منہا کما رجعت الظاہرۃ الی اللّٰہ تعالیٰ و بعد معرفتہ ہو یعلمہ الاشیاء الباطنۃ التی ھی حروف مفردۃ وھی الاربعۃ عشر حرفا الواردۃ فی القرآن العظیم فی فواتح السّور وھی الاحرف النورانیّۃ المتقدمۃ و بعد فہمہا فہمہ اللّٰہ تعالیٰ الاسم الاعظم الذی اذا دعی بہٖ اجاب و اذا سئل بہٖ اعطی و انّما یاخذ الاسم الاعظم من الخضر علیہ السّلام فی اکثر الاقوال وقد یتلقاہ الولیّ بالالہام عند ھبوب الرّحمۃ علی العبد وطریق اخذہٖ فی الاولیاء مختلف یطول فی تفصیلہٖ و اخرہٗ انہ تطوی لہ

الارض ویمشی علی الماءِ ویطیر فی الھواء وتقلب لہ الارض والاعیان الیٰ غیرہٖ ذٰلک من الکرامات التی اختص اللّٰہ بہا الاولیاء وھٰذا لیس بعلم صحف وَانما ھو مخصوص بین العبد وربہٖ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام انما قام الوجود کلہ باسماء اللّٰہ تعالیٰ الباطنۃ ثم الظاھرۃ المقدسۃ واسماء اللّٰہ تعالیٰ المعجمۃ الباطنۃ اصل لکل شیٔ من امور الدنیا وَالاٰخرۃ وھی خزانۃ سرّہٖ ومکنون علمہٖ ومنہا تفرّع اسماء اللّٰہ تعالیٰ کلّہا وھی التی نقضی بہا الامور واودعہا امّ الکتاب ۔ انتھیٰ

یہ تمام آثارِ مذکورہ حضرت نوشہ صاحبؒ کے حالاتِ زندگی میں ملتے ہیں۔ آپ کو علمِ لدنی کا عطا ہونا، چودہ[۱۴] حروف کی تلقین کا ''رسالہ گنج الاسرار'' کے بعض نسخوں میں درج ہونا، اسمِ اعظم پڑھنے کے واسطے آپ کا تاکید کرنا، حضرت خضر علیہ السلام کا آپ کی برات میں شامل ہونا اور آپ کو نوشہ کہہ کر پکارنا، آپ کا الہاماتِ ربّانی سے بہرہ ور ہونا، آپ کو کراماتِ کثیرہ کا عطا ہونا، آپ کے واسطے نماز کے وقت زمین کا سمٹ جانا آپ کے ارشادِ مبارک سے بحرِ عمیق کا پایاب ہوجانا، آپ کا ہوا میں پرواز کرکے شاہ حسام الدین ہزاروی کو بھگانا، آپ کا جھنڈا نامی ایک مزارعہ تھا، کی زمین کا تقلّب (تبدیلی، ترمیم) کرکے کم کردینا، آپ کا آفتاب کو ایک جگہ ٹھہرا دینا، ان تمام حالات سے معلوم ہوا کہ آپ اولیائے مقربین سے تھے۔ اور تصرّفاتِ قویّہ رکھتے تھے۔ (شریف التواریخ جلد اوّل)

۱۰۔ آپ کو معیّت و صحبت خضر علیہ السلام بھی حاصل تھی۔ کتاب مجمع الاسرار میں ہے کہ جس وقت آپ کی شادی ہوئی تو آپ برات کے ہمراہ بحالتِ استغراق و محویّت جارہے تھے کہ راستہ میں ایک کمزور بڈّھے (بوڑھے) نے کہا کہ میری لکڑیوں کا گٹھا اٹھالو۔ چونکہ آپ رحم دل اور فیّاض تھے۔ آپ نے گٹھا اٹھالیا اور برات

کے پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور جا کر اس بوڑھے نے دیکھا تو گٹھا آپ کے سر سے دو گز (میٹر) اونچا جا رہا ہے۔ پھر بوڑھے نے آپ سے گٹھا لے لیا۔ چونکہ آپ برات سے بہت پیچھے رہ گئے ہوئے تھے۔ اس لیے براتیوں نے آپ کی تلاش کی۔ اُس وقت حضرت خضر علیہ السلام نے غیب سے ندا دی کہ "یہ ہے نوشہ، یہ ہے نوشہ"

۱۱۔ تحائف قدسیہ میں ہے کہ آپ ہر روز صبح سے ایک پہر دن چڑھے تک بلند آواز سے ندا کیا کرتے کہ "جو شخص حاجت مند ہو۔ آوے۔ اس کی حاجت پوری ہو گی، ہمارا خمِ عشق جوش و خروش میں ہے جو شخص رنگین ہونا چاہے وہ آکر عشق میں رنگا جاوے"

چنانچہ آپ کی توجہ باطنی نہایت قوی تھی۔ جو شخص سامنے آتا۔ ایک ہی نگاہ سے اس کے لطائف جاری ہو جاتے اور اس پر مقام و ابت منکشف ہو جاتا۔

ف: حضرت فقیر سید شرافت نوشاہی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ صوفیائے کرام کے نزدیک توجہ کی چار اقسام ہیں۔ اور ان کی تاثیر مختلف ہے۔

اوّل: تاثیر انعکاسی: اس میں کامل کا عکس مُرید میں چمک جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسا کوئی عطر (خوشبوئی تیل یا عرق) مَل کر کسی مجلس میں آوے اور ہم نشینوں کے دماغ میں اس کی خوشبو پہنچے، مگر یہ اثر پائیدار نہیں۔ اُس کے اُٹھ جانے سے اُٹھ جاتا ہے۔ بعد میں باقی نہیں رہتا۔

دوم: تاثیر القائی: اس میں کامل اپنا اثر اپنے مریدوں پر ڈال دے اور جب تک کوئی مانع نہ ہو وہ قائم بھی رہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ جیسا کوئی چراغ جلا کر لاوے اور دوسرا اس سے بتی روشن کرے، سو یہ جب تک ہوا اور بارش وغیرہ کا صدمہ نہ پہنچے۔ قائم رہے گی۔ اور جس قدر اپنا تیل ہے اُسی کے مقدار پر روشن رہے گی۔ یہ

اوّل سے قوی ہے۔

سوم: تاثیرِ اصلاحی: اس میں مرشدِ کامل اپنی روحانی طاقت سے مرید کے باطن کی اصلاح کردے اور لطائف جاری ہو جائیں۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ کوئی کاریگر کسی حوض کی نالیوں اور پانی کے آنے کی جگہ اور فوارہ کو صاف کردے اور پانی ڈال کر فوارہ کو رَواں کردے۔ لیکن یہ بھی اُس وقت تک جاری ہے۔ جب تک حوض میں پانی ہے۔ نیز جس قدر پانی آنے کی نالیوں میں وسعت ہے۔ اور جب تک ان نالیوں میں بہیمیّت کا کُوڑا کرکٹ نہیں آیا ہے۔ یہ اوّل، دوم سے قوی ہے۔

چہارم: تاثیرِ اتحادی: یہ تاثیر سب سے قوی ہے۔ اس میں مرشدِ کامل اپنی روحانی قوّت کے زور سے اپنے مرید کو اپنے ضمن میں لے کر اپنی روح کو اس کی روح سے ایک کردے اور جو کچھ کمالات اِس کی روح میں ہیں وہ اُس میں بھی آجاویں۔ اور یہ سب سے اعلیٰ تاثیر ہے۔ اس میں بار بار استفادہ کی حاجت نہیں رہتی۔ اور یہ کوئی محال بات نہیں۔ رُوحانی طاقتور کا تو کیا ذکر ہے۔ بعض پرندوں، جانوروں میں بھی ایسی تاثیر ہے کہ وہ دوسرے چھوٹے جانوروں کو ایک مدّت میں اپنا سا ہی کر دیتے ہیں اور ان کے توالد و تناسل کا یہی طریقہ ہے۔ اس توجہ میں ضروری نہیں کہ ہمیشہ اتحاد ظاہری و باطنی رہے۔

۱۲ ۔ ہفتادِ اولیاء میں ہے کہ آپؒ نے اپنے والد بزرگوار کی طرح پا پیادہ (پیدل) چل کر سات حج حرمین الشریفین زَادَھُمَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کیے جو آپؒ کے اعلیٰ فضائل سے ہے۔ (شریف التواریخ جلد اوّل)

خصائصِ مُبارک

جو جو کمالاتِ عالیہ اور مدارجِ مخصوصہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آپ کو عطا فرمائے اُن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہاں بعض خصائص آپ کے درج کئے جاتے ہیں

۱ : ۔ آپ کی ولادت کی کئی بزرگوں نے بشارتیں دیں ۔

۲ : ۔ آپ کی ولادت کے وقت فرشتوں نے مُبارکبادیں دیں ۔

۳ : ۔ آپ کو عشقِ آلٰہی کی گُڑھتی لگائی گئی ۔

۴ : ۔ آپ کی تربیت و بہلانا فرشتے کرتے تھے ۔

۵ : ۔ آپ کو ملائکہ نے تعلیم دی ۔

۶ : ۔ آپ کو علمِ لدنی عطا کیا گیا ۔

۷ : ۔ آپ کو مقطّعاتِ قرآنی کا علم دیا گیا ۔

۸ : ۔ آپ کو اسمِ اعظم سکھلایا گیا ۔

۹ : ۔ آپ پر گذشتہ و آئندہ کے حالات منکشف ہوئے ۔

۱۰ : ۔ آپ کو ہر قسم کے تصرّفات عطا کئے گئے ۔

۱۱ : ۔ آپ ہزار سال کے مجددِ اکبر ہوئے ۔

۱۲ : ۔ آپ مقامِ سابقین و اوّلین پر فائز ہوئے ۔

۱۳ : ۔ آپ کو اتباعِ نبوّی مثلِ صحابہ کبارؓ کے نصیب ہوا ۔

۱۴ : ۔ آپ کو مرتبۂ تکوین عطا ہوا ۔

۱۵ : ۔ آپ کا سکّہ " نوشاہت " تمام عالم میں جاری ہوا اور آپ کی نوشاہت کو تمام جنوں، انسانوں، فرشتوں، اشجار، احجار نے تسلیم کیا ۔ اور ہر ایک نے بزبانِ قال و حال نوشاہت کی شہادت دی ۔

۱۶ : ر حضرت غوث الاعظمؓ باز اشہب تھے۔ ان کی وراثت میں آپ بھی نسبتِ شہبازیت سے مشرف ہوئے۔

۱۷ : ر آپ کو عالمِ ملکوت کا سیر حاصل ہوا۔

۱۸ : ر آپ پر انوارِ ذات کا تجلّی ہوا بلکہ نورِ ذاتِ آپ کا مشہود ہوا۔

۱۹ : ر آپ کو مشاہدہ ذاتِ لایزال حاصل تھا۔

۲۰ : ر جو دوسرے مشائخ کو چالیس سال کی محنت و ریاضت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ وُہ آپ کی ایک نظر سے حاصل ہو جاتا تھا۔

۲۱ : ر آپ کا طریقہ جامع شریعت و طریقت ہے۔

۲۲ : ر آپ کا طریقہ سب طریقوں سے افضل و سہل ہے۔ دوسرے طریقوں کے سالک جو کچھ آٹھ روز میں حاصل کرتے ہیں، اس طریق کے مبتدی کو آٹھ پہر میں وُہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۳ : ر آپ کے خاندان میں چودہ۱۴ خاندانوں کے فیض شامل ہُوئے۔

۲۴ : ر آپ کے سلسلہ کے مریدوں کو قیامت کے روز دوزخ سے رہائی دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

۲۵ : ر آپ کو اپنی تمام اولاد جو قیامت تک ہونے والی ہے دکھلائی گئی اور اس کے متعلق سپردِ ولایت کی بشارت دی گئی۔

(شریف التواریخ جلد اوّل)

مقاماتِ فقر

تعریف مقام | جب حال دائمی سالک کی ملک ہو جاتا ہے تو اُس کو مقام کہتے ہیں، یعنی سالک نے اقامت کی، اور حال مشتق تحوّل سے ہے۔ بمعنی "تغیر از نونے بنونے یا از حالے بحالے"۔

آپ کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تمام مقاماتِ ولایت سے حصّہ موصول ہُوا تھا۔

مقامِ نوشاہت | آپ کو ابتدائے احوال میں محبوبِ حقیقی کا ایسا جذبہ اُٹھا، کہ ہر دم اُس کی دھن میں محو سوز و گداز رہنے لگے۔ دنیا و مافیہا کا خیال دل سے اٹھ گیا۔ یہاں تک کہ آپ کی روحِ پاک قفسِ عنصری اور کالبدِ جسمی کو چھوڑنا چاہتی تھی۔ اسی شوق اور ولولہ میں آپ دیوانہ وار دوڑ پڑے اور صحرا نوردی (جنگلوں میں پھرنا) کرتے ہوئے ایک ایسے چاہِ کہنہ (ڈَل۔ پُرانا کھوہ۔ کنواں) تنگ و تاریک پر پہنچے جو چاہِ یوسف سے کم نہ تھا۔ آپ اس میں کود پڑے اور عزم بالجزم (پختہ ارادہ) کیا کہ اس کنوئیں سے ہرگز نہ نکلوں گا تاوقتیکہ شاہدِ حقیقی پردۂ غیب سے مجھ پر ظہور کر کے اپنے وصول سے مجھے سرفراز نہ کرے۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو اسی جگہ اپنے محبوب کو جان سپرد کر دوں گا۔ اسی خیال میں چالیس روز (دن) تک اسی کنوئیں میں بحالتِ محویّت بیٹھے رہے سوائے زاری و فغان و شورش کے کوئی وِرد نہ تھا۔ چالیس روز کے بعد ایک شبان (چرواہا) بکریاں چراتا ہوا وہاں جا نکلا۔ جب اُس نے کنوئیں میں جھانکا، تو ایک آدمی نظر پڑا، اُس نے محنت سے آپ کو باہر نکالا۔ آپ پر حالتِ مدہوشی طاری تھی۔ سانس کی آمد و رفت سے اُس نے معلوم کیا کہ ابھی اس میں رمق باقی ہے۔ جلدی سے بکری دوہ کر آپ کے حلق میں چند قطرات دودھ کے ڈالے۔ جب غذائے جسمانی اندر گئی تو قوائے بدنی حرکت میں آئے آپ کو حالتِ

سکریہ سے کچھ افاقہ ہوا۔ دیکھا کہ ایک مَرد خدمت میں بیٹھا ہے۔ آپ نے اُس چرواہے کو بہت ملامت کی کہ جس مقصد کے لیئے ہم نے یہ مصیبت کاٹی تھی۔ وہ مطلوب ابھی تک ہم کو نہیں ملا۔ کہ تُو نے ہم کو باہر نکال لیا ہے اور نہایت مہجورانہ اور فراقیہ دِل پاش کلمات کہے آپ کی صدا ہائے والہانہ سے بحرِ رحمتِ الٰہی جوش میں آیا۔ اور سروشِ غیبی نے آپ کو ندادی کہ اے ہمارے عاشقِ صادق! اے حاجی محمد!

عہ کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور

تو کیوں غمناک ہے؟ تیری آرزو کا غنچہ شگفتہ ہوگیا ہے۔ تیرے سینہ سے غم و اندوہ کا غبار دور کیا گیا ہے تیرے عرفان کے باغ ترو تازہ کئے گئے ہیں۔ تیری تعریف میں بُلبُلیں خوش آواز سے چہچہا رہی ہیں۔ معرفت کا سُورج تجھ پر طلوع ہوگیا ہے۔ گمراہی کی ظلمت تجھ سے دور کی گئی ہے۔ تجھے اَلَست کے شراب سے مخمُور کیا گیا ہے۔ تجھے عرفان کے پیالہ سے مست کیا گیا ہے۔ روزِ میثاق سے نُورِ ربوبیّت کا ظہور تیرے لئے کیا گیا ہے تجھے ہزاروں دام رکھ کر شکار کیا گیا ہے۔ اگر اب تجھے رہا کر دیویں تو کچھ عجب نہیں۔ تیرے لئے جمال بے حجاب کر دیا ہے اور نورِ ذات کا جلوہ تیرے لئے بے نقاب کر دیا ہے۔ اگر تجھے اپنی تسکینِ خاطر اور ہماری ندا کی صداقت معلوم کرنی ہے تو فلاں درخت کے نیچے چلے جاؤ۔ جو بالکل خشک اور مدّت سے بے برگ و ساز گدائے ناتوان کی طرح کھڑا ہے۔ وہ تمہاری عیسٰی دمی اور خضر مقدمی سے ترو تازہ ہو جائے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو جان لیناکہ ندائے غیبی یہ صحیح نہیں تھی۔

آپ اس الہام کے بموجب چل کر اس درختِ مامورہ (مقرر کیا ہوا درخت) کے نیچے جا بیٹھے۔ آپ کی آمد کی خوشی میں بزبانِ حال وُہ درخت یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ ؎

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے مے آید　　کہ زانفاسِ خوشش بوئے کسے مے آید

آپ کے وہاں پہنچتے ہی آپ کے قدم مبارک کی برکت سے وہ درخت فی الفور سبز ہوگیا۔

اُسی وقت اُس کی ڈالیاں اور پتے اور شگوفے اور پھل ظاہر ہوگیا، اور اُس کے ہر پتّے سے صدائے نوشہ نوشہ نکلنے لگی۔ آپ اس کو محسوس کرتے تھے۔

آپ وہاں سے اُٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہوئے تو جو چیز آپ کے سامنے آتی سب نوشہ نوشہ کہتے، وحوش، طیور، جنّات، ملائکہ نے آپ کو نوشہ نوشہ کی صدا سے محظوظ کیا، عالمِ ناسوت و ملکوت میں کوئی چیز ایسی نہ رہی جس نے آپ کو لفظ نوشہ کے مژدہ سے نہ بشارت دی ہو۔ جو انسان بھی آگے سے ملتا وہ بے ساختہ آپ کو بجائے حاجی محمدؐ کے یا نوشہ یا نوشہ کے لفظ سے پکارتا تھا۔ غرض آپ کی نوشاہت کا نقارہ دونوں جہان میں بجایا گیا۔

ف: اسی روز سے بجائے حاجی محمدؐ کے آپ کا نام "نوشہ" مشہور ہوا، اور جو شخص آپ سے نسبتِ فرزندی یا نسبتِ مریدی رکھے، وُہ "نوشاؔھی" کہلاتا ہے یہ خطاب ولقب آپ کو وراثتِ غوثیہ میں ملا۔ جیسا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کو محی الدّین کا لقب ملا۔ تو ہر کہ، مہ (ادنیٰ واعلیٰ) نے ان کو اِسی نام سے پکارا۔ **ذَالِكَ فَضلُ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَن يَشَاء** (الجمعہ ۱)

لفظِ نوشہ کی تشریح

لُغت میں نوشہ بالفتح بادشاہِ نوجوان ۔ نیا داماد ۔ دولہا ، خوش ، خرّم ، خوشحال کو کہتے ہیں ۔ اور اصطلاحِ صوفیاء میں نوشاہت کے دو پہلو ہیں ۔ ایک ظاہر ۔ دوسرا باطن ۔

۱ : ۔ نوشہ من حیث الظاہر اس شخص کو کہتے ہیں جس کی نئی شادی ہو یعنی اُس کا اپنے محبوبِ مجازی سے واصل ہونے کا پہلا دن ہو اور وہ امتیازی لباس کے ساتھ اپنے تمام ہمراہیوں سے ممتاز نظر آئے ۔ اُس وقتِ خاص میں وُہ بسببِ نوشاہت کے اپنے تمام ہمراہیوں کا سردار ہوتا ہے ۔ اُس کے ہمراہیوں کو عرفِ عام میں براتی یعنی (جانجی) کہتے ہیں ۔ سب براتی اُس کے طفیلی اور بمنزلہ رعیّت ہوتے ہیں ۔ اگرچہ اُس کے ہمراہی بعض حیثیتوں میں دولہا سے اعلیٰ بھی ہوں ۔ مثلاً کوئی حاکم یا رئیس یا بزرگ ہو ، مگر تاہم جب کوئی اُن سے پُوچھے کہ تم کون ہو ؟ تو وُہ بجائے اپنا منصب و مرتبہ بتانے کے اُس وقت یہی کہیں گے کہ ہم براتی ہیں ۔ کسی کی حکومت یا ریاست یا بزرگی اُس وقت وہ شان نہیں رکھتی جو نوشہ کی ہوتی ہے ۔ ہر ایک براتی کی شخصیت منصبِ نوشاہت کے مقابلہ میں محو و مضمحل ہوتی ہے ۔ اگر کوئی اجنبی آدمی بھی اس برات میں شامل ہو تو وُہ سب سے پہلے نوشہ (دولہا) کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کرے گا ۔ گویا کہ اس وقتِ خاص میں نوشہ بمنزلِ بادشاہ کے ہوتا ہے اور سب براتی اُس کے طفیلی اور رعیّت ہوتے ہیں اگرچہ گروہِ برات میں جزوی فضیلت والے کئی لوگ موجود ہوں ۔ لیکن اُس وقت خاص میں فضیلتِ کلّی نوشہ کو ہوتی ہے ۔ اور اگر برات میں نوشہ موجود نہ ہو تو وُہ برات کہے جانے کی مستحق نہیں ہو سکتی ۔ اِس لئے برات میں نوشہ کا ہونا نہایت لازمی اور ضروری ہوتا ہے ۔

۲ : ۔ نوشہ من حیث الباطن اُس شخص کو کہتے ہیں جس کو اپنے محبوبِ حقیقی سے وصول حاصل ہو ۔ یہاں تک کہ اپنی ہستیٔ موہوم کو فنا کر کے اُس کی ذاتِ پاک سے بقا حاصل کرے ۔ حقیقی نوشہ ذاتِ اقدس رحمۃ اللعالمین ، سیّد المرسلین حضرت احمد مجتبےٰ محمّد مُصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ سب انبیائے کرام و اولیاء عظام بلکہ جمیع کائنات اُسی کی برات ہے۔ حدیث قدسی شریف ہے لولاکَ لَمَا خلقت الافلاک، اور حدیث شریف یا محمّد انا وانت وما سواک خلقتُ لاجلک اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہیں۔ کہ اگر اُس نوشہ کا ظہور نہ ہوتا تو کوئی چیز بھی عالمِ خلق وامر سے موجود نہ ہوسکتی۔ تمام عالم عُلوی و سفلی، ظاہری و باطنی صوری و معنوی اُسی نوشہ کے طفیلی ہیں، جیسا کہ وصول بدرجۂ اتم ذاتِ باری تعالیٰ شانہٗ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا۔ اس کی نظیر اوّلین و آخرین میں کہیں موجود نہیں، اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مظہرِ اتم اور انسانِ کامل کہتے ہیں۔ واقعۂ معراج اسی کے وصول و تقرب کا تذکرہ ہے۔ جب مقامِ قَابَ قَوسَینِ اَو اَدنیٰ (النجم ع ۱) پر فائز ہوئے تو حجاب کثرت اٹھائے گئے۔ حقیقتِ وحدت سے روشناس کرائے گئے، وَفِی اَنفُسِکُم (الذاریات ع ۱) کا پردہ چاک کیا گیا، اسمِ احمد کے میم کا قصّہ پاک کیا گیا، جب نقابِ غیریّت دُور ہوا۔ تو توحیدِ مطلق کا ظہور ہوا۔ ھوالاوّل والآخر والظاھر والباطن (الحدید ع ۱) کا نتیجہ کھلا۔ لقد رایٰ من اٰیٰت ربّہ الکبریٰ (النجم ع ۱) کا غنچہ کھلا۔ یہی مقامِ نوشاہت کا اصل الاصول ہے، اُسی رات ذاتِ محمّدیہ کو ملاءِ اعلیٰ میں نوشہ مقرر کیا گیا۔ اِسی واسطے نوشاہت کی رات یعنی لیلۃ المعراج کو وُہ شرف حاصل ہے۔ جو لیلۃ القدر کو ہے۔ بلکہ عاشقانِ جمالِ محمّدیہ علیہ الصّلوٰۃ والتحیّۃ کے نزدیک یہ رات تمام سال کی راتوں سے افضل و اشرف ہے۔ کہ اس میں حبیب و محبوب کا وصال ہوا۔ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ (النجم ع ۱)

منصبِ نوشاہت ایک ایسا خاص منصب ہے جس کی کیفیت وجدانی ہے بیانی نہیں۔ ہر ایک نبی اور ولی کو اس منصب سے اپنے اپنے زمانہ میں حسبِ استعداد حصّہ ملا ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد ان کی تبعیت میں ہر ایک عہد میں نسبتِ نوشاہت کسی نہ کسی بزرگ میں جلوہ گر ہوتی رہی۔ اسی وجہ سے سلسلۂ نظامِ عالم مربوط رہا۔ اگرچہ اس مقام سے تبعیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں اکثر اولیا و اقطاب کو

وراثتاً حصّہ پہنچتا رہا لیکن اس کی حقیقت کا پورا انکشاف اور اس مقام عالی کی پوری نسبت اور اس منصب بزرگ کا اصلی ظہور خاص طور پر مظہرِ اتم ، ذات کردگار ، مصدرِ اعظم صفات پروردگار ، وارثِ کمالاتِ نبوّتِ احمدیہ ، خاتم مقاماتِ ولایت محمدیہ ، مرکزِ دائرہ توحید ، قطبِ فلکِ تجرید ، سیّدالاولیاء ، امام الاصفیا ، حضرت شاہ حاجی محمّد نوشہ گنج بخش قادری رح کی ذاتِ بابرکات پر ہوا ۔ آپ کو خلعتِ نوشاہت عطا کر کے تمام اولیائے متقدمین و متاخرین کا نوشہ مقرر کیا ۔ اور سب کو آپ کا طفیلی یا براتی بنایا گیا ۔ اگرچہ جزوی فضیلت ہر ایک بزرگ کی ظاہر و محقق ہے ۔ لیکن اس منصب خاص میں آپ کو سب اولیاء اللہ پر فضیلتِ کلّی حاصل ہے ۔ مقاماتِ ولایت میں بعض مقامات تو مشہور و معروف ہیں ، مثلاً قطبیت ، غوثیت ، محبوبیت ، امامت وغیرہ ۔ کیونکہ زمانہ نبوّت سے لے کر آج تک ہر زمانہ میں کئی بزرگوں کو ان مناصب سے سرفرازی ہوتی رہی اور یہ مناصب اکثر زبانزدِ صوفیاء رہے ۔ اور بعض مقامات غیر مشہور رہیں ۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ جب کسی بزرگ پر بوقتِ ریاضت و مجاہدہ یا محض فضلِ ایزدی سے کسی نئے مقام کا انکشاف ہوا تو اس کی حقیقت ظاہر ہوئی ، مثلاً قیومیت ، نوشاہت وغیرہ ۔

منصبِ قیومیت بھی انہیں مناصب میں سے ہے جس کا ہزار سال تک کچھ نشان ظاہر نہ ہوا ۔ کسی کتابِ تصوّف میں اس کا تذکرہ نہیں پایا جاتا ۔ لیکن جب امامِ ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی رح پر اس مقام کی حقیقت کھُلی اور وہ اِس منصب پر فائز ہوئے تو انہوں نے اس کو ظاہر کیا ۔ اور وُہ قیومِ اوّل ہوئے ۔ جیسا کہ کُتبِ نقشبندیہ سے صاف ظاہر ہے ۔ اب اِس کے بعد کوئی شخص اس حقیقت سے انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا ۔

ایسا ہی یہ منصب نوشاہت بھی ہزار سال کے بعد قطب الاقطاب حضرت شاہ حاجی محمّد نوشہ گنج بخش رح پر منکشف ہوا ۔ اور وہ اس کی حقیقت سے متحقق ہوئے تو اُن کو نوشہ کہا گیا ۔ اور تمام موجودات نے بزبانِ حال اُن کی نوشاہت کو تسلیم کیا ۔ اس

کی حقیقت ظاہر ہونے کے بعد اب کسی شخص کو اس سے بھی انکار کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

لفظ نوشہ کی مزید تشریح

آپ کو نوشہ کا لقب کیسے عطا ہوا

لفظِ نوشہ پر اگر غور کیا جائے تو اس کا مطلب یہ بنتا ہے۔ مثلاً اگر لفظِ نوشہ کو مزید تشریح کے لیے اس طرح لکھا جائے۔

نوشہ ——— بمطلب ——— نوشاہ۔

نوشاہ ——— بمطلب ——— نو ——— شاہ۔

نو ——— شاہ ——— بمطلب ——— ۹ ——— شاہ۔

۹ ——— شاہ ——— بمطلب ——— ۹ ——— بادشاہ۔

یعنی ——— نو ——— بادشاہوں کی قوت، دولت، بادشاہت کا مظہر۔

یعنی ——— نو ——— بادشاہوں کے تمام خزانہ جات کا مالک۔

یعنی ——— نو ——— ہستیوں کے فیوض و برکات اور روحانیت کا مالک۔

مذکورہ بالا عبارت سے مطلب و مفہوم یہ نکلتا ہے کہ آپ کو ۹۔ مقدس ہستیوں نے اپنے اپنے فیوض اور نسبتوں سے نوازا۔

اب یہ کہ وہ (۹) مقدس ہستیاں یا بادشاہ کون کون سے ہیں؟

وہ یہ کہ قبلہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی رح نے اپنی کتاب " شریف التواریخ "
میں تحریر کیا ہے کہ " جب حضرت نوشہ صاحب رح حضرت شاہ سلیمان نوری قادری کی بیعت
سے مشرف ہوئے تو انہوں نے بعالم مشاہدہ آپ کو حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی
مجلس شریف میں حاضر کر دیا۔ اور آپ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں پکڑوا دیا۔ اُس وقت حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے پاس چہار یار ظاہری اور چہار یار باطنی بھی موجود تھے اُن سب نے اول
نے آپ کے حال پر عنایات فرمائیں اور اپنی اپنی نسبتوں سے نوازا "۔

اِس عبارتِ بالا میں جن ہستیوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی تعداد نو بنتی ہے۔
اسی طرح صاحبِ خزینہ نوشاہی صاحبزادہ نذر محمد نذر نوشاہی رح نے بھی نوشہ
کا مفہوم یہ لکھا ہے۔

ؔ

چار باطن تے چارے ظاہری ناویں نبی پیارے
بخشے نو خزانے ہر کوئی نوشہ نام پکارے

یعنی۔ چار یار باطنی ، چار یار ظاہری اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی ذاتِ
اقدس ۔ یعنی کل ۹ مقدس ہستیاں ۔

اس وجہ سے آپ کو نوشہ کا لقب عطا کیا گیا ۔ ہاتفِ غیبی نے ، نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ، آپ کے مرشد سخی شاہ سلیمان نوری قادری رح ، بلکہ عالمِ ناسوت اور عالمِ
ملکوت کی ہر چیز نے نوشہ کہہ کر پکارا ۔

ان مقدس ہستیوں کے نام یہ ہیں ۔

(۱) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲ ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ،	۳ ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ،
۴ ، حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ،	۵ ، حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ ،
۶ ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ،	۷ ، حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ

۸۔ حضرت ابُوذر غفاری رضی اللہ عنہٗ   ۹۔ حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہٗ

چار یار ظاہری اور اُن کے فیضان سے یہ مُراد ہے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے صدق کا فیض دیا۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے عدل کا حضرت عثمان ذُوالنورین رضؓ نے حیا کا، حضرت علی المرتضیٰ رضؓ نے علم و شجاعت کا فیض عطا کیا۔ اور چار یار باطنی اور اُن کے فیضان کا مطلب یہ ہے حضرت سلمان فارسی رضؓ نے اتباعِ اسلام کا حضرت صُہیب رُومی رضؓ نے یقین کا، حضرت ابُوذر غفاری نے فقر کا حضرت اُویس قرنی نے عشق کا فیض عنایت فرمایا۔ اور خود حضور علیہ السلام نے کمالاتِ نبوّت سے سرفراز فرمایا۔

(شریف التواریخ بحوالہ سر مکتوم قلمی الموسوم بہ ملفوظات محمد نوشاہی)

انہی ۹۔ مقدس ہستیوں سے فقراء کے تمام سلسلے چلے۔ لہٰذا حضرت نوشاہ صاحبؒ کو تمام سلسلہ ہائے فقراء کا فیض عطا کیا گیا۔

اسلئے آپ کو نوشہ کا لقب عطا کیا گیا اور نُو بادشاہیوں کے بادشاہ و مالک بنائے گئے۔

اشرف نوشاہی

لفظ نوشہ کی تشریح ایک اور وجہت

لفظِ نوشہ کی مزید تشریح کے لیے ایک اور طریقہ علم الاعداد (عددی گنتی) کے
حساب سے تحریر کیا جاتا ہے۔
عددی یعنی گنتی کے لحاظ سے گنتی کے ہندسوں میں (۹) کا ہندسہ سب سے
بڑا ہے۔ اس سے بڑا ہندسہ گنتی میں کوئی نہیں مثلاً

۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰

۹۔ کا ہندسہ اپنے عروج کے لحاظ سے سب سے زیادہ قیمت رکھتا ہے،
اس سے آگے یا بڑا ہندسہ گنتی میں نہیں ہے۔ غور کریں تو اگر اس سے بڑا ہندسہ
دس ۱۰ تصور کریں۔ تو معلوم ہوگا کہ یہ عدد دو اعداد کا مجموعہ یعنی ایک صفر اور ایک
ہندسہ ایک ۱ ہے جو کہ ۹ سے ۸ درجے کم قیمت رکھتا ہے۔ اور ۹، کا ہندسہ مجموعی
طور پر اپنے اندر ۹ ہندسے رکھتا ہے۔
لہذا ۹ کا ہندسہ گنتی کے سب ہندسوں سے بڑا ثابت ہوتا ہے۔
اس لئے اس لحاظ سے آپؒ کو نوشہ کا لقب عطا کیا گیا کہ ۹، کے درجہ سے کوئی بڑا
درجہ نہیں ہے۔ اگر درجہ بڑھانا ہو تو انہی ۹ کے پہلے ہندسوں ۰، ۱، ۲، ۳، ۴،
۵، ۶، ۷، ۸، ۹ کو جوڑ کر بنایا جاتا ہے لہذا تمام اعداد و شمار اور گنتی جتنی بھی
رائج ہے۔ انہی ۹ اور ۹ سے پہلے ہندسوں کا مجموعہ ہے۔
ثابت ہوا کہ ۹ کا عدد سب سے بڑا عدد ہے اور ۹، درجات کا فیض
یافتہ بھی اپنے اس مقام میں اپنے ہم جماعتوں میں اہم مقام رکھتا ہے
لہذا ہر لحاظ سے حضور نوشہ صاحبؒ کا مقام نہایت ہی بلند ہے۔

جیسا کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قادری رح اپنی تصنیف کتاب شمع شبستانِ رضا"
حصہ چہارم میں 9 کے عدد میں خوبیوں کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ

اسم اللہ کے اعداد ۶۶ ہیں۔ ان کی اکائی اور دہائی کو آپس میں ضرب دو،
اور حاصلِ ضرب کی اکائی اور دہائی کو جمع کرو تو حاصل عدد ۹ ہوگا۔

مثلاً اللہ ا ، ل ، ل ، ہ ،

عدد: ۱ + ۳۰ + ۳۰ + ۵ = ۶۶ اکائی اور دہائی کو ضرب دی ۶ × ۶ = ۳۶
اور حاصلِ ضرب کی اکائی دہائی کو جمع کیا ۶ + ۳ = ۹ حاصل عدد ۹ آیا۔
اسی طرح اسم محمدؐ کے اعداد: ۴۰ + ۸ + ۴۰ + ۴ = ۹۲
۹۲ کو ۲ × ۹ = ۱۸ اب ۸ + ۱ = ۹ حاصل عدد ۹ آیا۔

اس حساب سے ۹ کا عدد کیوں آیا ۸ یا ۷ یا ۶ یا ۵ یا ۳ یا ۲ کیوں نہ آیا کیسے آتا کہ یہ سب اعداد چھوٹے ہیں ۹ کا عدد سب سے بڑا اور اتنا بڑا کہ بڑے سے بڑا فلسفی بھی ۹ سے بڑا عدد پیش نہیں کرسکتا۔ اس ۹ کے عدد میں ایک ایسی خوصیت بھی پوشیدہ ہے جو اور کسی عدد میں نہیں یعنی اس ۹ کے عدد کی کتنی ہی قلب ماہیت کی جائے کہ ظاہری طور پر دیکھنے والا اسے معدوم سمجھے لیکن اہلِ نظر کو اس میں ۹ کے جلوے نمایاں نظر آئیں گے مثلاً ۹ کا پہاڑہ ایک سے دس تک پڑھتے چلے جائیے اور حاصل اعداد کو آپس میں جوڑتے چلے جائیے۔ ۹×۱ = ۹ ، ۹×۲ = ۱۸ ۔ ۸+۱ = ۹ ، ۹×۳ = ۲۷ ، ۷+۲ = ۹ ، ۹×۵ = ۴۵ ۔ ۵+۴ = ۹ ۔۔ اسی طرح ۹×۹ = ۸۱ ۔ ۱+۸ = ۹ اور اسی طرح ۹×۱۰ = ۹۰ ۔ ۰+۹ = ۹ اور ۹×۱۱ = ۹۹ اکائی اور دھائی کو جمع کیا ۹+۹ = ۱۸ حاصل جمع کو اکائی میں لاؤ یعنی ۸ + ۱ = ۹ اسی طرح ہزار، لاکھ، کروڑ تک بھی ضرب دیں گے تو حاصل ضرب کو جمع کریں اگر جواب دہائی میں ہو تو اکائی دہائی کو دوبارہ جمع کریں تو جواب ۹ ہوگا۔

مثلاً 5789×9 = 52101 ، 1+0+1+2+5 = 9 ، 791×9 = 7119 = 18 ، 8+1 = 9

757895×9 = 6821055 جمع کئے 5+5+0+1+2+8+6 = 27 دوبارہ جمع کئے 7+2 = 9

38547735×9 = 346929615 جمع کیا 5+1+6+9+2+9+6+4+3 = 45 دوبارہ جمع 5+4 = ۹

نوشاہت کی خصوصیت

جتنے مقامات ولایت مشہور و متعارف صوفیا ہیں ان مقامات کے حصول میں کئی بزرگ باہم مشارک ہیں مثلاً

غوثیت: بہت سے اولیا اللہ اس مقام پر فائز ہوئے مثلاً حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ، شاہ قمیص قادریؒ، شاہ کمال کیتھلیؒ وغیرہ کے۔

قطبیت: اس سے بھی بے شمار اولیا متحقق ہوئے مثل حضرت غوث الاعظم، شیخ اکبر محی الدین عربیؒ، شیخ عبدالوہاب متقی قادریؒ وغیرہ کے۔

محبوبیت: اس سے بھی بطورِ خاص دو بزرگ مشرف ہوئے۔ حضرت محبوبِ سبحانی غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ۔

امامت: اس سے بھی ائمہ اثنا عشر بالترتیب فائز المرام ہوئے۔ ان کے بعد کئی بزرگوں کو یہ منصب ملا۔

قیومیت: اس سے بھی چار شخصوں کو حصہ ملا۔ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ، خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ، خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبندؒ اور خواجہ محمد زبیر مجددیؒ

ان مقامات ولایت میں صرف ایک منصب نوشاہت ایسا مقام خاص ہے۔ جو کہ آج تک سوائے حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ کے کسی کو نہیں ملا۔ اور تمام اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صرف آپ کی ایک ہستی اس منصبِ بزرگ سے مشرف ہوئی۔ کوئی فردِ بشر اولیائے متقدمین یا متاخرین میں سے اس مقام میں آپ کا شریک نہیں۔ خدائے واحد لایزال نے اپنی رحمتِ خاصہ سے اس عہدۂ جلیلہ کے لیئے تمام جماعتِ اسلامیہ میں سے شخصِ واحد کو منتخب کیا۔ واقعی قدرت کا انتخاب ایک اعلیٰ انتخاب ہوتا ہے۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء (البقرہ: ع ۱۳)۔

نوشاہت کی حقیقت

مقامِ نوشاہت تمام مقاماتِ ولایت کا جامع ہے۔ سارے مقامات و مناصب کے آثار اس میں پائے جاتے ہیں۔ گویا کہ تمام مقاماتِ ولایت لوازمِ نوشاہت سے ہیں۔ اور مثل اجزا کے ہیں۔ اور مقامِ نوشاہت مثل کُل کے ہے۔ جس کو نوشاہت کا منصب ملا اُس کو ضمناً سب مقامات کا وصول حاصل ہوا۔ تو اس سے ظاہر ہے کہ نوشہ کا لقب پانے والا تمام کمالاتِ نبوت اور مقاماتِ ولایت کا حقیقی وارث ہوتا ہے

سنتِ الٰہی اس طرح پر جاری رہی ہے۔ کہ عہدِ سابقہ میں جب جہالت کا شیوع اکثر ہو جاتا، اور دین میں سُستی ہو جاتی تو ایک صاحبِ شریعت اولو العزم نبی مبعوث ہوتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہزار ہزار سال کے بعد مبعوث ہوئے۔ چونکہ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے حسب الارشاد علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ دین کی سُستی کو مٹانے اور بدعات کو دور کرنے کے لیے ہزار سال کے بعد حضرت نوشہ صاحبؒ کی ذاتِ بابرکات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اور کمالاتِ نبوت و ولایت آپ کو مرحمت کئے اور منصبِ نوشاہت جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے مخصوص تھا۔ اور مدّتِ ہزار سال تک کوئی شخص کلیۃً اس سے سرفراز نہیں ہوا تھا۔ وُہ نیابتِ نبوتی میں آپ کو موصول ہوا۔ اور آپ نے اس نسبت سے مشرف ہو کر از سرِ نو دینِ اسلام کے حقائق کی تجدید و ترویج کی۔

مقامِ غوثیّت

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے بزرگوں میں غوثیّت کے مقام سے بھی مشرف ہوئے۔

مقامِ قُطبیّت

آپ کو قطب الاقطاب کا مرتبہ بھی حاصل ہوا۔ بلکہ آپ کے خلفاءؒ بھی قطبیّت سے سرفراز ہوئے۔

مقامِ فردیّت

آپ کو مقامِ فردیّت بھی حاصل ہوا۔ (ثواقب المناقب) نیز روضۃ القیومیہ رکن دوم میں لکھا ہے کہ " آپ نہایت عزیز الوجود تھے "۔

اور حضرت مُلّا شاہ قادری فرماتے ہیں کہ" وُہ جماعت جو خاص الخاص ہے اور جس کا وجود نہایت عزیز ہے۔ وُہ مفرد ہے اور اسے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کچھ مطلوب نہیں اور کوئی چیز اس سے باز نہیں رہتی، اور وہی محبوبِ خدا ہے۔ (سکینۃ اولیا)

نیز فرمایا ہے" فقیروں میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ان کا مرتبہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے۔ بی یسمع و بی یبصر و بی یبطش و بی یمشی (حدیث قدسی) یعنی مجھی سے سنتا ہے اور مجھی سے دیکھتا ہے۔ اور مجھی سے پکڑتا ہے اور مجھی سے چلتا ہے اور جنہیں ایسا مرتبہ نصیب ہے وُہ خال خال ہیں، وُہ دوگانگت، غربت۔ خدمت سے بری ہیں، اس واسطے ان کو مفرد کہتے ہیں۔

مقامِ محبوبیّت

روضۃ القیومیہ رکن دوم میں لکھا ہے کہ" آپ کا جذبہ نہایت قوی تھا"۔ اور تمام کتبِ سلسلہ نوشاہیہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ طریقِ جذب سے واصل باللہ ہوئے۔

اور حضرت شیخ احمد سرہندی مکتوبات شریف میں لکھتے ہیں کہ" طریقِ جذب مرادوں اور محبوبوں کا طریق ہے"۔

اس سے ثابت ہوا کہ آپ کو مقامِ محبوبیت و مرادیت حاصل تھا، اور آپ محبوبِ الٰہی تھے۔

حضرت سخی شاہ سلیمان قادری نے فرمایا ہے۔ ع

بلہ ہاں عاشق نوشہ سندا ایہ محبوب ہمارا

مقامِ صدیقیّت

صدیق کا ترجمہ اردو، پنجابی میں" سچیار" ہے۔ آپ کو اپنے مُرشد صاحب حضرت شاہ سلیمان قادری کی جناب سے یہ لقب عطا ہوا تھا، اس لیے آپ کو صدیقیّت کا مقام پورا پورا حاصل تھا، چنانچہ سچیار لقب ملنے کی خود تصریح فرماتے ہیں:۔

۱۔ شاہ سلیمان کا نوشہ سچیار — منتر پڑھے پوکار پوکار

۲۔ مرشد سچے نال سچا ہیت لایا — تاں نوشہ سچیار کہایا

۳۔ مُرشد مل سچیار کہایا — لگے سچیاں راہاں

۴۔ نوشہ مرشد منیاں تاں ہویا سچیار

۵۔ خوبی اساں نہ کہ نوشہ کہے پوکار — سچے مرشد مہر کر کیتا آپ سچیار

بلکہ حضرت نوشاہ عالیجاہؒ نے اپنے مریدوں میں سے حضرت شیخ پیر محمد نوشہرویؒ کو مقام صدیقیت سے بہرہ ور فرما کر لقب سچیار سے نوازا۔

چونکہ آپ اس سے بلند مقام "مقام نوشاہت اور محبوبیت" پر فائز تھے۔ اس لیئے آپ کی شہرت بجائے سچیار کے "نوشہ" کے نام سے ہوئی۔ یہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ ہر صحابی ولی بھی ہوتا ہے لیکن چونکہ صحابیت کا درجہ ولی سے بلند ہے اس لیے وہ بجائے ولی کے صحابی مشہور رہیں۔

مقامِ طہارت

طہارت کا مقام، مقام محبُوبیت کا ایک جزو ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے: انّ اللہ یحبّ التوّابین و یحبّ المتطھرین

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک (طاہر) رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضرت نوشہ صاحبؒ مقام طہارت سے مشرّف تھے۔ آپ نے اپنے مریدوں میں حضرت شیخ عبد الرحمٰن بھڑیوالہؒ کو پاک کے خطاب سے نوازا۔ جو طاہر کا ترجمہ ہے۔

مقامِ امامت

آپ کے مرشدِ طریقت حضرت سخی شاہ سلیمان قادریؒ نے آپ کو منصبِ امامت پر فائز فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس کے پیر بھائیوں میں سے کوئی بھی اس (نوشہ) کے برابر نہیں ہے۔

۱۔ "حضرت شاہ را فرمودند ایشاں عذر نیاوردہ امامت کردند" آپ نے بلا عذر امامت کرائی

۲۔ مولانا محمد اشرف منچری لکھتے ہیں: ع "سنادند بہرِ امامت بہ پیش"

۳۔ مفتی غلام سرور لاہوریؒ تحریر کرتے ہیں" امام و مقتدائے طریقہ نوشاہیہ قادریہ است"

۴۔ مرزا احمد اختر گورگانیؒ لکھتے ہیں:۔ "آپ امام فرقہ نوشاہی کے"

۵۔ شاہ شریف احمد مراد سہروردیؒ لکھتے ہیں:۔

"حضرت حاجی محمد قادری نوشاہ گنج بخشؒ فرقہ نوشاہی کے امام تھے"

۶۔ مولانا محمد صادق علی خان افغان لودی مجددیؒ لکھتے ہیں:۔

"امام الائمہ آخر زمان، قطب الاقطاب حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ امام الطریقہ ہیں"

۷۔ مولانا اعجاز الحق قدوسیؒ لکھتے ہیں:۔ "آپ سلسلہ قادریہ نوشاہیہ کے امام و مقتدا ہیں"

مقامِ گنج بخش

آپ عشق اللہ میں مستغرق تھے۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر تھے کہ ہاتفِ غیبی نے آپ کو نوشہ اور گنج بخش کہہ کر پکارا۔ اسی وقت ہر کہ و مہ آپ کو نوشہ گنج بخش کہنے لگے۔

صاحبِ ہفتاد اولیاء نے لکھا ہے کہ "شاہ سلیمان نوری صاحبؒ نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا کیا، اور ساتھ ہی نوشہ گنج بخش کا خطاب بھی دیا۔ اس کے بعد آپ ہدایت خلق میں مصروف ہو گئے"

ف: قبلہ سید شرافت نوشاہی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ لفظِ گنج بخش اسم الٰہی **اَلْوَهَّابْ** کا ترجمہ ہے یعنی کسی عوض اور غرض کے بے انتہا بخشش کرنے والا۔ **ہِبَہ** حقیقۃً اس عطیہ کا نام ہے جس میں کوئی غرض نہ ہو اور اگر بدلہ لینے کے واسطے بخشش کرے تو **واھب** نہیں کہلائے گا۔ بلکہ **بایع** (بیچنے والا) شمار کیا جائے گا۔ لہٰذا **واھب** اور **وھاب** فی الحقیقت خدائے قدوس ہے۔

کتاب شمس المعارف الکبریٰ میں ہے۔ اعلم انّ الوھّاب ھو معطی العطیّۃ الخالیۃ عن الاغراض فاذا کثرت العطیّات والمِنّات سمّی صاحبہا وھاب ولایتصوّر الّا من اللّٰہ تعالیٰ وھوالوھّاب من غیرعوض وقد وھبک النظر

والسمع والشم والذوق والعافية والمشيئة والايجاد وكملك بالخفقة لتجيب الداعی ۔ انتہیٰ

جو شخص اسم اَلْوَهَّابُ کا مظہرِ اتم ہو اس کو اس طائفہ علیہ کی اصطلاح میں گنج بخش کہتے ہیں جس کو یہ لقب عطا ہوا۔ اس پر اسم اَلْوَهَّابُ کے تمام کمالات منکشف ہو جاتے ہیں۔ شمس المعارف الکبریٰ میں ہے۔ اعلم ان العبد اذا اصدق مع اللہ وتخلق بهذا الاسم رای جميع الاكوان تخدمه بالمواهب ومن اكثر ذكره فتح الله عليه بالمواهب ۔ انتہیٰ

—— آپ کے معاصر شاہ حسام الدین ہزاروی نے آپ کو نوشہ گنج بخش کے نام سے لکھا ہے ع۔ " کہ بودہ صاحبش نوشہ جہاں گنج " (تحائف قدیریہ قلمی ص ۹)

—— شیخ محمد فاضل خلیفہ سچیار نے کہا۔

" نصیبِ شمانزدِ صاحبزادہ نبیرہ قدوۃ الواصلین حضرت نوشہ گنج بخش است " (تذکرہ نوشاہی)

—— مرزا احمد بیگ لاہوری لکھتے ہیں: ع۔ " نوشہ گنج بخش را دیدی " (دالا عجاز قلمی)

—— حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی نے مقتبس[۳۸] اشعار کی ایک مناجات حضرت نوشہ عالیجاہ لکھی ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے

اے ہادی راہِ خدا یا پیر نوشہ گنج بخش ۔۔۔ دے حامیِ راہ خدا یا پیر نوشہ گنج بخش

(ترویح القلوب قلمی)

—— مولانا شیخ ہاشم شاہ نھرپالوی نے ایک مناجات مخمس تحریر کی ہے۔ جس کے بند کا ہر پانچواں مصرع " گنج بخش " پر ختم ہو جاتا ہے ع۔

" عرضِ من بہر خدا یا پیر نوشہ گنج بخش "

مقامِ فقر

مولانا سید محمد حیات ربانی لکھتے ہیں کہ حضرت نوشہ صاحب نے خود فرمایا ہے۔

"من فقیر بودم ہر کہ مرا دیدہ موافق نصیب چیزے برد دادہ ام" (تذکرہ نوشاہی قلمی)
میں فقیر تھا جس نے مجھ کو دیکھا ہے اس کی برات کے موافق میں نے کچھ چیز اس کو دے دی ہے۔
مولانا محمد اشرف منچریؒ آپ کا ارشاد اس طرح نقل کرتے ہیں : ؎

ہمہ عمر بودم بدُنیا فقیر　　در آخر روم ہم ازینجا فقیر

دُنیا میں میں ساری عمر فقیر ہی رہا ہوں اور آخر یہاں سے فقیر ہی جا رہا ہوں۔
آپؒ نے ایک رسالہ فقر پروان اردو۔ اور چار رسالے فقرنامہ۔ فقر دریا فقیر پرکاس اور فقیر پروان پنجابی نظم کئے ہیں۔ لکھتے ہیں:

نوشہ مرشد ایہہ فرمایا　　سو فقیر جس فقر کمایا
فَ فراغت قؔ قناعت　　رؔ ریاضت فقر کل طاعت
سو فقیر جو فارغ ہووے　　دل توں میل تعلق دھووے
کرے قناعت حرص نہ رکھے　　کھائے حلال حرام نہ چکھے
کرے ریاضت بندگی یاد　　آئی ہوئی تے رہے شاد
سو فقیر جو مرشد دا گولا　　ہوراں کرے رالا رولا
مرشد دی نت خادمی کرے
خدمت کیتے طالب ترے

لہٰذا آپؒ مقامِ فقر میں بہت بلند تھے۔ فقر کی تعریف میں کتبِ مشائخ میں بے شمار اقوال موجود ہیں۔ اس جگہ ایک بزرگ شیخ جمال الدین ہانسوی الخطیبؒ خلیفۂ حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر اجودھنیؒ کا ارشاد فقر کی تعریف میں نقل کیا جاتا ہے وہ اپنے رسالہ ملہمات میں لکھتے ہیں:

الفقر خلق شریف یتولّد منہ الصّلاح والعفّۃ والزّھد والورع والتّقوٰی والطّاعۃ والعبادۃ والجوع والفاقۃ والمسکنۃ والقناعۃ والمروّۃ

والفتوۃ والدیانۃ والصیانۃ والامانۃ والسھر والتھجد والخضوع والخشوع والتذلل والتواضع والتحمل والکظم والعفو والاغماض والاشفاق والانفاق والایثار والاطعام والاکرام والاحسان والاعراض والاخلاص والانقطاع و الانفصال والصدق والصبر والسکوت والحلم والرضاء والحیاء والبذل و الجود والسخاوۃ والخشیۃ والخوف والرجاء والریاضۃ والمجاھدۃ والمراقبۃ والموافقۃ والمرافقۃ والمداومۃ والمعاملۃ والتوحید والتھذیب والتجرید والتفرید والسکوت والوقار والمدارات والمواساۃ والعنایۃ والرعایۃ والشفقۃ و الحفاوۃ والشفاعۃ واللطف والکرم والتعقد والشکر والفکر والذکر والحرمۃ والادب والاعتصام والاحترام والطلب والرغبۃ والغیرۃ والعبرۃ والبصیرۃ والیقظۃ والحکمۃ والحسبۃ والھمۃ والمعرفۃ والحقیقۃ والخدمۃ والتسلیم والتفویض والتوکل والتبتل والیقین والثقۃ والغناء والاستقامۃ وحسن الخلق وکل فقیر وجدت فیہ ھٰذہ الصفات سمّی فقیراً کاملاً واذا فقدت لم یسم فقیراً۔ انتھی

ترجمہ: فقر ایسی شریف عادت ہے جس سے اصلاح، پاکدامنی، زہد، پرہیز گاری، تقوی فرمانبرداری، عبادت، بھوک کی عادت، فاقہ، مسکنت، قناعت، جوانمردی، دلیری، دیانت، گناہ سے بچنے کی عادت، امانت، شب بیداری، تہجد، عاجزی، خشوع، تذلل اور تواضع، تحمل، برداشت، درگذر، چشم پوشی، شفقت، انفاق، قربانی، کھانا کھلانا، مہربانی، احسان، اعراض، اخلاص، تنہائی، جدائی، سچائی، صبر، خاموشی، بردباری، رضا، حیا، انفاق سبیل اللہ، جود و سخا، خشیت، خوف اور امید، ترقی، کوشش، مراقبہ، موافقت، مرافقت، ہمیشگی، تعامل، توحید، تہذیب، خلوت، تفرد، سکوت، عزت، شہرت، محبت، عنایت، رعایت، شفقت، خدمت، شفاعت، نرمی، مہربانی، شکر، فکر، حرمت، ادب، اعتصام، احترام، طلب، رغبت، غیرت، عبرت، بصیرت، بیداری، حکمت، شوق، ہمت، معرفت، حقیقت، خدمت، تسلیم، تفویض، توکل، رجوع، یقین، پختگی، غنا، استقامت، اور حسن خلق جیسی بہترین عادات پیدا ہوتے ہیں۔ جس فقیر میں یہ عادات پائی جائیں تو وہ کامل فقیر ہے اور جس میں یہ عادات نہ ہوں وہ فقیر نہیں

مقامِ وراثۃ الانبیأ

حضرت قاضی سلطان محمود صاحبؒ قادری سہروردی مسند آرائے اوان شریف فرمایا کرتے تھے کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کو مقامِ وراثۃ الانبیأ حاصل تھا۔

ف: ابو داؤد و ترمذی میں بروایت ابو دردأؓ مروی ہے کہ فرمایا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے العلماء ورثۃ الانبیاء یعنی جماعتِ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ علماء دو قسم کے ہیں:

ایک عُلمائے رَاسخین: جن کو علمائے ربّانی، علمائے آخرت اربابِ باطن، صوفیاء، اولیأ اللہ کہتے ہیں۔

دوسرے عُلمائے غیر راسخین: جن کو علمائے نفسانی، علمائے دُنیا' اصحابِ ظاہر کہا جاتا ہے۔

مقدم الذکر علمائے راسخین صاحبِ حال ہیں۔ ان کا استناد کشف و عیان پر ہے اور موخر الذکر علمائے غیر راسخین صاحبِ قال ہیں۔ ان کا استدلال حجۃ و بُرہان پر ہے۔ ثواقب المناقب میں حضرت غوثِ اعظم کا ارشاد منقول ہے۔ اعلموا اخوانی انّ مستند الصّوفیّۃ الکشف والعیان لا الحجّۃ والبرھان

ترجمہ: بھائیو! جان لو کہ صوفیاء کا استناد کشف اور عیان پر ہے نہ کہ حجّت اور برھان پر

حضرت مولٰنا روم صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

گر باستدلال کارِ دیں بُدے ✤ فخرِ رازی رازدارِ دیں بُدے
لیک چوں مَن لَم یَذُق لم یدر بود ✤ عقل و تخیّلاتِ او حیرت فزود

تو اب ظاہر ہے کہ اس حدیث کا مصداق علمائے ظاہر تو ہو نہیں سکتے کیونکہ یہ علم کبھی منجر بفساد بھی ہو جاتا ہے۔ ؎

علم کہ از وے دو جہاں روشن ست ✤ طُرفہ از و رہبر و ہم رہزن ست

بلکہ اکثر فرقہ بندی اور حسد و ریاء و تصنع و کبر و عجب کو اس میں بڑا دخل ہے۔ اسی واسطے عالم کی گواہی دوسرے عالم پر شرعاً مقبول نہیں۔ کتاب ہدیہ مجددیہ میں ہے ذکر فی المبسوط فی مذہب مالک انہ لا یجوز شہادۃ القاری بعض العلماء لانہم اشد الناس تحاسداً و تباغضاً۔ ترجمہ۔ مبسوط میں ذکر کیا گیا ہے کہ امام مالک کے مذہب میں علماء کی گواہی ایک دوسرے پر درست نہیں کیونکہ علماء آپس میں سب سے زیادہ بغض اور حسد رکھتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے۔ اتقوا من علماء السوء۔ علماء سوء (شرانگیز علماء) سے بچو۔ نیز حدیث شریف میں ہے ان اشد الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء۔ سب سے شدید ترین شر علمائے شر ہیں اور سب سے بہترین خیر علمائے خیر ہیں۔ اور قوۃ القلوب میں حدیث شریف درج ہے۔ یکون فی آخر الزمان علماء یغلق علیہم باب العمل و یفتح علیہم باب الجدال یعنی آخری زمانے میں ایسے علماء ہونگے جن پر عمل خیر بند ہوجائے گا اور جنگ و جدل کا دروازہ عمل [illegible] کنز العمال جلد چہارم میں ہے کہ ابن عساکر نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شہادۃ المسلمین بعضہم علیٰ بعض جائزۃ ولا تجوز شہادۃ العلماء بعضہم علیٰ بعض لانہم حسد۔ یعنی بعض مسلمانوں کی بعض مسلمانوں پر گواہی جائز ہے لیکن علماء کی گواہی آپس میں ایک دوسرے پر درست نہیں کیونکہ علماء حاسد ہوتے ہیں۔

حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف کے دفتر اول مکتوب چہل ہفتم میں لکھتے ہیں" علمائے دنیا جن کا مقصود ہمہ تن دنیا کمینی ہے۔ ان کی صحبت زہر قاتل ہے اور ان کا فساد متعدی ہے۔ ؎

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند　　　او خویشتن گم است کرا رہبری کند

گذشتہ زمانہ میں جو بلا اسلام پر آئی وہ اس جماعت کی کم بختی کے باعث تھی۔ بادشاہوں کو انہوں نے ہی بہکایا۔ بہتر مذہب جنہوں نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا ہے۔

ان کے مقتدا اور پیش رو یہی بُرے علمأ ہیں۔ علمأ کے سوا ایسے لوگ بہت کم ہیں جو گمراہ ہوئے ہوں۔ اور ان کی گمراہی کا اثر اور لوگوں تک پہنچا ہو۔

ان احادیث پر غور کرتے ہوئے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیثِ وراثت کا صحیح مصداق علمائے باطن ہیں کیونکہ ان کا علم صلاح وتقویٰ و ورع کا مبدا ہے اخلاص خوف وتواضع و انکسار اس سے پیدا ہوتا ہے۔ جو اوصافِ انبیأ سے ہیں حضرت شیخ الاسلام خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر چشتیؒ فرماتے ہیں۔ الفقراء بین العلماء کالبدر بین کواکب السّماء۔ یعنی فقرار علماء کے درمیان اسطرح ہیں جیسے چودھویں کا چاند آسمان کے تاروں کے درمیان

کتاب مباہج لاعلام میں اس حدیث کے متعلق لکھا ہے۔ قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم العلماء ورثۃ الانبیاء فکلّ علیٰ قدر ارثہٖ وارثۃ علیٰ قدر نورہٖ ونورہٗ علی قدر نجحہٖ ونجحہٗ علیٰ قدر صفاء قلبہٖ وصفاء قلبہ علیٰ قدر معرفتہٖ بربّہٖ ومعرفتہ بربّہ علیٰ حسب ماسبق لہٗ من وجود حبّہٖ وَ حقیقۃ الارث ان ینتقل الموروث الی الوارث علی الصّفۃ الّتی کان بھاعندالمورث عنہ غیراِنّ علماء الباطن احقّ بالارث واولیٰ واقرب نسبۃ واعلیٰ لانّ علمہم تلزمہ الخشیۃ تکشفہ العظمۃ فکلّ صاحب علم لاخشیۃ لہٗ فلیس باھل ان یکون وارثًا قال صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم العلماء ورثۃ الانبیاء ای العلماء باللہ فان العلم باللہ یورث الخشیۃ۔ انتہیٰ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ علماء انبیار کے وارث ہیں تو ہر ایک اپنی وراثت کی مقدار پر وراثت کا حقدار ہے اور نورانیت کی مقدار پر نور کا حقدار ہے اور نور اس کی کامیابی کی مقدار پر ہے اور کامیابی اسکے قلب کی صفائی کی مقدار پر ہے اور دل کی صفائی اپنے رب کی معرفت کی مقدار پر ہے۔ اور رب کی معرفت رب کی محبت کی مقدار پر ہے اور ارث کی حقیقت یہ ہے کہ مورث وارث کے ملک سے تمام صفات کے ساتھ مورث عنہٗ کے ملک سے منتقل ہو جائے مگر باطن کے علمأ زیادہ حقدار ہیں۔ باقی ترجمہ

ص 298

اقوالِ مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیائے کرام کے حقیقی وارث یہی جماعت صوفیا ہیں جن کو علمائے راسخین کہا گیا ہے جنہوں نے کمالاتِ ولایت و نبوّت کو حاصل کیا۔ اور اتباعِ شریعتِ محمدیہ میں بدایت سے نہایت تک متمسک رہے۔ وہی مقامِ وراثۃ الانبیاء علیہ السّلام پر فائز ہوئے۔

حضرت نوشہ صاحبؒ کو یہ مقام بوجہِ اتم حاصل ہوا اور اس کی پوری حقیقت آپ پر منکشف ہوئی اور مقامِ وراثۃ الانبیاء کے حقائق سے متحقق ہوئے اسی واسطے آپ کو وارثُ الانبیاء بھی کہا جاتا ہے۔

مجدّدیتِ کبریٰ

آپ خلعتِ تجدید سے بھی سرفراز ہوئے اور ہزار سال کے مجدّدِ اکبر ہوئے۔ صاحبِ رسالۂ قادری نے لکھا ہے

"امام الائمہ آخر الزّمان، راہنمائے انس و جان، رونقِ باغِ قدسیان، رہبرِ دین مرشدِ راہِ متین، قطبُ الاقطاب حضرت حاجی محمّد نوشہ گنج بخشؒ ابنِ حاجی علاؤالدین قادری چشتیؒ امام الطریقہ ہیں آپ ہی سے خاندانِ پاک قادری مجدّدی نوشاہی ہے۔

اب غور طلب بات صرف اتنی ہے کہ نوشہ کے معنے کیا ہیں۔ تو لامحالہ یہی کہا جائے گا کہ نوشہ اور مجدّد کے ایک ہی معنے ہیں یا دونوں الفاظ مترادف ہیں پس ثابت ہوا کہ حضرتِ ممدوحؒ قادری خاندان میں دوسرے ہزار سال کے مجدّد تھے"

سننِ ابی داؤد و مسندِ حسن بن سفیان و مسندِ بزار و معجمِ اوسطِ طبرانی و کاملِ ابنِ عدی و مستدرکِ حاکم و حلیۂ ابونعیم و مدخلِ بیہقی میں بروایتِ حضرت ابوہریرہؓ مروی ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انّ اللہ یبعث لھٰذہ الامّۃ علیٰ راٰس کلّ مائۃ سنۃٍ من یجدد لھا امر دینھا (مشکوٰۃ باب العلم)

یعنی اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد مبعوث کرتا رہے گا جو امورِ دین میں تجدید کیا کرے گا۔

مرقاۃ الصعود شرح سُنن ابی داوٗد میں اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے۔

ناقول ھٰذا الحدیث اتفق الحفّاظ علیٰ صحتہٖ منہم الحاکم فی المستدرک

والبیہقی فی المدخل : ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کی صحت پر حفاظ نے اتفاق کیا ہے حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے مدخل میں اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ رسالہ منبئتہ بمن یبعثہ اللہ علیٰ راس المائۃ میں اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں۔ اتفق الحفّاظ علیٰ صحتہٖ ۔ یعنی حفاظ نے اس حدیث کی تصحیح پر اتفاق کیا ہے ۔ اور سید صدیق حسن خان محدثؒ حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں

وقد اتفق الحفّاظ علیٰ تصحیح ھٰذا الحدیث ۔

اس حدیثِ صحیح سے ثابت ہوا کہ ہر سو سال کے بعد ایک شخص عُلمائے راسخین سے منتخب کیا جاتا ہے جس کو مجدّد کہتے ہیں جو مسندِ نبوّت پر متمکن ہو کر ہدایتِ خَلق اللہ کیا کرتا ہے اور کفر و شرک و ضلالت و بدعات کی تاریکیوں کو مٹا کر اسلام کی حقّانیت کو ظاہر کرتا ہے تبلیغِ ظاہری کے علاوہ قوّتِ رُوحانی سے بھی دینِ حق کی ترویج و تجدید کرتا ہے ۔

مکتوباتِ امام ربّانی دفتر دوم مکتوب چہارم میں ہے کہ "مجدّد وہ ہوتا ہے کہ جو فیض اس مدّت میں اُمتوں کو پہنچا ہوتا ہے اسی کے ذریعے پہنچتا ہے ۔ خواہ اس وقت اقطاب و اوتاد ہوں اور خواہ ابدال و نجباء"۔

ف : اگر کوئی شخص کہے کہ ہزار سال کے مجدّد شیخ احمد سرہندیؒ تھے جیسا کہ عام مشہور ہے ۔ تو اس کے متعلق یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک صدی کے بعد تمام دنیا کے واسطے صرف ایک ہی مجدّد مبعوث ہو بلکہ ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں علٰحدہ علٰحدہ مجدّدِ دین کا ہونا ممکن ہے ۔ امام شہاب الدین ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں ۔ انّہ لا یلزم ان یکون فی راس مائۃ سنۃ واحد (یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک صدی کے بعد تمام دنیا میں ایک مجدّد مبعوث ہو) امام سیوطیؒ رسالہ منبئتہ میں لکھتے ہیں لا یلزم منہ ان یکون المبعوث علیٰ راس المائۃ رجلاً واحداً بل د

قد یکون اکثر۔ (یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک صدی کے بعد ایک مجدد مبعوث ہو بلکہ کبھی کبھی زیادہ بھی مبعوث ہوتے ہیں)
اور شیخ الاسلام بدرالدین ابدالؒ رسالہ "مرضیہ فی نصرۃ مذہب الاشعریہ" میں لکھتے ہیں۔ وقد یکون اثنین وجماعۃ ان لم یحصل الاجماع علی واحد بعینہٖ۔ (اور کبھی کبھی دو ہوتے ہیں اور بھی ایک جماعت۔ اگر بعینہٖ ایک پر سب متفق نہ ہو سکیں) اسی واسطے ہر ایک صدی کے سر پر متعدد مجددین ہوئے ہیں جن کی مجددیت کو جماعتِ علمائے تسلیم کیا ہے اور اپنی اپنی کتابوں میں اُن کے تذکرے کئے ہیں۔ چنانچہ کتاب نجم الثاقب وقرۃ العیون ومجالس الابرار میں ہر ایک صدی کے مجددوں کی مفصل فہرست مرتب ہوئی موجود ہے۔ اس جگہ تمام اسماء کا ذکر کرنا موجب طوالت ہے۔

نیز مجددین کے متعدد ہونے کی یہ بھی وجہ ہے کہ دینِ اسلام مختلف اجزاء سے مرکب ہے اور اس کے کئی شعبے اصول و فروع کے ہیں اس لئے ہر ایک امرِ دین کا علیحدہ مجدد ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ ہر ایک امر کی مجموعی خدمت کما حقہٗ سوائے نبی صاحبِ شریعت کے کوئی بجا نہیں لا سکتا۔ کیونکہ دائرۂ اسلام نہایت وسیع ہے اور مجددین فرداً فرداً اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں۔ حافظ سیوطیؒ مرقاۃ الصعود شرح سُنن ابی داؤد میں لکھتے ہیں۔ قال ابن الاثیر اختلف العلماء فی تاویل ھٰذا الحدیث کل واحد فی زمانہٖ واشار الیٰ قائم الذی یجدد للناس دینہم علیٰ رأس کلّ مأئۃ سنۃ وکان کل قائم قد مال الیٰ مذہبہٖ وذہب بعض العلماء الیٰ ان الاولیٰ ان یحمل الحدیث علیٰ وجہ العموم فان قولہ صلّی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلّم من یجدد لہا دینہا لا یلزم ان یکون المبعوث علیٰ رأس المائۃ واحد بل قد یکون واحدا وقد یکون اکثر فان انتفاع الامۃ بانفعہا وان کان انتفاعًا عامًا فی امور الدّین فان انتفاعہم لغیرھم ایضا اکثر مثل اولی الامر واھل الحدیث القرّاء والوعاظ واصحاب الطبقات فی الزھد ینفعون بالمواعظ علیٰ لزوم التقویٰ والزھد فی الدّنیا فالاحسن والاجود ان یکون ذٰلک

اشارۃ الیٰ حدوث جماعۃ من الاکابر المشہور بن علی اعلیٰ راس کل مائۃ سنۃ یجددون للناس دینھم و یحفظونہ علیھم فی اقطار الارض ولکن الذی ینبغی ان یکون المبعوث علیٰ راس المائۃ رجلاً مشہوراً معروفاً مشاراً الیہ فی من ھذہ الفنون و قد کان قبل کل مائۃ ایضاً من یقوم بامر الدین و انما المراد بالذکر من انقضت المائۃ وھو حی عالم مشہور مشار الیہ ۔ ترجمہ: ابن الاثیر نے فرمایا ہے کہ ہر دور میں علمائے اس حدیث کی تاویل میں اختلاف کیا ہے اور اس قائم کی طرف اشارہ کیا ہے جو ہر صدی کے بعد امورِ دین کی تجدید کرتا تھا۔ اور ہر قائم اپنے مذہب کی طرف مائل ہوتا تھا۔ بعض علمائے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث پاک کو عام سمجھنا چاہئے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول من یجدد لھا دینھا ۔ اس بات کو مستلزم نہیں کہ ہر صدی کے بعد ایک مجدد مبعوث ہو بلکہ اس سے زیادہ بھی مبعوث ہو سکتے ہیں کیونکہ امت کا نفع اگرچہ ایک نفع بخش سے امورِ دین میں عام ہے مگر امتیوں کا نفع اپنے سوا دوسروں کیلئے بھی اکثر و بیشتر ہے۔ جیسے اولوالامر اہلِ حدیث، قرآء، مقررین، اصحابِ طبقات زہد اور تقویٰ کے لزوم کا درس دیتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ اس حدیث میں مشہور اکابر کی جماعت کے مبعوث ہونے کی طرف اشارہ ہو جو ہر صدی کے بعد لوگوں کیلئے امورِ دین کی تجدید کریں ۔ اور زمین کے ہر ہر خطے میں ان کے دین کی حفاظت کریں لیکن زیادہ مناسب یہ ہے کہ ہر صدی کے بعد ایک ایسا مشہور اور معروف قائم مبعوث ہونا چاہئے ۔ ماثبت صفحہ 298 شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنے رسالہ اتحاف الاحبۃ ببیانِ حدیث المجتہد میں لکھتے ہیں "حقیقتِ محمدیؐ را دَوراتست مثل دَوراتِ فلکی و نہایتِ ہر دَورہ ماناکہ بر سرِ صد سال ست کہ ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد امر دینھا ۔ (بے شک اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائے گا اس امت کے لئے ہر صدی کے بعد جو امورِ دین کی تجدید کرے ۔)

ہر کرا کارے ملذ دست برآید کہ سببِ تقویت و تجدید و ترویج این امر گردد از ہر وادی کہ باشد داخلِ این بشارت ست وعلما و مشائخ و امرا و حکام وغیرہم

ہمہ مصدوق ایں عنوان اند و اعظم امور دریں باب ارشاد و ہدایت ست و تجدید و ترویج احکام سنت بالاتر ازیں کارے کہ مثمر سعادتِ ابدی و دولتِ سرمدی گردونیست“

حضرت شاہ غلام علی صاحب مجددی دہلوی اپنے مکاتیبِ شریفہ کے مکتوب ہشتاد ہشتم (اٹھاسی) [۸۸] میں لکھتے ہیں ” در حدیث شریف آمدہ کہ بعد ہر مائۃ مجددے پیدا شود کہ امر امت را تازہ مے نماید، مجدد در سلاطین چنانچہ عمر بن عبدالعزیز رح، و مجدد در امورِ دین در علماء چنانچہ امام شافعیؒ و مجدد در صوفیاء معروف کرخیؒ و مجدد در اسرارِ علم امام غزالیؒ و مجدد در افاضۂ فیض با کثرتِ خوارق حضرت غوث الاعظمؒ ایں مجدداں امرِ امت را تقویت فرمودہ اند، و شیخ جلال الدین سیوطیؒ در حدیث مجدد ست و علمِ حدیث را رواج بخشیدہ و حضرت مجددِ الف ثانیؒ در بیانِ مقاماتِ طریقت و حقیقت ممتاز اند“۔

اس طرح ہزار سال کے بھی متعدد مجددین کا ظہور ہوا۔ کیونکہ دنیا محلِ حوادث ہے ہر وقت و ہر لمحہ اس کے حالات میں تغیر و تبدل واقع ہوتا رہتا ہے لیکن ہزار سال کا زمانہ خاص طور پر انقلابِ طبائع و تغیرِ احوال میں غیر معمولی اثر رکھتا ہے۔ اس لئے ہزار سال کے بعد جو لوگ خلعتِ تجدید سے سرفراز ہوئے۔ نہایت اکمل اور عزیز الوجود تھے۔ امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب دو صد و بست نہم (دوسو نو) [۲۰۹] میں لکھتے ہیں ” جاننا چاہیئے کہ حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رحلت کر جانے سے ہزار سال بعد حضورؐ کی امت کے اولیا جو ظاہر ہوں گے۔ اگرچہ وہ قلیل ہوں گے مگر اکمل ہوں گے تاکہ اس شریعت کی تقویت پورے طور پر کر سکیں“

نیز مکتوبات دفتر دوم مکتوب چہارم [۴] میں لکھتے ہیں کہ ” ہر سو سال کے بعد ایک مجددِ اکبر گذرا ہے لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور، جس قدر سو اور ہزار کے درمیان فرق ہے اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ دونوں مجددوں کے درمیان

فرق ہے۔

مجددیتِ الف: ان حوالجات بالا سے معلوم ہوا کہ ہزار سال کے مجددین سَو سال کے مجددوں سے اعلیٰ و افضل و مثیلِ صحابہ و نائب و قائم انبیائے اولوالعزم تھے اور جیسا کہ گذشتہ نو صدیوں میں سلسلۂ مجددین چلا آیا، اور ایک صدی کے سر پر متعدد مجددین مبعوث ہوئے اسی طرح ہزار سال کے گذرنے پر مندرجہ ذیل مجددوں کا ظہور ہوا۔

حضرت مولٰنا ابو الحسنات محمد عبدالحی فاضل لکھنوی کی کتاب مجموعۃ الفتاوٰے جلد دوم میں ہے "از معائنہ خلاصۃ الاثر فی اعیان قرن الحادی عشر وغیرہ واضح ست کہ از مجددینِ الف شہاب الدین رملیؒ و ملّا علی قاریؒ وغیرہ بودند وبس، واللہ اعلم"۔ یہاں فاضل لکھنویؒ نے حضرت شیخ احمد سرہندی کا نام نہیں لکھا۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ مجدد نہیں تھے بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ دوسرے بزرگوں کو بھی یہ شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی ذاتِ سراپا کمالات بھی مجددِ الف ہوئے اور سب کے وجود سے دینِ اسلام کو تقویت پہنچی۔

ہر ایک مجدد نے دینِ حقّہ کی بڑی خدمت کی حضرت ملّا علی القاری حنفیؒ نے فقہ کی تجدید کی۔ اور حضرت مولٰنا شہاب الدین رملیؒ نے حدیث کی اشاعت کی۔ اور حضرت شیخ احمد سرہندی نے اسرارِ توحید و طریقۂ سلوک کو زندہ اور حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش حنفیؒ نے طریقِ جذب و اجتبا، علومِ باطن، تصفیۂ قلوب عباد اللہ، تکمیلِ روحانیت، عشقِ حقیقی کی تجدید فرمائی۔

اور یہ بات اظہر و اجہر ہے کہ بہ نسبت تکمیل ظاہر کے تکمیلِ امورِ باطن کہ مدارِ نجات اُس پر ہے زیادہ مفید و کار آمد ہوتی ہے اور دین کا یہ جزو سب سے ضروری اور بڑا ہے جس مجدد نے اس کام کی خدمت کی۔ وہ مجددِ اکبر ہوا۔ اور بتواتر ثابت ہے کہ یہ کام حضرت نوشہ صاحبؒ کی ذات نے ہی کیا۔ لہٰذا ہزار سال کے مجددِ اکبر آپ ہوئے۔

مقامِ جمع الجمع

آپؒ نے فرمایا کہ اے دوستو! مجھے کوئی چیز نظر میں نہیں آتی۔ (شریف التواریخ بحوالہ رسالہ احمد بیگ)

مطلب یہ کہ سوائے خدا تعالیٰ کے مجھے کوئی چیز مشہود نہیں ہوتی۔ یہ کلام آپ کا مقامِ جمع الجمع سے خبر دیتا ہے اور بمتابعتِ مرتضوی آپ کو عنایت ہوا ہے۔ اور بعینہٖ شاہِ ولایت علیہ السلام کے کلام کے مشابہ ہے۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے۔ ما رایت شیئاً اِلّا رایت اللّٰہ معہٗ یعنی میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا مگر اللہ تعالیٰ کو اس کے ساتھ دیکھا ہے۔

ف: کتاب تعلیمِ غوثیہ المعروف بہ مرأۃ الوحدت میں ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے سالک کو فنا سے ترقی دیتا ہے اور بقا عنایت فرماتا ہے۔ اور اپنے نورِ ذاتی سے اس کو باقی کرتا ہے تو اس مرتبہ کو جمع الجمع و حیرتِ کبریٰ و بقا باللہ کہتے ہیں۔ چونکہ حال و مقام اربابِ قلوب کے خواص سے ہے اور مقام جمع الجمع مقامِ دل کشا ہے۔ پس جمع اصطلاح صوفیائے کرامؒ میں مقابلِ فرق کو کہتے ہیں اور فرق مراد ہے احتجابِ حق بخلق، یعنی خلقت کو دیکھنا ہے اور حق کو من کل الوجوہ غیر جانتا ہے یہ مرتبہ علم الیقین مقامِ کاملین کا ہے۔ اور جمع عبارت ہے مشاہدہ حق بے خلق سے، یہ مرتبہ فنائے سالک ہے۔ لیکن جب تک سالک کی ہستی قائم ہے شہودِ حق بے خلق نہیں ہو سکتا کہ ہستیٔ سالک بھی جملہ خلق میں سے ہے۔ یعنی جب تک شہود میں سے اپنی ہستی نہ جاتی رہے شہودِ حق بے حجابِ خلق میسر نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر سالک ہر دو عالم کو نہ دیکھے اور اپنی ہستی کو دیکھتا ہے تو ابھی فنائے اتم کو نہیں پہنچا خود باقی ہے۔ یہ مرتبہ عین الیقین مقام اکملین کا ہے اور جمع الجمع مقصود ہے۔ شہودِ حق قائم بخلق ہے۔ یعنی سالک ذاتِ حق کو جمیع موجودات میں مشاہدہ کرتا ہے جس نے جا بجا بصفاتِ مختلفہ ظہور کیا ہے اور بقا باللہ سے یہ مطلب ہے کہ بعد الفناء رجوع الی البدایۃ یعنی فنا کے بعد سالک ہوشیار ہو کر بدایت و ابتدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور بدایت کہ مرتبہ تفرقہ

ہے یعنی ادراک من حیث التعینات ہوتا ہے۔ نظر بلندی کی غیر ظاہر مظاہر پر پڑتی ہے اور یہ مقام موجبِ غفلت ہے اور جب سالک اپنی بیخودی و فنائے اتم کے بعد قیود و تعینات و تشخصات سے باہر آ کر پھر اعتبار تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس وقت سالک کی نظر اوّل ظاہر پر کہ ذاتِ مطلق ہے پڑتی ہے پھر اس کے نورِ ذاتی سے تعینات و تشخصات کو دیکھتا ہے اوّل کو یعنی صاحب جمع کو صاحب حال اور ثانی کو صاحبِ جمع الجمع کہتے ہیں۔ اگرچہ حالتِ جمع الجمع سالک کو بسبب کشف کے صاحبِ حال کرتی ہے اور یہ ہر دو مرتبہ باعتبار تعینات ہمد گر شریکِ حال ہیں۔ لیکن بتامل فرقِ بیّن پایا جاتا ہے کیونکہ صاحب حال و صاحبِ جمع الجمع کو اگرچہ خلق و حق ہر دو کا شہود ہوتا ہے لیکن صاحبِ حال یعنی اکمل کو شہودِ خلق میں حق پوشیدہ ہو جاتا ہے اور شہودِ حق میں خلق اور صاحب جمعین یعنی مکمّل کو ایک کے شہود میں دوسرا غائب نہیں ہوتا۔ اور حجاب میں نہیں پڑتا۔ بلکہ ہر دو کو جمع الجمع مشاہدہ کرتا ہے اس مقام کو بقا باللہ اور فرق بعد الجمع و سیرِ کبریٰ و صحو بعد المحو و حق الیقین کہتے ہیں۔ یہ انتہائے مراتبِ عرفان میں سے ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ فرق سے یہ مراد ہے کہ سالک کے لئے خلق حجابِ حق ہو اور جمع سے یہ غرض ہے۔ کہ سالک کے لئے حق حجابِ خلق ہو اور جمع الجمع سے مطلب یہ ہے۔ کہ سالک کے لئے نہ تو خلق حجابِ حق ہو، اور نہ حق حجابِ خلق ہو۔ بلکہ خلق عین حق اور حق عین خلق منکشف ہو۔ ؎

مقامِ دلکشائش جمع جمع ست ؛ جمالِ جاں فزائش شمع جمع ست

پس عارفِ مکمّل ہستی حق کو جمیع اوقات و احوال میں مشاہدہ کرتا ہے اور اثنینیت و غیریت سالک کی نظر سے اصلاً مفقود و ساقط ہو جاتی ہے۔ اس مرتبہ میں نہ اشیاء حجابِ رویتِ حق ہوتی ہیں نہ رویتِ حق حجابِ اشیاء، کیونکہ عارف حقیقتِ انسانی میں جو مرتبۂ الوہیت سے پہنچ گیا ہے اور جس طرح الوہیت کو وجوب و امکان مساوی ہے اسی

طرح اس عارفِ مکمل کو بھی خلق وحق میں حجاب نہیں رہتا۔ مخلوق کو معدوم محض اور حق کو موجودِ مطلق دیکھتا ہے اور بطورِ حق الیقین جانتا ہے کہ مطلق نے ان وہمی قیدوں میں مقیّد ہو کر عبودیت کا اقرار کیا ہے۔ یہ مرتبہ عبدیّت و خلافتِ حق ہے۔ کہ بندگانِ حق کو حق کی تعلیم فرماتا ہے۔ ظاہر میں عبد اور باطن میں حق ہوتا ہے گو دراصل ابتدا و انتہا میں ذات کو کچھ تغیّر و تبدّل نہیں ہوا۔ جو تھی۔ وہی ہے۔ البتہ علم کا فرق ضرور ہے اور قابلِ سند ہے۔ یہ مقام برزخ البرازخ ہے کہ وجوب و امکان اعتدال کے مرتبہ پر ہوں کہ ایک کو دوسرے پر غلبہ نہ ہو۔ مرج البحرین یلتقیٰن بینھما برزخ لا یبغیٰن (الرحمٰن) اس مقام میں سالک کو کثرتِ آئینہ وحدت اور وحدت آئینہ کثرت بن جاتی ہے۔ یعنی وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت دیکھتا ہے۔ اور عارفِ متصرفِ عالم وسخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض (الجاثیہ ع ۲) کا مصداق بن جاتا ہے اور صاحبِ اختیار ہوتا ہے۔ جب چاہتا ہے تجلّیٔ حق کو اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے اور جس صفت میں چاہتا ہے متصف ہو کر ان صفات کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ متصف بصفاتِ حق و متخلق باخلاق اللہ ہو گیا ہے۔ اس لئے حضرت امیر المومنین علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ما رأیت شیئاً الا رأیت اللہ معہٗ یعنی نہیں دیکھا میں نے کسی شے کو مگر دیکھا میں نے اللہ کو اُس شے کے ساتھ وھو معکم این ما کنتم (الحدید ع ۱) اس معیّت کو دیکھنا چاہیئے اور یہی قابلِ اعتبار ہے۔ ؎

ہست رب الناس را با جانِ ناس ؛ اتصالے بے تکیف بے قیاس

جیسے رویتِ کثرت میں سالک وحدتِ حقیقی سے محتجب نہیں ہوتا۔ ایسے ہی رویتِ وحدت میں بھی کثرت سے محتجب نہیں ہوتا۔ چنانچہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

فرق چہ بود عین غیر انگاشتن ؛ جمع غیرش را عدم پنداشتن

صاحب تقلید اہلِ فرق داں ؛ کو ندید از حق دریں عالم نشاں

ہر کہ گوید نیست کلی ہیچ غیب ؛ در لقین اوست مسجد عین دیر

جمع جمع ست آنکہ مے بیند عیاں ۔۔۔ در مرایا بے ہمہ فاش ونہاں !
صاحبِ جمع ست بیشش نیست فرق ۔۔۔ جانِ او در بحرِ وحدت گشت غرق
رتبۂ اوّل بکامل ہست و بس ۔۔۔ بر دوم اکمل جزا و حق نیست کس
مرتبہ ثالث مکمل لائق ست ۔۔۔ زانکہ او از ہر دو اوّل فایق است

اگرچہ کسی مرتبہ و مقام کی حد و نہایت نہیں صوفیائے کرامؒ نے اس مرتبہ کو انتہائے مقام عرفان لکھا ہے اور یہ مرتبہ سالکِ مطلق کا ہے۔

مقامِ فناءُ الفنا

آپؒ کو یہ مقام اسقدر حاصل تھا کہ آپ کو بشارت ہوئی کہ تمہارا کلام ہمارا کلام ہے۔ چنانچہ کشکولِ نوشاہیؔ میں ہے کہ جس وقت حضرت نوشہ صاحبؒ کو دربارِ خداوندی میں حضوری کا شرف حاصل ہوا۔ عرض کیا یا الٰہ العالمین ! اپنے کلام سے مجھے بھی کچھ عطا فرما۔ آواز آئی اے نوشہ ! ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا ہوا ہے کہ آپؐ کے بعد کسی کو پیغمبری نہ دیں گے اور نہ ہی اپنا کلام بھیجیں گے۔ ہمارا کلام قرآن ہے۔ تم اسی کو پڑھو، مگر جو عرض تم نے کی ہے تمہارے سوال کو رد کرنا بھی ہماری درگاہ کے مناسب نہیں۔ کیونکہ ہم نے فرمایا ہوا ہے کہ جو کچھ مجھ سے طلب کرو گے میں دوں گا پس آج کے بعد آخر عمر تک جو کچھ تم بولو گے وہ زبان تو تمہاری ہو گی۔ مگر وہ کلام ہمارا ہوا کرے گا۔

(شریف التواریخ جلد سوم حصہ اوّل)

عَمَلیات

آپ کے حالاتِ طیبہ کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عامل نہیں بلکہ کامل تھے بغیر کسی خاص عمل کے آپ کی زبان کا فرمودہ ہی عمل کی خاصیت رکھتا تھا۔ اس لئے آپ کو عملیات سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی مگر تاہم بعض آیات کلام اللہ با اعدادِ اسمائے حسنیٰ سے کئی مواقع پر استفادہ کرتے تھے۔

برائے دفعِ وبائے حیوانات

آپ نے فرمایا ہے کہ اگر مال میں وبا پڑ جائے تو ذیل کی آیت شریف پڑھ کر آملہ جات، بہیڑہ جات پر دَم کر کے ایک کوری ہنڈیا میں پانی ڈال کر بھگو دے۔ چند ساعت کے بعد مویشیوں پر منہ کی طرف سے کھڑا ہو کر اُن پر چھڑکائے۔ صبح و شام یہ عمل کرنے سے انشاءاللہ تعالیٰ وباء دفع ہو جائے گی۔

آیت شریف یہ ہے۔ انّ البقر تشابہ علینا و انّا ان شاء اللہ لمھتدون (البقرہ ع ۸)

برائے جمیع مقاصد

منقول ہے کہ یہ تعویز مربع اسمائے الٰہی وَھَّابُ اور وَدُوْدُ کے اعداد کا نقشِ معظم ہے آپ کا دستور العمل تھا۔ اور ہر ایک کام کے واسطے آپ اس کو استعمال فرمایا کرتے تھے۔ نقشِ معظم یہ ہے۔

۷۸۶

۴	۱۵	۱۰	۵
۹	۶	۳	۱۶
۷	۱۲	۱۳	۲
۱۴	۱	۸	۱۱

——— آپ کی زبان سے ایک عمل بیاض قلمی میں درج ہے۔ جو آپؒ کی اپنی تصنیف ہے۔ اور تمام حاجات مثلاً دفع جادو، تسخیرِ جنات و دیو پری و متھوری اعداد۔ دفع نظرِ بد۔ دفع مرض اٹھرا قضائے جملہ مقاصد، حصولِ جملہ مرادات۔ حفظ از جمیع آفات۔ زبان بندی حاسداں و دشمناں۔ دولت مندی اور فتحمندی وغیرہ کے لیے کافی اور وافی ہے۔ اور مکمل سیف اللہ اور حرزِ کامل ہے۔ اس کا نام آپ نے "منت شہانا" رکھا ہے یعنی یہ شاہی عمل ہے۔

منت شہانا ہژدہ ہزار عالم نے مانا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

واہ مرشد جی سچے بادشاہ مرشد جی !

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کلمہ پڑھا رسول کا آفت بھئی فناہ ھ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ - بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَآءِ - بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ - نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ - فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ - وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ - وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ - سَيَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ -

ھ

اللہ مرشد آدم طالب — جیا جون سارے پر غالب
مرشد طالب کو دی خلافت — طالب سوں بھاگی کُل آفت
کچھ بھاگی کچھ مرنے پڑی — جو اٹکی سو پل میں جھڑی
آدم بھیا صاحب کا روپ — جن بھوت کو دیا دھوپ

جن بھوت اُٹھ چونٹیں لاگا — بَل چھَل تھا سو سبھی تیاگا
دیو پری آدم کا حکم مانا — جس ناں مانا سوئی پچھتانا
جس کو راکھے آپ خداؤ — تس ناں لاگے تاتی باؤ
پاک محمد کا آدم اگوانی — جا کی آن تین لوک مانی
جو نہ مانے محمد کی آن — اُس پر پڑیں غیب کے بان
جب آدم اگوانی ہو آیا — دیو پری کا حکم اٹھایا
گھوڑے ہاتھی تابع کئے — پرند چرند قابو کر لئے
آدم پڑھی حق کی کلام — دفع ہو گئی آفت تمام
پاک محمد کا بخشی سلیمان — جس نے جیتا کُل جہان
ایک لاکھ اَسی ہزار پیغمبر — سب موں حضرت شاہ اکبر
حضرت کے اصحاب اُمراء — تن کے اگوانی اور فقراء
اُن میں ایک نوشہ فقیر — جس کا پیر پیر دستگیر
مرشد حضرت شاہ سلیمان — جا کی دھانک ہند خراسان
شاہ سلیمان کا نوشہ سچیار — منتر پڑھے پکار پکار
سَیفی پھرے سَیفی چلے — سَیفی دُوت دُشمن مَل دَلے
روگ سوگ پاپ سراپ — سب میٹے مرشد کا ملاپ
آنجھل سایہ چھوڑ کر اُوڑایا ! — نظر ہنکار پل موں ہٹایا
قلندر کا شاہ پہنچے کروڑ — خبر پہنچی پاک حضور
پاک حضور سوں چڑھی بھجوائی — کلمہ حضرت کا پڑھتی آئی
اور کا لکھیا پڑھیا کیا کرایا — جنتر منتر تنتر کا عمل گوایا
ایک چلے منت شہانا — ہژدہ ہزار عالم موں مانا

نَاں رہیا جَادُو نَاں جَادُوگر! | اب جادو سحر کا خوف نہ ڈر
باندھے جگت کے کھانڈے دھار | اُلٹ پڑے پری کا وار
ہم پر کرے سو اس کو لاگے | ماتھے لگے سو وِیر تیا گے
یا مرے یا ٹلے یا بھاگے | ڈنگ دانت کا زہر نہ جاگے
آنکھ دانت اور بانجھ بے کار | اُڑکے پڑت سمندر سوں پار
عربی فارسی ہندی تُرکی | جو ہم پڑھیں سو بانی دُھر کی
اور پڑھے سو کچھو نہ ہوئے | لاکھوں جتن کرے جو کوئے
طالب بھیا مرشد کا پوُت | تا کو پوہ نہ سکے جمدوت
کلمہ کے لشکر کلمہ کے ہتھیار | کلمہ کا جھنڈا کلمہ کا سار
کلمہ کا ڈنکا کلمہ کا تخت | درگہ والے کے کلمہ سوں لگا بخت
کلمہ سوں فتح کلمہ سوں پناہ | لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ
منت شہانا پڑھے جو کوئے | دِن دِن سوا سوایا ہوئے
منت شہانا پڑھے پڑھائے | اَن دُھن پائے سو پائے
جو چاہے سو حاضر ہوئے | تا کی حاجت اٹکے نہیں کوئے
پل میں حاضر ہوئے مُراد | پڑھن پڑھانے کا ایہی سواد
صاحب چاہے صاحب پائے | دُنیا مانگے دُنیا مِل جائے
پڑھے سو چڑھے اڑے سو جھڑے | جو منہ مانگے سو حق سوں کھڑے
چوسٹھ جوگنی . بونجہ بیر | سو مانیں جو کہیں فقیر

ہماری پڑھت، مرشد کی چڑھت۔ پڑھو منتر مہتر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا، تیرا باچا پھرے تن کاچا۔ قول ساچا۔ پیر کی پھرے فقیر کی نہ پھرے۔ بحقِّ ذُوالجلالِ والاِکرام۔ بحقِّ مُحَمَّدٍ علیہِ السّلام۔ بحقِّ غالِبِ کُلِّ غالِب۔ علیِّ ابنِ اَبی طالِب۔ سُبحانَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

وظیفہ حق

یہاں آپ کا ایک وظیفہ بھی "کتاب شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول" سے درج کیا جاتا ہے۔ جو آپ کی زبان سے منقول اور تحریر ہے۔ جس سے حقیقت و توحید میں آپؒ کے مقام کی رفعت ظاہر ہو رہی ہے۔

اوّل حق۔ آخر حق، باطن حق۔ ظاہر حق۔ ایتھے حق۔ اوتھے حق۔ جتھے کتھے حقّو حق۔ اھا بھی حق، ہے بھی حق، ھوسی بھی حق، دسیوے حق، سنیوے حق، اکھیوے حق، لکھیوے حق، پڑھیوے حق، کلمہ حق، کلام حق، ذات حق، صفات حق، نام حق، یاد حق ناد حق۔ اللہ ھک محمّد برحق۔

آپ جس وقت وظیفہ ختم کرتے تو یہ الفاظ فرمایا کرتے۔

ہ

وحدت دا ساون لگّا وسے حق وحق
نوشہ حق سمایا رہیا نہ کوئی شک

کرامات

آپ کی کرامات لاتعداد ہیں۔ صاحبِ تذکرۂ نوشاہیہ نے لکھا ہے۔ لوکان البحر مداداً و بنان الخلق اقلاماً و صرفوا الاعمار فی الترقیم لما کتبوا حرفاً من الوف خوارقہ العظیم۔

یہاں چند کرامات آپؒ کی درج کی جاتی ہیں:۔

شیر خوارگی میں اتباعِ شریعت

کتاب ذکر الائمہ (نسب نامہ سادات قلمی) میں حضرت نوشہ صاحبؒ کے زمانہ شیر خوارگی کے متعلق ایک روایت آپؒ کی والدہ ماجدہؒ کی زبان مبارک سے نقل کی گئی ہے۔

"حضور (نوشہ صاحبؒ) کی والدہ صاحبہ کئی مرتبہ فرمایا کرتی تھیں۔ کہ جب میرا بچہ پیدا ہوا۔ تو رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ دن کو پستان نہ چوستا اور دودھ بھی ہرگز نہ پیتا"

تصرّف

تصرف کہتے ہیں اختیارِ کامل کو۔ جو ایک زبردست طاقت کی طرف سے تمام اشیاء مثلاً ارواح و اشباح پر عطا شدہ ہو۔ ان تصرفات کو تصرّف فی الوجود کہتے ہیں اور یہ حضرت نوشہ صاحبؒ کو بدرجۂ کمال حاصل تھے۔

احیائے اموات

ایک روز حضور مسجد کی تعمیر کروا رہے تھے۔ مزدور لوگ کام میں مصروف تھے۔ اور آپ بحالتِ استغراق پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اُستاجانی نجار لکڑی چیر رہا تھا۔ لکڑی بڑی تھی۔ اس کو ارہ کرتے (چیرتے) وقت دونوں تختوں کو جدا کرنے کے لئے درمیان پھاناں لگایا ہوا تھا۔ اُستاجانی اس کو اڈّا سے نیچے اُتر کر مضبوط کرنے لگا کہ ناگہاں وہ پھاناں اُڑ گیا۔ اور اُس کا سر درمیان آگیا۔ اور وہ لٹکنے لگا۔ لوگوں نے اس کو لکڑی سے نکالا اور شور و غوغا ہوا کہ

فلاں ترکھان فوت ہوگیا ہے۔ آپؒ نے سُنا تو اُٹھ کر اُس کے سَر کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا کہ اُس کا سر پاش پاش ہوگیا ہے۔ حضورؒ نے اپنے ہاتھ مُبارک سے اُس کا سر درست فرمایا اور ایک باریک لکڑی لے کر اُس کے کانوں اور ناک میں ڈالی۔ اور جو مغز اُس کا باہر بہہ کر نکل آیا تھا، اُس کو ٹھیک کیا، اور فرمایا " بھائی مَرنے کو اور بھی وقت بہت ہے۔ اب فقیروں کی بدنامی نہ کرو۔ اور حاضرین کو فرمایا، کہ اس کے اُوپر چادر ڈال دو۔ چنانچہ چادر ڈالنے کے فوراً بعد وُہ زندہ ہوگیا اور اُس کے بعد وُہ چھ سات سال تک زندہ رہا۔ (تذکرہ نوشاہیہ، ثواقب المناقب، کنزالرحمت، ضیاالعارفین، رسالہ احمد بیگ)

چَوپان کو زِندہ کرنا

کنزالرحمت کے حوالے سے منقول ہے کہ ایک شخص شہمیر نام کا آپ کی گائیں چرایا کرتا تھا اور نہایت مخلصین سے تھا۔ ایک دن عرض کرنے لگا یا قبلہ! کوئی شخص عالم ہے۔ کوئی زاہد ہے۔ کوئی عاشق ہے کوئی معشوق ہے، کوئی عابد ہے۔ مُجھ میں کوئی وصف نہیں۔ جب قبر میں مجھ سے سوال کریں گے تو میں کیا جواب دوں گا آپ نے فرمایا۔ اچھا جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ صُبح کو امرِ الٰہی سے اُس کا انتقال ہوگیا، اُس کے متعلقین نے اُس کی تجہیز و تکفین کی حضرت نوشہ صاحبؒ کو جب خبر ہوئی تو اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے فرمایا! اے چوپان! جلدی باہر آؤ۔ ہماری گائیں تمہارے لئے منتظر کھڑی ہیں، اسی وقت حکمِ الٰہی سے قبر شق ہوگئی اور وُہ زندہ باہر نکل کر قدمبوس ہوا۔ آپ نے پُوچھا بتاؤ، قبر میں کیا کچھ گذرا۔ اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت جس وقت مجھ کو دفن کر کے چلے گئے تو فوراً منکر نکیر آ گئے اور مجھ سے خُدا اور رسُول و دین کے متعلق سوال کیا میں نے کہا کہ میں کوئی کام نہیں جانتا۔ صرف اپنے پیر حضرت نوشہ حاجیؒ کا اسمِ گرامی جانتا ہوں وُہ میرے پاس نشانی موجود ہے۔ جب انہوں نے آپؒ کا نام سُنا تو میرے پاس سے چلے گئے اُسی وقت میرے لئے جنت الفردوس کا دروازہ کُھل گیا، میں داخل ہونے کو تیار تھا کہ

آپ کی آواز پہنچی اور میں دوڑ کر آپ کے پاس حاضر ہو گیا۔ (کنز الرحمت ص۱۷)

ہلاکتِ مویشیاں

منقول ہے کہ اوائل حال میں آپ کے دولت خانہ میں دو بھینسیں ہوا کرتی تھیں آپ رات کا پہر رہتے ہوئے اُن کو بیلہ میں چرانے کے واسطے لے جاتے اور خود کنارۂ دریا پر مشغولِ عبادت ہو جاتے ایک روز چوہدری مہماں تارڑ کا چوپان آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا حضرت! اگر آپ بھینسیں میرے مویشیوں میں داخل کر دیویں تو میں اِن کو بھی چرا لایا کروں گا۔ اور آپ بفراغ خاطر عبادت کیا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ چوہدری مہماں کی چراگاہ ہے اور وہ بہت جابر شخص ہے ایسا نہ ہو کہ وُہ تجھے تکلیف پہنچائے۔ چوپان نے عرض کیا کہ یا حضرت! اُس کی تین سو بھینسیں ہیں اُن میں سے دو بھینسوں کو وہ کس طرح پہچان سکے گا۔ چنانچہ وُہ لے گیا۔ ایک دن چوہدری مہماں کا اتفاقیہ وہاں سے گذر ہوا۔ دیکھا کہ وہ دونو بھینسیں دوسرے مویشیوں سے علیحدہ چر رہی ہیں۔ چوپان کو بُلا کر دریافت کیا۔ اُس نے خوف سے سچ سچ بتا دیا۔ کہ یہ نوشہ صاحبؒ کی بھینسیں ہیں۔ چوہدری نے چوپان کو سخت طمانچہ مارا اور زجر و توبیخ کی۔ نیز کہا کہ میں اُن سے بھی سمجھ لوں گا۔ چنانچہ چوپان نے یہ سرگذشت نوشہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آگے بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم نے تو تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ ظالم شخص ہے۔ چوپان نے عرض کیا کہ مجھے اپنا تو کچھ فکر نہیں، صرف اس بات کا خوف ہے کہ وُہ آپ کو نہ تکلیف پہنچائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا خُدا حافظ ہے اور جو تیرے ساتھ اُس نے ظلم کیا ہے اُس کا ثمرہ بھی دیکھ لے گا۔ چنانچہ ایسا امرِ الٰہی ہوا کہ دو تین دن میں اُس کی ایک سو چالیس بھینسیں مر گئیں۔ پھر وہ بمعہ متعلقین آپ کی خدمت میں آ کر معافی کا خواستگار ہوا۔ اُس روز سے تمام لوگوں کے دل میں نوشہ صاحبؒ کا ادب جاگزین ہوا۔ (رسالہ احمد بیگ)

تصرّف فی الاشباح

منقول ہے کہ آپ ہمیشہ دریا کی طرف اکثر آمد و رفت رکھا کرتے تھے اور یہ آپ کا طریقہ تھا کہ چلنے میں نظر بر قدم رکھتے وائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے اور عزیب لوگوں کو سلام میں سبقت کرتے اور اہلِ حکومت سے کنارہ کش رہتے۔ ایک روز دریا کی طرف جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک نشستگاہ (بیٹھک) تھی، وہاں ایک چکلہ دار بیٹھا تھا۔ آپ نے اس کو کوئی سلام تسلیم نہ کیا اور آگے گذر گئے۔ اُس نے لوگوں سے کہا یہ شخص بڑا مغرور معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کوئی سلام و آداب نہیں کیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ درویش بزرگ ہیں۔ کسی سے اُلفت نہیں رکھتے۔ دُنیا و اہلِ دُنیا سے مجتنب رہتے ہیں۔ چکلہ دار نابکار نے اپنی حکومت کے غرور سے گستاخانہ کہا کہ وُہ اب اِس راہ سے واپس آیا، تو میں اُس کی گردن کا مُہرہ درست کروں گا۔ کسی شخص اخلاص مند نے جا کر آپؒ کے آگے یہ تمام سرگزشت بیان کی اور کہا کہ اب آپؒ واپس جاتے ہوئے کسی دوسرے راستہ سے گذریں۔ ایسا نہ ہو کہ وُہ تکلیف پہنچائے۔ آپ نے متبسم ہو کر فرمایا۔ کہ فقیروں کی گردن کا مُہرہ تو خُدا نے درست کر دیا ہوا ہے۔ جس کا مُہرۂ گردن نادرست ہوگا، وہی درست ہوگا۔ آپؒ کے یہ الفاظ فرمانے ہی تھے کہ چکلہ دار کی گردن کا مُہرہ ٹوٹ گیا اور اُس کا سر پیچھے چلا گیا اور ہرگز بہتر نہ ہو سکا۔ (شریف التواریخ)

سَلبِ اَمراض

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے شیخ عالی جاہ حضرت سخی بادشاہؒ کے ہمراہ بارِ گوندلاں کا سیر فرماتے ہوئے موضع دیووال میں پہنچے وہاں کا نمبردار اُن کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا کہ یا حضرت میرا ایک فرزند ہے اور عرصہ سے بیمار ہے۔ چالیس روز گذر چکے ہیں۔ کہ اس نے منہ میں بھی کوئی چیز نہیں ڈالی۔ صرف چمچہ سے پانی اُس کے منہ میں ڈالتے ہیں۔ اکثر بے ہوش رہتا ہے پانچ چھ گھڑی کے بعد آنکھ کھولتا ہے۔ صرف رمق باقی ہے زندگی کی کچھ اُمید نہیں۔ اگر آپ سرکارؒ دعا فرماویں تو شاید قبول ہو جائے۔ حضرت سخی بادشاہؒ نے فرمایا۔ وُہ لڑکا تندرست

ہو جائے گا۔ ہمارے درویش کو لے جاؤ یہ علاج کرے گا اور آپؒ کی طرف دیکھ کر فرمایا ! میاں حاجی محمدؒ ! جاؤ بزرگ کام بزرگوں سے ہی ہوتے ہیں۔ آپ تسلیمات بجا لاکر اُن کے گھر چلے گئے اور بیمار کی چارپائی کے قریب بیٹھ گئے اور پوچھا کہ کلام بھی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اُس کی والدہ نے کہا حضرتؒ اس پر بوجہ کمزوری آنکھ کھولنا بھی مشکل ہے۔ کلام کیسی ؟ آپ نے فرمایا اِس کو بلاؤ تو سہی۔ والدہ نے بلایا کہ بیٹا ! شاہ حاجی محمدؒ آئے ہیں، آنکھیں کھول کر ان کا چہرہ مُبارک کو دیکھو۔ بیمار نے آنکھیں کھولیں اور بمجرّد دیدار پُر انوار کے اس کی رگوں میں کچھ طاقت پیدا ہو گئی۔ آپؒ نے فرمایا کچھ کھاؤ گے ؟ اُس نے عرض کیا۔ اگر کھچڑی ہو تو شاید کھا سکوں۔ اُس کے کہنے پر فی الفور کھچڑی تیار کرالی گئی۔ پھر آپؒ نے فرمایا اس کو اٹھا کر بٹھاؤ۔ چنانچہ اُس نے بیٹھ کر چند لقمے کھائے۔ پھر آپؒ نے فرمایا بھائی تمہارے گاؤں میں حضرت سخی بادشاہؒ آئے ہوئے ہیں ان کی زیارت کے لئے چلو۔ اُس نے کہا۔ اگر کوئی پکڑ کر لے چلے تو شاید جا سکوں۔ آپ نے اُس کے والد کو فرمایا کہ اِس کو بغلوں سے پکڑ کر اٹھاؤ اور آہستہ آہستہ اپنے سہارے چلا کر لے چلو۔ جب اِسی طریق سے حویلی سے باہر نکلے تو آپؒ نے فرمایا کہ اب اِس کو چھوڑ دو۔ خُود بخود چلے گا۔ والد نے چھوڑ دیا چنانچہ وُہ بغیر کسی سہارے کے حضرت سخی بادشاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحبؒ کمال خُوش ہوئے اور آپؒ کی طرف نظر کر کے فرمایا آؤ بابا آ گئے ہو۔ واقعی مرد اسی طرح کرتے ہیں، تم میرے پہلوان ہو۔ اُسی روز سے نوشہ صاحبؒ کو پہلوان کا خطاب مِلا اور وُہ شخص بالکل تندرست ہو گیا (رسالہ احمد بیگ، تذکرہ نوشاہیہ، ثواقب المناقب، شریف التواریخ)

نابینا کا بینا ہو جانا

حضرت شیخ نور محمد سیالکوٹ والے سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت نوشہ صاحبؒ جنگل کی طرف سیر کو نکلے۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ راستہ میں بارش شروع ہو گئی ہم ایک موضع میں ٹھہر گئے میں آپ کے پاؤں دبانے لگا، آپ استراحت فرما گئے۔ مجھے پیاس لگی میں ایک کنوئیں پر پانی پینے چلا گیا۔ وہاں ایک مرد عورت

شُتر سوار بھی پانی پینے کے لئے اُترے مَیں نے پوچھا کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے؟ کہنے لگے کہ ہم خوشاب سے آئے ہیں اور چک ساہنپال میں حضرت نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں جارہے ہیں، مَیں نے خیال کیا یہ مکان شریف پر جاکر پریشان ہوں گے! اس واسطے ان کو بتایا کہ نوشہ صاحبؒ اسی جگہ استراحت (آرام) فرمارہے ہیں، وُہ نہایت خُوش ہوئے اور وہی ٹھہر گئے جب حضور نوشہ صاحبؒ بیدار ہوئے تو وُہ مَرد دست بستہ سامنے کھڑا ہوگیا۔ آپؒ نے پُوچھا یہ کون ہے میں نے عرض کیا کہ قوم بلوچ سے معلوم ہوتا ہے! اُس شخص نے عرض کیا! جناب یہ میری عورت ہے اور میری اس کے ساتھ کمال محبّت ہے اور میرے گھر کی آبادی اِسی سے ہے یہ دونوں آنکھوں سے نابینی ہوگئی ہے۔ ہر چند فقیروں اور طبیبوں کے پاس لے گیا ہوں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اب آپ کا نام مُبارک سُن کر یہاں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا، عورت کہاں ہے اُس نے کہا یہاں گوشے میں بیٹھی ہوئی ہے آپؒ نے فرمایا، اس کو لاکر ہمارے روبرو بٹھادو۔ وُہ بلوچ عورت کا ہاتھ پکڑ کر سامنے لے آیا۔ آپؒ ہمارے ساتھ گفتگو میں مشغول ہوئے اور اُس عورت کو فرمایا کہ ہماری طرف دیکھتی رہو۔ جب اُس نے دیکھا تو آپؒ نے پُوچھا کہ کچھ دکھائی دیتا ہے اُس نے عرض کیا کہ قدرے نظر آیا ہے پھر ایک ساعت کے بعد پوچھا کہ اب کیا حال ہے اُس نے کہا کہ اب آپؒ کی صورت اچھی طرح نظر آتی ہے۔ پھر ذرا دیر کے بعد پُوچھا تو کہنے لگی کہ اب پہلے کی طرح بالکل تندرست ہوں اور میری آنکھیں روشن ہوگئی ہیں۔ چنانچہ وہ بالکل تندرست ہوگئی اور وُہ رخصت ہوئے۔ (رسالہ احمد بیگ، ثواقب المناقب، کنز الرحمت، ضیاء العارفین، تذکرۂ نوشاہیہ)

تصرّف فی الاعیان

حضرت مولانا حافظ معمُوری صاحبؒ سے روایت ہے کہ ایک دن میاں جیون حجامؒ نے عرض کیا کہ یا حضرت! مدّت ہوئی کہ آپؒ موضع باہو ہمارے غریب خانہ میں رونق افروز نہیں ہوئے۔ آپؒ اس کی التماس قبول فرماکر وہاں تشریف لے گئے میں بھی ہمراہ تھا۔ رات کو میاں جیونؒ کے کارندوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہماری زراعت میں چوہے بہت ہیں، کھیتی کا نقصان کرتے ہیں۔ آپؒ

سُن کر خاموش ہو گئے چند ساعت گذری تھیں کہ ایک قطعۂ ابر (بادل) ظاہر ہوا جو اُن کھیتوں پر خوب برسا۔ اور کچھ گاؤں پر بھی قطرات پڑے وُہ خوش ہو کر آپؒ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور آپؒ کی توجہ سے مینہ خوب برسا ہے۔ اگر آپؒ ایک دفعہ وہاں قدم رنجہ فرماویں تو برکت کا موجب ہو گا۔ آپؒ روانہ ہوئے چونکہ وقتِ عصر تنگ تھا۔ اور فاصلہ بھی نصف کوس سے زیادہ تھا یعنی ایک کلومیٹر سے زیادہ کے قریب تھا۔ اس لئے میاں جیونؒ نے عرض کیا کہ یا حضرت! نمازِ عصر پڑھ کر چلیں آپؒ نے فرمایا وہیں چل کر پڑھ لیں گے۔ میاں جیونؒ بار بار آفتاب کی طرف دیکھتا تھا۔ حضرت نوشہ صاحبؒ وہاں پہنچ کر قطعۂ زمین کے گرد پھرے۔ میاں جیونؒ نے پھر عرض کیا کہ یا حضرت نماز پڑھ لیں آپ نے فرمایا واپس جا کر پڑھ لیں گے۔ میاں جیونؒ نے سمجھ لیا کہ آج کچھ اور حقیقت ہے چنانچہ پھر آہستہ آہستہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے گاؤں میں پہنچے آفتاب کھڑا تھا جس جگہ کہ پہلے تھا۔ بال جتنا بھی اپنی جگہ سے تجاوز نہ کیا تھا۔ آپ نے نمازِ عصر ادا فرمائی اور میاں جیونؒ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ میاں جیونؒ! خدا تعالیٰ کے ایسے بندے بھی موجود ہیں۔ کہ اگر سورج یا چاند کو حکم دیویں کہ یہیں کھڑا رہو تو اُن کی کیا مجال ہے کہ اپنی جگہ سے ہلیں۔

یعنی کاردار سے گئے تو دیکھا تا قطعۂ زمین پانی سے بھرا ہوا ہے اور چوہے مرے پڑے ہیں۔

(رسالہ احمد بیگ۔ تذکرہ نوشاہی۔ ثواقب المناقب)

تصرف فی الارض

آپؒ کے فرزندِ اکبر صاحبزادہ حضرت حافظ محمد برخوردار صاحبؒ سے منقول ہے کہ آپ کا ایک مُرید جھنڈا نامی مزارعہ تھا۔ جو چوہدری ساہنپال کی زمین پٹہ پر لے کر کاشت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اُس کا فصل بہت اچھا ہوا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ پٹہ ادا کر کے جو کچھ منافع حاصل ہو گا اس سے اپنی لڑکی کی شادی کروں گا کسی نے جا کر حاکم پرگنہ کے آگے چغلی کھائی کہ موضع ساہنپال میں فصل بہت اچھے ہیں۔ اُن کو معاملہ زیادہ لگانا چاہیئے۔ حاکم پرگنہ چوہدری ساہنپال کے مخالف تھا۔ اُس نے مُولراج قانونگو کو مامور کیا کہ تم جا کر وہاں سارے رقبہ کی پیمائش کر کے اُن پر معاملہ لگاؤ۔ مولراج کی بھی چوہدریؒ کے ساتھ عداوت تھی وُہ بڑی خوشی سے اس خدمت کو انجام دینے آیا۔ اتفاقاً سب سے پہلے

جھنڈا کا کھیت سامنے آیا۔ اُس کی پیمائش ہونے لگی۔ جھنڈا نہایت مغموم ہو کر حضور نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں آیا۔ اور حقیقتِ حال عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیری زمین پیمائش میں کس قدر ثابت ہو تو تم راضی ہو۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ اگر بیس[۲۰] بیگھہ بن جاوے تو میرا کام مرضی کے مطابق ہو جائے گا۔ اور زمین تیئس[۲۳] بیگھہ سے بھی زیادہ تھی۔ آپؒ نے فرمایا جس طرح تیری مرضی ہے۔ اسی طرح ہو جائے گا۔ اور اگر پیمائش میں تکرار کریں گے تو اس سے بھی کم ہو جائے گی۔ جھنڈا کی تسلی ہو گئی۔ کیونکہ وُہ جانتے تھے کہ جو کچھ آپؒ کی زبان مُبارک سے نکلے اس سے تفاوت نہیں ہو سکتی۔ جھنڈا اکر اپنے کھیت کے پاس کھڑا ہو گیا۔ ملازموں پٹواریوں نے جریب سے پیمائش کی۔ اَمرِ الٰہی سے وہ زمین بیس بیگھہ بنی۔ قانونگو نے پٹواری کو ڈانٹا کہ تم نے کچھ رشوت لے لی ہے اور زمین کی پیمائش میں بددیانتی کر رہے ہو۔ پھر پیمائش کرو۔ چنانچہ دوبارہ پیمائش کرنے پر انیس[۱۹] بیگھہ ہوئی۔ قانونگو نے بہت پیچ وتاب کھایا۔ اور خود گھوڑے سے اُتر کر ایک طرف سے خود جریب پکڑی اور دوسری طرف سے کسی اعتبار والے آدمی کو پکڑائی۔ پیمائش کرنے پر زمین اٹھارہ بیگھہ بنی۔ قانونگو نہایت متحیر ہوا کہ اس میں کیا اسرار ہے؟ جھنڈا کو پوچھنے لگا۔ کہ تمہارا کھیت بہت وسیع ہے۔ پیمائش میں کم آتا ہے کیا وجہ ہے؟ اُس نے کہا یہ سب کچھ میرے پیر حضرت نوشہ صاحبؒ کی ذاتِ اقدس کا تصرف ہے چنانچہ مولراج جھنڈا مذکورہ کے ہمراہ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوا۔ اور اپنی تقصیر کی معافی لی۔ اور عرض کیا۔ کہ جس قدر آپؒ ارشاد فرمائیں۔ تمام گاؤں کا اتنا معاملہ مقرر کیا جائے آپؒ نے چوہدری ساہنپال کو بُلا کر اُس کی مرضی کے مطابق معاملہ مقرر کر دیا۔ اس کے بعد مولراج بھی آپؒ کے معتقدوں سے ہو گیا۔

تصرف فی القدر

بہت سے لوگوں سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ موضع ساہنپال شریف میں فصل کم ہوئے حکام معاملہ بدستور سابق طلب کرتے تھے۔ چوہدری ساہنپال نے غریب لوگوں اور مزارعوں کو حضور نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں بھیجا کہ تم جا کر نالش کرو۔ یعنی عرض کرو۔ وُہ سب مل کر آپؒ کے پاس آئے اور اپنا حال بیان کیا۔ آپؒ

نے فرمایا کہ تمام موضع کا معاملہ کسی قدر ہو تو تم بخوبی ادا کر سکتے ہو. سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ اگر نو سو روپیہ معاملہ مقرر ہو جائے تو وہ ادا کر کے ہمارے لئے فصل کی خوراک بچ جاتی ہے آپؒ نے فرمایا جاؤ میں نے خدا تعالیٰ سے اسی قدر مقرر کروا دیا ہے. سب خوش ہو کر چلے گئے. چوہدری حاکم پرگنہ کے پاس گیا. اُس نے بغیر کسی گفتگو کے خود بخود نو سو روپیہ جمع ساہنپال مقرر کر دیا. جب چوہدری واپس آیا تو اُس نے ظاہر کیا کہ سرکاری حکم ہوا ہے کہ معاملہ ۱۰۰۰ ہزار روپیہ ادا کرو. اگرچہ اس میں بھی سہولت تھی لیکن کسی نے یہ بات حضرت نوشہ صاحبؒ کے آگے بیان کی کہ چوہدری صاحب اس طرح کہتا ہے. آپؒ نے اُس کو بُلا کر فرمایا ساہنپال! میں نے جو کچھ لوح محفوظ پر مقرر کروایا ہے اُس میں کبھی تفاوت نہیں ہو سکتی تو نے کیوں جھوٹ بولا ہے. چوہدری نے نادم ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت! معاملہ تو وہی نو سو روپیہ مقرر ہوا لیکن ایک سو روپیہ زائد میں نے اپنے واسطے طمع کیا ہے. آپؒ نے لوگوں کو فرمایا! یہ تمہارا چوہدری ہے اور طمع کر بیٹھا ہے. اگر رضا مندی سے اس کو دے دو تو کچھ حرج نہیں. سب نے قبول کیا. (تذکرہ نوشاہیہ)

گرم ریت کا سرد ہو جانا

حضرت قاضی خوشی محمد کنجاہیؒ سے منقول ہے کہ ایک روز گرمیوں کے موسم میں حضرت نوشہ صاحبؒ سفر میں چلے. آپؒ سوار تھے اور میں آپؒ کے ہمراہ سر اور پاؤں سے برہنہ جا رہا تھا. راستہ میں ایک ریگستان سے گذر ہوا. دوپہر کا وقت تھا. ریت اس قدر گرم تھی کہ اس میں دانہ بریاں ہو سکتا تھا. میرے پاؤں اتنے جلتے تھے کہ آنکھوں میں بھی حرارت معلوم ہونے لگی آپؒ میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا میاں! خوشی محمد! تمہارے پاؤں جلتے ہوں گے. میں نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ خوب جانتے ہیں آپؒ فرمانے لگے کہ ہم تو سوار ہیں ہماری جُوتی تم پہن لو. میں نے کہا یا حضرت! میری کیا مجال ہے کہ آپؒ کا جوڑا پاؤں میں پہنوں. پھر فرمانے لگے کہ آکر ہمارے پیچھے سوار ہو جاؤ. میں نے عرض کیا یا قبلہ! اگر آپ کی ہمرکابی میں میرا تمام بدن بھی جل جائے تو یہ میرے لئے سعادت دارین ہے لیکن یہ بے ادبی میں نہیں کر سکتا کہ آپ کے برابر سوار ہوؤں. پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا ہماری

زین کا فتراک (کنجفہ) پکڑلو۔ چنانچہ میں نے کنجفہ کو ہاتھ ڈال لیا۔ اُسی وقت وہ ریت ایسی سرد معلوم ہونے لگی۔ جیساکہ پانی میں تر کی ہوئی ہے اُس کی سردی میری آنکھوں میں پہنچنے لگی گویا کہ میں برف خانہ میں جارہا ہوں (شریف التواریخ جلداوّل)

زورِ ولایت

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ لاہور تشریف لے گئے تھے۔ ان دنوں وہاں شاہی پہلوان شیر علی نام مُغلزادہ بیجاپوری آیا ہوا تھا۔ جو پہلوان پلٹے تخت کا خطاب رکھتا تھا۔ اُس نے افغانستان کے ایک پہلوان جنگی زور کو کُشتی میں شکست دی تھی۔ اس لئے اس کا شہرہ عام ہو گیا تھا۔ آپ کو شوق تھا کہ اُس کو دیکھیں۔ آپ ہمراہیوں سمیت اُس کے اکھاڑا میں تشریف لے گئے، دیکھا کہ وُہ اپنے شاگردوں کے ساتھ ورزش کر رہا تھا آپؒ چونکہ بلند قامت جسم اور طاقتور تھے پلٹے تخت نے آپ کو دیکھ کر سمجھا کہ یہ بھی کوئی پہلوان ہے۔ کہنے لگا اے جوان! اگر خواہش ہے تو میرے کسی شاگرد سے کُشتی کرو۔ آپ نے فرمایا! میں تو اُستاد سے کُشتی لڑوں گا چنانچہ آپ کپڑوں کے ساتھ ہی آگے بڑھے! پہلوان نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ آپ نے ایسا دبایا۔ کہ اُس کے ہاتھ کی انگلیوں سے خُون کے قطرے گرنے لگے اُس نے سمجھ لیا کہ یہ بندے کی طاقت نہیں۔ یہ زورِ ولایت ہے اور آپؒ کے قدمبوس ہوا (شریف التواریخ)

تمام کائنات سے ذکرِ ہُو جاری ہونا

ایک مرتبہ ایک جوگی فقیر معمّر آپؒ کے پاس آیا اور اثنائے کلام میں کہنے لگا کہ میں نے ریاضت سے بڑا فائدہ حاصل کیا ہے اگر آپ مجھ سے کچھ دیکھنا چاہیں تو صحرا میں چلیں۔ آپ اُس کے ساتھ گاؤں سے باہر تشریف لے گئے وُہ نیستان کے پیچھے ہو کر ایک تیس۳۰ سالہ نوجوان کی صورت بن گیا اور آپ کو آکر سلام کیا۔ پھر پردہ کے پیچھے ہو کر اپنی اصلی صورت بن گیا اور کہنے لگا کہ میں نے بارہ بارہ سال کی تین جوگ ختم کی ہیں اور یہ قالب بدلنے کا کمال چھتیس۳۶ سال میں حاصل ہوا۔ اس کے سوا کوئی کام میں نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ اب ہمارے ساتھ

آؤ اور خدا تعالیٰ کے عشق کا نشان دیکھو۔ چنانچہ آپ اس کو دریا پر لے گئے اور کنارہ بر کھڑے ہو کر بآواز بلند ھُو کا نعرہ لگایا۔ اُسی وقت درختوں کے پتّوں اور گھاس اور دریا کے پانی حتّیٰ کہ زمین آسمان سے ذکرِ ھُو کی آواز آنے لگی آپ نے فرمایا اے نادان! تُو نے عمر ضائع کر دی ہے اُسی وقت وُہ جوگی آپ کا قدم بوس ہوا اور حلقۂ اسلام میں داخل ہو گیا۔

فتح قندھار کی دُعا

منقول ہے کہ حضرت شاہجہان بادشاہؒ نے متعدد مرتبہ قندھار پر چڑھائی کی لیکن وُہ فتح نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک بار شہزادہ داراشکوہؒ کو فوج دے کر بھیجا وُہ بھی ناکام واپس آیا۔ پھر شہزادہ اورنگ زیبؒ کو سپہ سالار کر کے بھیجا۔ اُس نے چھ ماہ محاصرہ رکھا۔ لیکن ناکامی کا سامنا رہا۔ اِدھر بادشاہؒ نے درویشوں کی طرف رجوع کیا مگر کوئی کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ نواب سعد اللہ خاں وزیر نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت! دریائے چناب پہ ایک بزرگ حضرت نوشہ گنج بخشؒ نام رہتے ہیں وُہ نہایت برگزیدہ ہستی ہیں بادشاہؒ کو حضرت نوشہ صاحبؒ کا نام سن کر تعشق (عشق) ہو گیا اور حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ وزیر نے عرض کیا کہ بادشاہؒ کا بغیر اجازت حضورِ اقدس حضرت نوشہ صاحبؒ میں جانا مناسب نہیں۔ وُہ بزرگ صاحبِ ترک و تجرید ہیں اہلِ دُنیا سے کنارہ کش رہتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ناراض ہو جائیں۔ اس لئے میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ چنانچہ بادشاہؒ کے حکم سے آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت آپ دریا کی سیر کو تشریف لے گئے ہوئے تھے اور کنارہ پر رونق افروز تھے نواب سعد اللہ وزیر نے سلام و آداب عرض کیا، اور نذرانۂ کثیر حاضر کیا، اور فتح قندھار کے لئے بادشاہ کا سلام و پیام بھی عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نشان و نقارہ نہ لے جانا۔ اور حملہ کر دینا۔ بحکمِ الٰہی قندھار فتح ہو جائے گا۔ نواب نے عرض کیا کہ بادشاہوں کا داخلہ نقارہ کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ اگر نقارہ نہ بجائیں تو ایسا ہے جیسا کوئی بیوہ عورت شہر میں داخل ہوئی۔ آپ اس کا گستاخانہ جواب سُن کر کبیدہ خاطر ہو گئے اور نذرانہ واپس کر دیا۔ اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو اپنے لشکر و فوج اور نشان و

نقارہ پر بڑا بھروسہ ہے۔ جا کر اپنا کام کرو۔ پھر تو نواب کی آنکھیں کھلیں کہ یہ کیا ہوا۔ بجائے راضی کرنے کے فقیر صاحب کو ناراض کر دیا۔ آخر بہزار الحاح وزاری حضرت قاضی خوشی محمد کنجاہی کی سفارش سے آپ راضی ہو کر دوبارہ مہربان ہوئے مگر نذرانہ نہ لیا اور فرمایا کہ درویش اگر کسی چیز کو مسترد کر دے تو پھر اس کو قبول نہیں کرتا اور نواب کو فرمایا کہ ایک کوزہ (لوٹا) پانی لاؤ۔ اُس نے دریا سے ایک کوزہ پانی لا کر پیش کیا۔ آپ نے اس سے وضو کیا اور تین چھینٹے پانی کے قندھار کی طرف مارے اور فرمایا، جاؤ ہماری طرف سے بادشاہ کو سلام پہنچانا اور فتح قندھار کی بشارت دینا اور اپنا ایک دوپٹہ (خرقہ) عنایت فرمایا کہ یہ بھی ہماری طرف سے بادشاہ کو تبرک دے دینا۔ نواب نے وہ وقت اور تاریخ تحریر کر لی اور رخصت ہوا۔ جب لاہور میں بادشاہ کے حضور حاضر ہوا۔ اور آپ کا سلام و پیام سنایا، تو بادشاہ آپ کی مہربانی و نوازش کا بہت مشکور ہوا۔ ابھی چند دن ہی گذرے تھے کہ قندھار سے قاصد آیا۔ اُس نے بتلایا کہ ہم نے قلعہ قندھار کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ فتح کی کوئی صورت نہ تھی۔ فلاں تاریخ کو فلاں وقت خود بخود قلعہ قندھار کی تین (۳) جگہ سے دیواریں گر پڑیں اور فوج اندر داخل ہو گئی اور قندھار فتح ہو گیا۔ نواب نے وہ تحریر دیکھی تو بعینہٖ وہی تاریخ و وقت تھا۔ جس وقت حضور نوشہ صاحب نے پانی کے چھینٹے مارے تھے۔

ف: یہ فتح قندھار ۱۰۵۸ / ۱۰۵۹ سنہ ھ میں واقع ہوئی جیسا کہ شاہ غلام حسین طباطبائی نے کتاب سیر المتاخرین میں لکھا ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت سلطان شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ آپ کا نہایت معتقد و ارادتمند ہو گیا اور لنگر کے مصارف کے لئے دو گاؤں موضع ٹھٹھہ عثمان و بادشاہپور فتا جاگیر میں عطا کئے جن کا جمع ایک لاکھ تیرہ ہزار ۱۶۰ و ۱۱۳ ایک سو ساٹھ دام سالانہ تھا۔ جو مبلغ دو ہزار اکہتر ۲۰۷۱ روپیہ رائج الوقت ہوتے تھے۔

بادشاہِ وقت کو غرق ہونے سے بچانا

منقول ہے کہ حضرت شاہجہان بادشاہ ایک مرتبہ سیرِ کشمیر کو

گیا۔ ایک روز معہ امرأ و وزرأ کشتی پر سوار تھے کہ کشتی گرداب میں جا پڑی۔ ملاحوں کا کوئی چارہ نہ رہا۔ اُس وقت بادشاہ نے بحکم حدیث شریف اعینونی یاعباداللہ کی پکار کی۔ اُسی وقت حضرت نوشہ صاحبؒ کی ذاتِ اقدس فوراً وہاں موجود ہوئے اور اُس کشتی کو صحیح و سلامت کنارے لگایا۔ اور پھر غائب ہوگئے اُس روز سے بادشاہ آپ کے مخلص ارادتمندوں سے ہو گیا۔

نمازیوں کو حج کروانا

منقول ہے کہ حضرت شیخ صالح محمدؒ ساکن چک ساہو جو جید علمائے وقت سے تھے حضرت سچیار صاحب نوشہرویؒ کے ہمراہ حضرت نوشاہ عالیجاہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں خیال کیا کہ آپ کا نام حاجی نوشہ ہے۔ شاید کسی کو حج بھی کروا سکتے ہیں یا نہیں۔ جب حضور میں پہنچے تو اُس وقت آپ معہ یاراں مسجد میں تشریف فرما تھے۔ سلام و آداب کر چکے تو نوشہ پاکؒ کھڑے ہوگئے اور فرمایا : نماز کا وقت ہے پہلے نماز ادا کریں پھر بیٹھیں گے۔ چنانچہ آپؒ امام بنے اور دوسرے سب احباب مقتدی ہوئے۔ جب آپ نے تکبیر تحریمہ پڑھی اور سب نے اقتدا میں تکبیر کہی تو کیا دیکھتے ہیں کہ کعبہ شریف میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ چاروں رکعتیں کعبہ شریف میں پڑھیں۔ جب سلام پھیرا تو وہی ساہن پال شریف کی مسجد تھی اُسی وقت شیخ صاحبؒ آپ کے قدموں پر گر پڑے اور بیعت سے مشرف ہوئے۔

شریف التواریخ جلد دوم ۱۶۲

مُردہ جنین کا زندہ ہونا

جمہور خلائق سے منقول ہے کہ رائے وجہ اللہ خان المعروف ونجھل خاں کھرل دانا آبادی کی بیوی مسمات نصیبو کے پیٹ میں بچہ خشک ہو کر کرنگ ہو گیا تھا۔ ہر چند علاج کئے اور فقیروں بزرگوں سے دعائیں کروائیں مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ بارہ ۱۲ سال کا عرصہ گذر گیا۔ امرِ الٰہی سے حضرت نوشاہ عالیجاہؒ کو ساندل بار کے سفر کا اتفاق ہوا۔ شیخ عبدالرحمٰن پاک صاحبؒ بھڑی والاؒ اور چند دیگر خادم درویش بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ سیر کرتے ہوئے موضع دانا آباد میں پہنچے اور وہاں کی مسجد میں فروکش ہوئے۔ چنانچہ رائے ونجھل خاں بھی معہ اپنی اہلیہ کے آپؒ کی خدمت میں آیا۔ اور ایک

پیالہ دودھ کا پیش کیا۔ آپ نے دودھ نوش فرما کر اپنا پسخوردہ اُن کو عنایت کیا اور فرمایا۔ پی جاؤ۔ اور اُن کی درخواست کے بغیر از راہِ کشف اُن کے ارادہ سے آگاہ ہو کر اُن کو بشارت دی کہ خداوند تعالیٰ تمہارے ہاں لڑکا عطا کرے گا جو طبقۂ عشاق میں سے ہوگا اور قیامت تک اُس کا نام شہرۂ آفاق رہے گا چنانچہ اُنہوں نے دُودھ کا وہ تبرک پی لیا۔ اُسی وقت قدرتِ خُداوندی سے وُہ خشک بچہ (مردہ جنین) پیٹ میں سبز (زندہ) ہوگیا۔ اور اُس میں خداوند تعالیٰ نے روح ڈال دی اور میعادِ مقررہ پر لڑکا پیدا ہوا جس کا نام والدین نے مرزا رکھا جو جوان ہو کر مسمات صاحبہ دختر کھیوا سیال پر عاشق ہوگیا اور اُسی عشق میں شہید ہوگیا۔ مولوی حکیم محمد اشرف فاروقی منچری نوشاہیؒ نے اپنے رسالہ مناقب نوشاہی میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ؎

مرنے دے پیو دُودھ دیا سی　　مرزا ککھ وچہ سُک گیا سی!!

چونہہ پہراں وچہ جم پیا سی　　باراں برس[۱۲] گذاری دا

بصورتِ شیر متمثل ہونا

منقول ہے کہ حضرت شیخ اسمٰعیل المعروف میاں وڈا سہروردیؒ بمقام لنگے ضلع گجرات قرآن مجید کا درس پڑھایا کرتے تھے اور اکابر فضلائے وقت سے تھے اور صاحبِ کرامت تھے۔ چونکہ حضرت نوشہ صاحبؒ سماع سے رغبت رکھتے تھے اور میاں صاحبؒ مذکور اس سے متنفر رہتے تھے ایک دن کرامت سے اپنے آپ کو بصورت سانڈ بیل بنا کر آپؒ کو ڈرانے دھمکانے کی غرض سے آئے۔ آپ اُس وقت اپنے کھیت کی طرف سیر کرنے گئے ہوئے تھے اور اکثر خواص احباب ہمراہ تھے جس وقت سانڈ کو دیکھا تو آپؒ فوراً ایک جھاڑی کے پیچھے پسِ پردہ ہو کر شیر کی صورت میں متمثل ہوئے اور زور سے چنگھاڑا۔ اُسی وقت وہ سانڈ ڈر سے بھاگا۔ آپؒ نے اُس کا تعاقب کیا حتیٰ کہ دریائے راوی سے پار کر کے واپس پھرے اُس روز سے میاں وڈاؒ نے لاہور میں سکونت اختیار کی۔ اور وہاں درس جاری کیا۔ آج تک میاں وڈا صاحبؒ کا درس لاہور میں موجود ہے۔

ایک مجذوم کا تندرست ہونا

عہدِ حکومتِ خالصہ کا واقعہ ہے کہ ایک مولوی صاحب غلامی تخلص جو عرصہ سے مرضِ جذام میں مبتلا تھے اور کسی علاج سے فائدہ نظر نہ پایا تو حضرت نوشہ صاحب کی درگاہ عالیہ پر حاضر ہو کر چند روز معتکف رہے اور درج ذیل مناجات منظوم کر کے مزار شریف کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھی بلکہ دیوار شریف پر تحریر کر دی اُسی رات کو حضورؒ کی زیارت ہوئی۔ آپؒ نے اُن کے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ تو مولوی صاحب شفایاب ہو گئے اور بالکل تندرست ہو کر واپس رخصت ہوئے۔ مناجات یہ ہے۔

ھو

اے شریعت راشعار از خرقۂ پشمینِ تو — دے طریقت را مدار از پلۓ یا نمکینِ تو
اے حقیقت یافت از تو زیورِ تحقیق دیں — ہست عرفاں رمز گوشہ دیدۂ حق بینِ تو
تو عجب سردی زِ گلزارِ ولایت دستگیر — اے کہ ولیانِ جہان آمد تماشا بینِ تو
زد عَلَم بر چرخِ ہفتم حضرتِ عالی جناب — گشت روشن شرق و مغرب از تبسّم سینِ تو
نامِ تو چوں اسمِ اعظم داشت تاثیر عجب — ہم چو موسیٰ قُم بِاِذْنِیْ از لبِ تمکینِ تو
بلکہ بہتر صد مراتب باصد از دم اوست زانکہ — روز مردہ زندہ کردے ہر دلِ غمگینِ تو
بہرِ استقبالِ دیدارت ملائک آسماں — با قصور و حور آمد چونکہ شد تکفینِ تو
یا محمد حاجی نوشہ خدا را دستگیر — شُد غلامی غاشیہ بر دوش بہرِ زینِ تو

شریف التواریخ جلد دوم ص۱۱۲

حج کے موقع پر زندہ ملنا

شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول بحوالہ کتاب "قصرِ عارفاں" میں ہے۔ کہ آپ کے مریدوں نے آپ کو حج کے موقعہ پر دیکھا۔ اور کلام بھی کیا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ آپ اِس سے دو سال پہلے اس جہان سے رحلت فرما چکے تھے۔

اِلہامات

آپ پر اتباعِ نبوی اور وراثتِ غوثیہ میں الہام کا دروازہ بھی مفتوح تھا سوائے امرِ الٰہی کے کچھ کام نہ کرتے تھے۔ کھانا، پینا، چلنا، پھرنا، بولنا سب کچھ حکمِ خداوندی کے تابع تھا۔ جیسا امر ہوتا ویسا ہی عمل فرماتے، حتّٰی کہ اپنے یاروں سے کام کاج کروانے کے متعلق بھی جیسا ارشاد ہوتا ویسا حکم فرماتے۔ یہاں چند درج کئے جاتے ہیں۔

الہام حضرت حافظ نور محمد سیالکوٹیؒ کو پہلے گھاس لانے اور ہیزم کشی (خشک لکڑیاں لانا) اور پانی ڈھونے کی خدمت سپرد تھی۔ پھر آپ نے ان کو فرمایا کہ اب لکڑیاں نہ لایا کرو۔ ان کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ شائد آپ کسی ناراضگی کے باعث مجھے منع فرماتے ہیں آپ نے تخلیہ کے وقت ان کو فرمایا۔ میاں نور محمدؐ! ہم خود منع نہیں کرتے۔ ہم کو جو کچھ امرِ الٰہی ہوتا ہے اُسی طرح کیا کرتے ہیں اب تمہارے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ تم نے بار برداری بہت کی ہے اب وضو کرانے کی خدمت کیا کرو۔

الہام ایک مرتبہ حافظ طاہر کشمیریؒ بقید فقیروں کے گروہ میں مل کر رُوسیاہ ہو کر اور پیراہن کے نیچے زُنّار (معنی صفحہ نمبر 296) ڈال کر پھرتے پھراتے آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان کی حقیقت بطورِ باطن معلوم کر کے فرمایا "حافظ! تیرا زنّار توڑنے کے لئے ہم کو حکم آلٰہی ہے" چنانچہ پھر ان کا زنّار تڑوا کر اہلِ معرفت کے زمرہ میں داخل کیا۔

الہام ایک مرتبہ دریائے چناب زمین کو گراتا ہوا موضع ساہنپال شریف کے قریب آ گیا۔ لوگوں نے خدمت میں عرض کیا۔ آپ دریا پر تشریف لے گئے۔ وہاں کنارہ پر تین جگہوں پر زمین کو چاک آئے ہوئے تھے جب وہ تینوں چاک گر پڑے تو آپ نے فرمایا "اسی جگہ تک حکم تھا" چنانچہ پھر دریا پیچھے ہٹ گیا۔

مَلفُوظَات وارشَادَات

آپؒ کے ملفوظات اور کلمات سینکڑوں کی تعداد میں ہیں یہاں کتاب "کلمات طیبات" میں سے آپ کے چالیس ملفوظات لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ جس نے نفس کو شکست دی اُس نے دونوں جہان کو فتح کر لیا۔
۲۔ سچے آدمی کو خدا کی رحمت اور دولت پائدار نصیب ہوتی ہے۔
۳۔ صبر کرنے سے انسان خالص سونا بن جاتا ہے۔
۴۔ صبر بے بہا گوہر اور بے انتہا جوہر ہے۔
۵۔ صبر مقلد کو محقق بنا دیتا ہے۔
۶۔ خدا تعالیٰ کو شکستہ دِلی پسند ہے۔
۷۔ رضا یہ ہے کہ اپنے کام میں مغرور نہ ہو۔
۸۔ عاشق کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔
۹۔ عارف کا کلام، کلامِ حق ہوتا ہے۔
۱۰۔ مجذُوب ہونا آسان ہے۔ تعلقات میں رہ کر بے تعلق ہونا مردوں کا کام ہے۔
۱۱۔ دُنیا ایک نجاست ہے۔ جو سونے میں لپیٹی ہوتی ہے۔
۱۲۔ دُنیا دار ابن الغرض ہیں۔
۱۳۔ دُنیا دار جب دُنیا سے جاتے ہیں تو افسوس ساتھ لے جاتے ہیں۔
۱۴۔ دُنیا دار دیوالئے ہیں اور اپنے آپ سے بیگانے ہیں۔
۱۵۔ دُنیا داروں کو عمر کی تیز رفتاری کی خبر نہیں۔
۱۶۔ پرہیزگار وہ ہے جس کو اپنے پیر کا خوف موت سے بھی زیادہ ہو۔

۱۷ ۔ پرہیزگار وہ ہے جو امر و نہی کا پابند ہو اور حرام و مکروہات سے بچتا رہے۔

۱۸ ۔ پرہیزگار وہ ہے جو تقدیرِ الٰہی سے ڈرتا اور کانپتا رہے۔

۱۹ ۔ مُرید وہ ہے جو اپنے پیر کی محبت جان اور مال سے زیادہ رکھے۔

۲۰ ۔ مُرید وہ ہے جس کی آنکھیں پُرآب اور دل پُراضطراب ہو۔

۲۱ ۔ فقیر لوگ بینا ہیں اور دوسرے لوگ نابینا۔

۲۲ ۔ فقیر کو چاہیے کہ پاکیزہ خمیر اور صاف ضمیر ہو۔

۲۳ ۔ قلندر وہ ہے جو لوگوں کے تمسخر سے ناراض نہ ہو۔

۲۴ ۔ قلندر وہ ہے جو مَیں اور تُو کی قید سے فارغ ہو۔

۲۵ ۔ قلندر وُہ ہے جو شور و غوغا سے خالی ہو۔

۲۶ ۔ قلندر وہ ہے جو ہر شیشہ میں اپنا منہ دیکھے۔

۲۷ ۔ قلندر وہ ہے جو شوریدہ احوال اور ژولیدہ مو ہو۔

۲۸ ۔ صوفی غیرِ حق سے مستغنی ہوتا ہے۔

۲۹ ۔ صوفی سے امورِ غیب ظاہر ہوتے ہیں۔

۳۰ ۔ صوفی وہ ہے جس کو حق کی معیت بغیر کسی وہم و گمان کے حاصل ہو۔

۳۱ ۔ درویش وہ ہے جو فاسقوں کی آنکھوں سے مستور اور عاشقوں کے دفتر میں مسطور ہو۔

۳۲ ۔ درویش وہ ہے جو قہر کے تقاضا سے سہمناک رہے۔

۳۳ ۔ درویش وہ ہے جس پر خفی اور جلی اسرار ظاہر ہوں۔

۳۴ ۔ درویش وُہ ہے جو گودڑی میں کیمیاگر ہو۔

۳۵ ۔ درویش جب تک اپنا اعتقاد ہمہ از دوست پر نہ رکھے، درویشوں کے سلک میں نہیں ملتا۔

۳۶ ۔ موحد وہ ہے جو صورت سے گذر کر معنی سے پیوستہ ہو۔

۳۷ ۔ موحد وہ ہے جس کی نظر میں ایک ذات کے سوا کچھ نہ ہو۔
۳۸ ۔ موحد وہ ہے جس کی نظر میں تکلیف دینے والا اور تکلیف پانے والا ایک ہی ہو۔
۳۹ ۔ موحد ہر حال میں شاداں و فرحاں رہتا ہے۔
۴۰ ۔ ہمہ اوست کمال معرفت کا درجہ ہے۔ کہ وہاں ہم، تم اور ہست، نیست کچھ نہیں۔ شمع کی طرح ہر طرف رُخ ہے۔

مَلفُوظاتِ بَطرزِ مکالمہ

چونکہ طالبانِ حقیقت کے واسطے اولیاء اللہ کے ارشادات مشعل راہ ہوتے ہیں اسلیئے کتاب چہار بہار (تصنیف نوشہ صاحبؒ) سے آپ کا وہ مکالمہ یہاں درج کیا جاتا ہے جو آپ کے خلیفہ ارجمند امام الاخیار حضرت شیخ پیر محمد سچیارؒ نوشاہی نوشہروی اور جناب نوشاہِ عالیجاہؒ کے درمیان ہوا تھا۔ حضرت سچیار صاحبؒ (مرید) اور حضرت نوشہ گنج بخشؒ (مرشد) جواب دیتے ہیں سالکانِ طریقت کے واسطے ایک بہترین دستور العمل ہے وہ یہ ہے۔

سوال :۔ درویش کے لیے سب سے پہلا ضروری کام کیا ہے؟
جواب :۔ علم حاصل کرنا۔
سوال :۔ علم سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟
جواب :۔ علم سے بُرے لوگ بھلے ہو جاتے ہیں اور کہتر لوگ بہتر ہو جاتے ہیں۔
سوال :۔ بھلائی اور بُرائی کیا ہے؟
جواب :۔ بھلائی عقلمندی اور بُرائی بے وقوفی ہے۔

سوال :۔ عقل مندی اور بیوقوفی کیا ہے؟

جواب :۔ اپنے نفع ونقصان کو پہچاننا عقلمندی ہے اور نہ پہچاننا بیوقوفی ہے۔

سوال :۔ نفع اور نقصان کیا ہے؟

جواب :۔ نفع وہ چیز ہے جو ہمیشہ ساتھ رہے اور ساتھ جائے اور نقصان وہ ہے جو ساتھ نہ دے۔

سوال :۔ وہ کون چیز ہے جو ساتھ دیتی ہے اور کون ہے جو ساتھ نہیں دیتی؟

جواب :۔ دنیا کی محبت ساتھ چھوڑ دیتی ہے مگر مولا کی محبت ساتھ رہتی ہے اور ساتھ جاتی ہے۔

سوال :۔ خدا کی محبت کس چیز سے پیدا ہوتی ہے؟

جواب :۔ علم سے۔

سوال :۔ کس علم سے محبت حاصل ہوتی ہے؟

جواب :۔ جس علم سے حلم پیدا ہو۔

سوال :۔ حلم کیسے پیدا ہوتا ہے؟

جواب :۔ خوش پوشی اور خوش نوشی اور خوش خوابی کو ترک کرنے سے۔

سوال :۔ ان چیزوں کو ترک کرنے سے کیا ملتا ہے؟

جواب :۔ دل کی صفائی۔

سوال :۔ دل کی صفائی سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب :۔ معرفتِ خداوند۔

سوال :۔ معرفت سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب :۔ جو کہنے لکھنے اور سمجھنے میں نہیں آتا۔

سوال :۔ جو کہنے، لکھنے، سمجھنے میں نہیں آسکتا۔ وہ کیا ہے؟

جواب :۔ جو مکان ونشان سے پاک ہے اور ذات صفات نہیں رکھتا۔ صرف اپنی تسلی کیلئے مولا نام رکھ دیا ہے۔

سوال :۔ سالک کسے کہتے ہیں؟

جواب :۔ سلوک والے کو ۔

سوال :۔ سلوک والا کون ہوتا ہے ؟

جواب :۔ جو ظاہر بین نہ ہو ۔

سوال :۔ ظاہر بین کسے کہتے ہیں ؟

جواب :۔ جو ظاہری رنگوں پر مائل ہو جاوے ۔

سوال :۔ اگر ظاہر رنگت نہ دیکھے تو کیا دیکھے ؟

جواب :۔ ہر صورت اور ہر جگہ میں خدا کا جلوہ دیکھے ۔

سوال :۔ جلوہ خداوندی کب دکھائی دیتا ہے ؟

جواب :۔ جب اپنے آپ کو اپنے آپ میں گم کردے ۔

سوال :۔ اپنے آپ کو کیسے گم کر سکتا ہے ؟

جواب :۔ چپ رہ ۔ وہی جان سکتا ہے جو گم ہو جاوے ۔

سوال :۔ ہمیشہ کی زندگی کب ہاتھ آتی ہے ؟

جواب :۔ جب نیست ہو جاتا ہے ۔

سوال :۔ جب نیست ہو گیا تو باقی کیا رہا ؟

جواب :۔ نیست کا مطلب یہ ہے کہ تو دنیا کی طرف سے نیست ہو جائے اور دنیا تیرے سامنے نیست ہو جاوے ۔

سوال :۔ نیست کس طرح حاصل ہوتی ہے ؟

جواب :۔ عشق سے ۔

سوال :۔ عشق کیا ہوتا ہے ؟

جواب :۔ عشق ایک آگ ہے جو اس میں پڑتا ہے وہ آگ ہی ہو جاتا ہے ۔

سوال:۔ صوفی کون ہوتا ہے ؟

جواب:۔ جو صفائی والا ہو۔

سوال:۔ صفائی کیسے حاصل ہوتی ہے ؟

جواب:۔ شہوتوں کو دور کرنے سے ۔

سوال:۔ شہوتیں کس طرح دور ہو سکتی ہیں ؟

جواب:۔ جب انسان اپنے نفس پر حکومت حاصل کر لے ۔

سوال:۔ نفس پر حکومت کیسے حاصل ہو سکتی ہے ؟

جواب:۔ جو کام کرے نفس کے خلاف کرے ۔

سوال:۔ نفس کے مخالف ہونا بہت مُشکل ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟

جواب:۔ اپنی زندگی میں عیش و عشرت کو فنا کر دے اور دُنیا کو ہیچ سمجھے ۔

سوال:۔ مست کس کو کہتے ہیں ؟

جواب:۔ جو قید سے آزاد ہو ۔

سوال:۔ کس قید سے آزاد ہو ؟

جواب:۔ زندگی اور موت کفر اور اسلام دوست اور دشمن سب کو برابر سمجھے اور ان قیدوں سے پاک ہو جاوے ۔

سوال:۔ وُہ تو دیوار کی طرح ہو گیا اُس مست کیا فائدہ ؟

جواب:۔ مست فائدے اور نقصان کا ذمہ دار نہیں ۔

سوال:۔ مسلمان کس کو کہتے ہیں ؟

جواب:۔ اسلام والے کو ۔

سوال:۔ اسلام کیا ہے ؟

جواب:۔ امر و نہی کی پیروی کرے ۔

سوال:۔ پیروی کیسے ہوتی ہے ؟
جواب:۔ سچے دل سے فرمانِ الٰہی پر عمل کرے ۔
سوال:۔ اسلام کی حد کیا ہے ؟
جواب:۔ بال برابر بھی اسلام سے باہر قدم نہ رکھے ۔
سوال:۔ اسلام کی پختگی کیا ہوتی ہے ؟
جواب:۔ فرمان پر عمل کرتا رہے اور اپنی دلیل کو چھوڑ دے ۔
سوال:۔ کافر کس کو کہتے ہیں ؟
جواب:۔ جو راستے سے گُم ہو ۔
سوال:۔ کس راستے سے گُم ہو ؟
جواب:۔ راہِ راست سے ۔
سوال:۔ منافق کسے کہتے ہیں ؟
جواب:۔ جس کا ظاہر ہو اور باطن نہ ہو ۔
سوال:۔ دیوانہ کون ہوتا ہے ؟
جواب:۔ جو اپنے خیال میں محو ہو ۔ اور دوسروں کی قیل و قال سے کچھ غرض نہ رکھتا ہو ۔
سوال:۔ ابدی دولت کیا ہے ؟
جواب:۔ صَبر و شُکر ۔
سوال:۔ صبر زیادہ اچھا ہے یا شُکر ؟
جواب:۔ صبر نہ ہو تو شُکر کیسا ۔ اور شُکر نہ ہو تو صبر کیسا ۔
سوال:۔ مسافر اور مقیم میں کیا فرق ہے ؟
جواب:۔ اصل چیز نیکی ہے اگر مقیم نیک ہو تو مسافر کو بھی نیکی کا حصہ ملے گا ۔ اور اگر مسافر نیک ہو تو جہاں جائے گا ، نیکی کی تعلیم دے گا ۔ اور لوگوں کو فائدہ پہنچے گا ۔

نیکی کے سوا دونوں کچھ نہیں ۔

سوال:۔ ایمان کیا ہے ؟

جواب:۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو قبولیت عطا فرما دے۔ یہ اسلام کی پختگی سے حاصل ہوتا ہے ۔

سوال:۔ ہر چیز کی ملکیت کیسے حاصل ہوتی ہے ؟

جواب:۔ جو شخص اپنی ہستی کے دعویٰ کو چھوڑ دیتا ہے۔ مال و دولت گھر بار سب جہان اُس کا ہو جاتا ہے ۔

سوال:۔ انسان کے لیے سب سے بہتر یادگار کیا ہے ؟

جواب:۔ بہتر یادگار موت ہے ۔

سوال:۔ انسان کیسے بن سکتا ہے ؟

جواب:۔ اللہ والوں کی صحبت سے ۔

سوال:۔ انسان کون ہوتا ہے ؟

جواب:۔ جو خدا کو پہچانتا ہو ۔

سوال:۔ خدا کو پہچاننے کا طریقہ کیا ہے ؟

جواب:۔ دو طریقے ہیں

(۱) ایک یہ جاننا کہ سب کچھ اُسی سے ہے یعنی ہمہ از اوست ۔

(۲) دوسرا یہ کہ سب وہی ہے ۔ یعنی ہمہ اوست ۔

سوال:۔ دُنیا کے اسباب کیا ہیں ؟

جواب:۔ گمراہی

سوال:۔ عاقبت کے اسباب کیا ہیں ؟

جواب:۔ دل شکستہ ہونا ۔

سوال:۔ طالب کسے کہتے ہیں ؟
جواب:۔ طلب رکھنے والے ۔
سوال:۔ کس کی طلب رکھے ؟
جواب:۔ خود طلب ، خود طالب ، خود مطلوب ہو ۔
سوال:۔ خدا سے کیا مانگنا چاہیئے ؟
جواب:۔ معرفت (اس کی پہچان)
سوال:۔ زندگی کیسے گزارانی چاہیئے ؟
جواب:۔ بغیر دعویٰ کے ۔
سوال:۔ بزرگی کیسے حاصل ہوتی ہے ؟
جواب:۔ تھوڑا کھانے سے ۔کم خوار کم خوار ، بسیار خوار لبسیار خوار
سوال:۔ دُنیا میں سب سے زیادہ حق کس کا ہے ؟
جواب:۔ ماں باپ کا ۔
سوال:۔ سب سے زیادہ خدمت کس کی کرنی چاہیئے ؟
جواب:۔ مسکینوں کی اور ماں باپ کی ۔
سوال:۔ بدی کس کے ساتھ کرنی چاہیئے ؟
جواب:۔ اپنے نفس کے ساتھ
سوال:۔ وہ کونسی کھیتی ہے جو کہ ایک زمین میں بوئی جاتی ہے اور دوسری زمین میں پھل لیا جاتا ہے ؟
جواب:۔ یہ نیکی اور بدی ہے ۔ جو اس جہاں میں بوتے ہیں اور اگلے جہان میں کاٹتے ہیں اور پھل کھاتے ہیں ۔
سوال:۔ خدا کی خوشنودی کیسے حاصل ہو سکتی ہے ؟

جواب:۔ ماں باپ کی رضامندی اور بے سہاروں، شکستہ دلوں کو خوش کرنے سے۔
سوال:۔ دانا آدمی کسے کہتے ہیں؟
جواب:۔ جو بولتا کم ہو اور سنتا زیادہ ہو۔
سوال:۔ نیک بخت کیسے پہچانا جاتا ہے؟
جواب:۔ تین نشانیوں سے (۱) طلبِ علم (۲) سخاوت (۳) خوش خلقی سے۔
سوال:۔ سخی کون ہوتا ہے؟
جواب:۔ جو کچھ پاس رکھتا ہو، دے دے۔
سوال:۔ سب سے بُرا کام کیا ہے؟
جواب:۔ بھیک مانگنا۔
سوال:۔ سب سے اچھا کام کیا ہے؟
جواب:۔ خدمت کرنا۔
سوال:۔ فقیر کی ابتداُ کیا ہے؟
جواب:۔ کسی کو نہ ستانا۔
سوال:۔ یہ بات کیسے حاصل ہوتی ہے؟
جواب:۔ اس طرح کہ اپنے آپ کو دوسروں سے حقیر جانے۔
سوال:۔ یہ امر کیسے پیدا ہوتا ہے؟
جواب:۔ فقیروں کے پاس بیٹھنے سے۔
سوال:۔ سختی کا کیا علاج ہے؟
جواب:۔ رضا کی تلاش میں رہنا۔
سوال:۔ گناہ کا کیا علاج ہے؟
جواب:۔ توبہ

سوال:۔ نامراد کس کو کہتے ہیں ؟
جواب:۔ جو بے طاعت بھی ہو اور بے مروّت بھی ۔
سوال:۔ ناقص کس کو کہتے ہیں ؟
جواب:۔ جو فقیر کا لباس پہنتا ہے اور دنیا داروں کے دروازہ پر جاتا ہے۔
سوال:۔ دل کی روشنی کیا ہے ؟
جواب:۔ رات کو جاگنا ۔
سوال:۔ رات کو کس طرح جاگا جا سکتا ہے ؟
جواب:۔ کم کھانے سے ۔
سوال:۔ کس طرح کم کھایا جا سکتا ہے ؟
جواب:۔ تھوڑا تھوڑا کم کرتا جاوے ۔
سوال:۔ دنیا میں کس طرح رہنا چاہیئے ؟
جواب:۔ مسافروں کی طرح ۔
سوال:۔ منزل پر کیسے پہنچا جا سکتا ہے ؟
جواب:۔ بوجھ ہلکا ہونے سے ۔
سوال:۔ وہ کیا چیز ہے ؟ جس کی قدر و قیمت زیادہ ہوتی ہے ؟
جواب:۔ جو چیز ہاتھ سے نکل جاوے ۔
سوال:۔ فقر کا لباس کیا ہے ؟
جواب:۔ پردہ پوشی
سوال:۔ زبان کیسے پاک ہوتی ہے ؟
جواب:۔ حلال کھانے اور سچ بولنے سے ۔
سوال:۔ بدن کیسے پاک ہوتا ہے ؟

جواب:۔ پرہیز گاری سے ۔
سوال:۔ روح کیسے پاک ہوتی ہے ؟
جواب:۔ بے ریا ہونے سے ۔
سوال:۔ لذیذ لقمہ کونسا ہے ؟
جواب:۔ جو کھانا کسی کو دے دے اور اس کا بچا ہوا کھائے ۔
سوال:۔ مالدار کے لیے کون سا کام اچھا ہے ؟
جواب:۔ دینا اور دلانا ۔
سوال:۔ فقیروں کے لیے کیا کام بہتر ہے ؟
جواب:۔ خدا پر توکل کرنا ۔
سوال:۔ بلند ہمت کون ہوتا ہے ؟
جواب:۔ جس میں طمع نہ ہو ۔
سوال:۔ مرد کس کو کہتے ہیں ؟
جواب:۔ جو راہِ خدا میں کام کرنے کے لیئے ہر وقت تیار رہے ۔
سوال:۔ بے خلل گھر کونسا ہے ؟
جواب:۔ آزادی کا گھر ۔
سوال:۔ کون آیا کون چلا گیا اور کون موجود ہے ؟
جواب:۔ جو شخص مخلوق کا ہادی اور رہبر ہو ۔ وہ آیا اور جس کی دنیا میں کوئی نیک یادگار باقی نہ ہو ، وہ چلا گیا ۔ جس کی نیک یادگار دنیا میں قائم ہے وہ موجود ہے ۔
سوال:۔ سعادت کس طرح پیدا ہوتی ہے ؟
جواب:۔ حیا سے ۔
سوال:۔ حیا کیسے پیدا ہوتا ہے ؟

جواب:۔ اس طرح کہ انسان نفس کا محکوم نہ بنے۔

سوال:۔ جاہل کس کو کہتے ہیں؟

جواب:۔ جو نفس کا محکوم ہو۔

سوال:۔ موت کیا ہے؟

جواب:۔ دنیا کو چھوڑ جانا۔

سوال:۔ دنیا چھوڑ کر کہاں جاتا ہے؟

جواب:۔ دنیا ہی میں رہتا ہے۔

سوال:۔ کیا دنیا دو بارہ ہوتی ہے؟

جواب:۔ جس کے تصوّر میں دنیا ہوتی ہے اس کے سامنے سے نہیں ہٹ سکتی اور جب دنیا کو بھول نہیں جاتا دنیا سے باہر نہیں جا سکتا۔

سوال:۔ دنیا کیسے بھول سکتی ہے؟

جواب:۔ دو طریقوں سے۔

پہلا یہ کہ ساری دنیا کو فنا دیکھے، دوسرا یہ کہ ہر جگہ خالق کو دیکھے مخلوق کو کہیں نہ دیکھے۔

- علمِ سلوک کا اصول یہی ہے کہ پوست میں دوست کو دیکھے۔ دوئی کا غبار دھو ڈالے۔ ایک دیکھے۔ ایک جانے۔ کیونکہ ایک ہی ہے ایک ہی رہے گا۔
- اس طرح ایک دیکھے کہ ایک ہی ہو جاوے۔ قطرہ سمندر سے جُدا ہو تو ناکارہ ہو جاتا ہے۔ سالک کو دونوں جہان سے غرض نہیں ہوتی۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے ولی نہیں مرتے۔
- اے عزیز پہلے بندگی پیدا کر۔ اور اُس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کر۔ تاکہ پروردگار کی مہربانیوں سے یہ سب دروازے تجھ پر کھول دیئے جائیں۔

شرائف التواریخ جلد دوم صفحہ ۱۱۴۵

کَلَماتِ طَیّبَات

آپ کا کلام نصیحت و ہدایت اور معرفت و توحید کا مخزن ہوتا تھا چند کلمات یہاں لکھے جاتے ہیں۔

اِنسان فرمایا۔ انسان کے جسم میں بہت صفتیں اور بے شمار جوہر قدرت نے ودیعت رکھے ہیں خصوصًا خدا تعالیٰ کی معرفت جس قدر انسان میں ہے کسی مخلوق میں نہیں اسی لئے انسان کا مرتبہ تمام مخلوق سے بلند تر ہے۔

دُنیا فرمایا۔ دنیا ایسی زہریلی ہے کہ اس کا زہر تمام مشہور زہروں سے زیادہ خطرناک ہے اور اس کی صورت تمام زہریلے سانپوں سے علیٰحدہ ہے اس کا بیمار بھی اسی کے حصول میں خوش ہوتا ہے اور اس کا زخمی اسی کے حصول سے اپنی مرہم تلاش کرتا ہے۔

فرمایا: اے درویش! ابلیس کے مکر و فریب سے بچنے کی کوشش کرو۔ دنیا کمینی کی حرص کو دل سے دور کر کے خدا کی محبت سے جو نفیس ترین ہے اس کو معمور کرو۔

معرفت اذکار پاس انفاس و نفی اثبات و سلطان الاذکار جو از قسم اشغال درویشوں نے اختیار کئے ہیں یہ اس لئے کہ بے ہودہ کاموں سے بچے رہیں۔ اور ان کے دم ضائع اور خدا کی یاد سے خالی نہ جائیں ورنہ خداوند تعالیٰ کی معرفت کا تعلق عقل سے ہے جب تک ہوش کو دنیا کی طرف سے فراموش نہ کریں اور وحدت کے دریا میں غوطہ نہ لگائیں اور خدا کی الوہیت اور اپنی عبودیت کو نہ پہچانیں۔ اذکار و اشغال سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اصل مدعا اس امر میں اپنے خیال کی حفاظت کرنا ہے۔ خیال ہی ہر کام میں پیش رو ہے۔ دل کی زنجیر خیال ہی ہے اس کے سوا اس کو پابند نہیں کیا جا سکتا۔ یاد رکھو! خدا کا وصول سوائے پاکیزگی خیال کے نہیں ہو سکتا۔ فصد لیلیٰ نے کروایا اور خون مجنوں کا جاری ہو گیا۔ ایسا وصل

کون سے ذکر سے اُن کو حاصل ہوا، انسان کا خیال ہوا و ہوس میں پراگندہ ہے اس کے جمع کرنے کے لئے بزرگوں نے اذکارِ مذکورہ اختیار کئے ہیں تاکہ کسی وجہ سے خیال ایک جگہ استقامت پکڑے، حاصل کلام یہ ہے کہ اگر تم منزلِ مُراد پر پہنچنے کا ذوق رکھتے ہو تو اپنے آپ کو اِس دنیا کے کمند سے خلاص کرو، اور غفلت کا پردہ دُور کرو، اُسی وقت راہِ راست دیکھ لوگے، اور منزلِ حقیقی پر پہنچ جاؤ گے۔

ہمہ از اوست

فرمایا۔ اے درویش! میں تم سے ایک راز کی بات کہتا ہوں، اور ایک لازوال خزانے کا دروازہ کھولتا ہوں، دل کے کانوں سے سنو اور خاص ہوش کے ساتھ سمجھو، جب تم ہمہ از اوست کے بھید سے واقف ہو جاؤ گے تو اُس کی درگاہ میں بیشک مقبول ہو جاؤ گے، جو خیال میں آوے اُسی سے جانو، جو وہم میں آوے اُسی سے سمجھو، جس سے تم کو جدا کرتا ہے اُس سے علیحدہ ہو جاتے ہو، جس سے تم کو وابستہ کرتا ہے اُس سے تم مِل جاتے ہو، تمہاری حرکات گیند کی طرح ہیں، اور چوگان اُسی کے ہاتھ میں ہے، تمہاری ہستی کا قیام اُسی کی ذات و صفات کے پَرتو سے ہے، اُس کے حکم کے بغیر تمہاری زبان گویا نہیں ہو سکتی، اور بغیر حکم کے تمہاری ناک کچھ سونگھ نہیں سکتی، اُس کے بغیر تم ایک سانس نہیں لے سکتے۔ خواہ اندر کھینچو خواہ باہر نکالنے کی کوشش کرو، بہار کی تاثیر اور رنگ اور نام کیسا بنایا ہے؟ اور بادل میں بارش کا قطرہ قطرہ کس طرح بناتا ہے؟ خواب میں وہ کس طرح چیزیں تم کو دکھاتا ہے کہاں سے لاتا ہے اور پھر کہاں لے جاتا ہے؟ دیکھنا اور سُننا تمہارے وجود میں کس سے ہے؟ اخلاطِ اربعہ (اربعہ عناصر یعنی آگ مٹی ہوا اور پانی) کا توازن کس طرح ہے یہ اسرارِ حکمت وہی حکیم جانتا ہے، وہ ہر زمانہ میں اور ہر حال میں موجود ہے، آسمان اُسی کے حکم سے پھر رہا ہے، ذرّۂ ناچیز اُسی کے حکم سے رقص کر رہا ہے، آسمان و ذرّہ و بارش اُس کے نزدیک یکساں ہیں، اُس کے دیکھنے میں سب لوگ برابر ہیں، مسجد اور مندر میں بٹھانے والا وہی ہے، نیکی اور بدی اُسی کے حکم سے ہے، تمام خواہشیں اُسی سے ہیں اور وُہ خواہش سے بَری ہے، ہر راہ

کی راہبری اُس کے ہاتھ میں ہے، ہر کسی کے حال سے خبردار ہے اُس کے حکم سے باہر ہو جانا کسی کی مجال نہیں، آسمان کی بلندی پرستاروں کا نقشہ کھولا ہے، کنوئیں کے گہراؤ میں ریت کے دانے رکھے ہیں، اپنے ملک میں حکم چلاتا ہے اور خود جُدا ہے، کوئی جگہ اُس سے خالی نہیں اور وُہ جگہ سے پاک ہے جو کچھ ہم سے کرواتا ہے۔ بیشک ہم کرتے ہیں۔ اگر اُس کی مرضی نہ ہو، تو ہم کیسے کر سکتے ہیں، ہوش والے اور بدمست، شرابی اور میفروش، فقیہ اور بُت پرست سب اُسی سے ہے، خالق و مخلوق میں یہی فرق ہے کہ خالق جو کچھ چاہے وہ کرتا ہے اور مخلوق بے حس و بے حرکت ہے اُس سے کچھ نہیں ہو سکتا، بزرگوں نے بندہ کو فاعلِ مختار آدابِ پروردگار کے لئے کہا ہے، ہماری کیا مجال ہے کہ گناہ کی نسبت اُس کی طرف کریں ورنہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ والقدر خیرہٖ وشرّہٖ من اللّٰہ تعالیٰ۔ یعنی نیکی اور بدی کا مقدر کرنا سب اللّٰہ تعالیٰ سے ہے۔

اے درویش! اگر گناہ کرنیوالے ہم ہوں تو مخلوق ہونا ہم سے جُدا ہو جائے، اگرچہ وُہ گناہ ہے لیکن کسی چیز کے بنانے کی قوت جب ہم کو ہو گئی تو ہم بھی خالق ہو گئے مخلوق کا حرف اس سے مختص ہے۔ جس سے خود بخود کوئی حس و حرکت ظاہر نہ ہو، تم دُولاب کی طرح پھر رہے ہو، پانی کا نکلنا تمہاری طرف منسوب ہے، مگر دراصل پھرنا تمہارے قبضہ میں نہیں ہے تم تو ایک سبب ہو۔ اسباب بنانیوالا وہی ہے تمہاری حرکت تمہارے بنانیوالے کے ہاتھ میں ہے۔ پس ہم ہرگز آپنے آپ متحرک نہیں، گیند کی طرح ہماری حرکت چوگانِ قدرت کے ہاتھ میں ہے، ہم فعل ہیں ہماری عزت و ذلت ہمارے فاعل کے اختیار میں ہے۔ فعل کو کیا قدرت و طاقت ہے کہ فاعلی کرے ہم پتّوں کی طرح بے حرکت ہیں، ہماری حرکات اُس کی رضا کی ہوا کے ساتھ وابستہ ہیں، اپنے آپ کو بگولا کی طرح جانو، ہوا اس میں پوشیدہ ہے اُس کو پھرا رہی ہے، کبھی بلندی پر لے جاتی ہے کبھی پستی پر لے آتی ہے کبھی مٹی پر مٹی پھینکواتی ہے۔ پس لے مرد! جان لو کہ ہم بے شک گرد و غبار کی مانند ہیں۔ جس طرح وہ چلاہے ہم کو رکھے۔ اگر ہماری حرکت ہمارے ہاتھ میں ہوتی۔ تو ہم اپنی حاجتوں کے نہ پورا ہونے سے کیوں غمگین ہوتے۔

اے درویش! مذہب فقر یہ ہے کہ کسی سے کوئی غرض نہ رکھے۔ سب کچھ اُسی ذات

سے سمجھے۔ جب تک درویش کا اعتقاد ہمہ از اوست پر راسخ نہ ہوگا۔ اپنے آپ کو درویشوں کے سلسلہ میں شمار کرے اور جو کچھ درویشانِ متقدمین کے احوال کتابوں میں لکھے ہیں ان سے اشتغال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ تجربہ کاروں کے فرمان پر چلنے سے کشودِ کار ہوتا ہے۔

ہمہ اوست

فرمایا اے درویش! ہمہ اوست کمال معرفت کا درجہ ہے وہاں ہم اور تم ہست اور نیست، کچھ نہیں۔ شمع کی طرح ہر طرف ایک ہی رُخ ہے ہر چہرہ میں وہی ذات اپنا جلوہ دیکھتی ہے ہر طرف وہی وُہ ہے مشعل و پروانہ ایک ہیں۔ فاعل، مفعول یعنی کرنیوالا اور کیا گیا سب ایک ہے۔

اے درویش! غصہ و حیا علامت دوئی (غیریت و ثنینیت) ہیں جہاں سوائے ایک کے کچھ مشہود نہ ہو وہاں غصہ کس پر اور حیا کس سے؟ درویش جو صورت سے گذر جاوے اور معنی کو پالے اُس کی نظر میں سوائے ذاتِ واحد کے کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ ہر صورت میں اور ہر جگہ وُہ ایک کو ہی دیکھتا ہے۔ ضارب و مضرُوب (مارنے والا اور مار کھانیوالا) اُس کی نگاہ میں باہم غیر نہیں دکھائی دیتے۔ وہ ہر حال میں خوش بخوش رہتا ہے جیسا کہ عناصر یکساں ہیں اور ان سے بے شمار شکلیں اور رنگ جملہ موجودات میں نمایاں ہیں۔ لیکن عناصر کی یک رنگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کمزور و طاقتور، اُونٹ و گھوڑے، شیر و ہاتھی، مچھر و کیڑے، ازرق و نیترین، احول اور اندھے سب انہیں عناصر میں موجود ہوئے (شکلوں میں اختلاف ہوا۔ لیکن عناصر میں نہیں) اسی طرح دیکھنے والا اور بولنے والا، پہچاننے والا اور حرکت کرنیوالا، سب موجودات میں ایک ہی ہے۔ عناصر کی ظاہری و باطنی حس غیر اُس ذات کے کچھ نہیں۔ عناصر بے حس پوست ہیں اور جس نے ببنیادوں کو متحرک کیا ہے وہ صُورت اور رنگ سے پاک ہے سب جگہ موجود ہے جیساکہ سب جہان کے چمن و گلزار اور برگ و بار کو بادِ صبا کھلاتی اور ہلاتی ہے اور وُہ ایک ہی ہے اور ہر ایک چشمہ میں پانی ہے اور وہ ایک ہی ہے اور ہر ایک پتھر میں آگ ہے وُہ ایک ہی ہے (مقامات کے تعدد سے ان کی یگانگت میں فرق نہیں آیا) چاہیئے کہ تم صُورت سے گذر جاؤ اور معنی تک

پہنچو۔ حتیٰ کہ اشکالِ مختلفہ تم کو آئینہ ہو جائیں گے اور سب شیشوں میں تم اپنی صورت دیکھو گے۔ یہ بصارت جو آب و گل کی آنکھوں میں ہے یہ آب و گل کو دیکھتی ہے اور وہ بصارت جو ہوش کی آنکھوں میں ہے، حقایق اشیاء کو دیکھتی ہے۔ جب کثرت میں وحدت ظاہر ہو جاوے تو ظاہری بصارت پر اعتبار نہیں رہتا۔ اہلِ بصیرت اور محقق نظر ہو جاتا ہے سو لبسو اور مو بمو اس کو ذاتِ واحد کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ بلکہ سب موجودات میں آپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ مخلوق کا خیال اس سے برطرف ہو جاتا ہے۔ سوائے خالق کے کچھ نہیں رہتا۔ مخلوق نابُود ہو جاتا ہے۔ جو کچھ تم کو سامنے نظر آتا ہے، صرّاف کی طرح اُس میں دیکھو۔ جب غور کی نگاہ سے دیکھو گے تو صرف ایک ذات ہی نظر آئے گی۔

اے درویش! سب مدعا خیال کی مشق میں ہے۔ اہلِ دُنیا کہ دن رات دنیا کے خیال میں محو ہیں خالق سے کنارہ کر کے مخلوق میں سرگردان ہو جاتے ہیں اور بے شمار آفاتِ غم و اندوہ ان کو لاحق ہوتے ہیں اس طرح اگر دن رات تم وحدت کا خیال رکھو گے تو بتدریج ایسا وقت آئے گا کہ سوائے ایک ذات کے کچھ نہ رہے گا۔ جیسا کہ عشقِ مجازی کے خیال میں مجنوں نے کمال کیا۔ اُس کو چاروں طرف سوائے لیلیٰ کے کچھ نظر نہ آتا بلکہ مجنوں نہ رہا لیلیٰ ہی لیلیٰ ہو گئی۔

اے درویش! اس دنیا کے بتکدہ کو دیکھو۔ ہر بت میں بت ساز اور بت شکن کو دیکھو جب آنکھیں کھولو گے تو سب شیشہ ہیں۔ ہر جمال میں اپنا چہرہ دیکھو گے۔

اے فقیر! جب تو اُپنے مقام کو پہچانے تو تیری کوئی جگہ نہ رہے۔ نہ یہ رہے نہ وہ رہے نہ تیرا گھر رہے، زندگی کی خواہش اور موت کا خوف کچھ نہ رہے۔ ہر آواز میں ہر ساز میں تیرے ہی گیت گائے جاویں۔

فرمایا:۔ اہلِ دُنیا حرص و خواہشات کے کنوئیں میں پڑے ہیں پھر بھی آہ نہیں کرتے یہ اِن کی حماقت اور بیوقوفی کا سبب ہے اِن لوگوں کو اپنی عمر کے گزر جانے کی کوئی خبر نہیں۔ اِن کے نزدیک حلال وحرام، دین و دُنیا، یاقوت اور پتھر سب برابر ہیں کسی کی تمیز نہیں۔ بلکہ دین کو دُنیا کے برابر نہیں سمجھتے، اور دُنیا کے واسطے دین کو فروخت کرتے ہیں۔ کئی مرتبہ امراضِ جسمانی میں مبتلا ہو کر قریب مرگ ہو جاتے ہیں۔ پھر بھی پشیمان نہیں ہوتے۔ اور زندگی سے نا اُمید نہیں ہوتے۔ ان کی مثال بھیڑ کی طرح ہے جب قصاب ذبح کرنے کے واسطے اس کو زمین پر لٹاتا ہے تو وُہ یہی سمجھتی ہے کہ میری اُون مونڈنے کے لیے لِٹا رہا ہے۔ کیونکہ کئی مرتبہ وہ ایسا واقعہ دیکھ چکی ہوتی ہے۔ آخر اسی غفلت میں اس کے گلے پر چھُری چل جاتی ہے۔ ایسا ہی جب اہلِ دُنیا بیمار ہوتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ کئی مرتبہ بیمار رہ کر صحت پا چکے ہیں۔ زندگی سے مایُوس نہیں ہوتے۔ اور خُدا کی طرف قطعًا خیال نہیں کرتے۔ آخر اسی غفلت میں انتقال کر جاتے ہیں اور حسرت ساتھ لے جاتے ہیں۔

فرمایا:۔ فقیر کو چاہیئے کہ لذّتوں اور خواہشوں کو اپنے اُوپر حرام کر لے تاکہ فقیر سالک ہو جاوے۔ اگر لذات کو ترک نہ کرے گا تو خام اور ریاکار ہے۔

فرمایا:۔ آدمی کی پہچان کے لیئے بہت شناسائی اور بینائی درکار ہے کہ آدمی کون ہے اور آدمی کس طرح ہو سکتا ہے۔ سب لوگوں کو آدمی نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ ان میں سے کئی لوگ درندوں اور پرندوں سے بھی خبیس اور پلید ہیں۔ آدمی صورت سے آدمی نہیں ہوتا۔ گوشت اور ہڈیوں کے ڈھانچہ کو آدمی نہ جانو۔ آدمی اور ہیں جن کی تعریف میں خداوند عالم نے قرآن مجید میں بہت آیتیں نازل فرمائی ہیں۔

فرمایا:۔ انسان کا جسم ایک شہر کی مثل ہے۔ جو نہایت آباد ہے۔ جس طرح کارخانۂ جہاں (عالمِ کبیر) میں ہر ایک چیز کا ظہور ہے اسی طرح انسان کے جسم (عالمِ صغیر) میں ہے۔ طمع اور حرص، حسد، کبر، کینہ، شہوت، خودی، گمراہی، غفلت، دعویٰ، محبّت، عداوت، لذّت

کدورت، یہ سب بدخمیر تیرہ ضمیر اس شہر کے باشندے ہیں جو ہر وقت فتنہ و فساد اور خصومت میں مصروف رہتے ہیں۔ اور نہایت بدمعاملہ اور بدخصال ہیں۔ اس شہر کا بادشاہ روح ہے۔ جس کی بزرگی اور پاکیزگی فرشتوں سے بھی بلند تر ہے۔ وہ ساکنانِ شہر کے فتنہ و فساد سے ہر وقت غم و الم میں مصروف رہتا ہے۔ اس بادشاہ کی فوج صبر و شکر، حیا، صاف دلی، شکستگی، سبکساری، پرہیزگاری، طاعت، محنت، راستی، خدا دائی، بے ریائی علم حلم ہے۔ یہ فوج بڑی حلیم و شریف الطبع ہے۔ باشندگانِ شہر کی شرارتوں سے آئے دن تنگ رہتی ہے۔ بادشادہ نے حفاظت کے واسطے ایک کتا رکھا ہے جو بڑا لڑاکا اور حریص و بدخو و بے وفا ہے۔ اس کا نام نفس ہے۔ اگر بادشاہ اس کو بھوکا رکھے تو وہ تمام رات جاگتا ہے۔ اور دشمنوں کو غارت گری و شبخونی (شب خونی) سے روکتا ہے۔ اگر اس کو سیر کر کے کھلائے پلائے تو وہ ایسا بے خبر اور غافل ہو کر سوتا ہے کہ اس کو دنیا کی کوئی خبر نہیں رہتی۔ پھر باشندگانِ شہر فوج پر اور بادشاہ پر حملہ کر کے اس کو گرفتار کر لیتے ہیں اور اس پر غالب آجاتے ہیں۔

اے عزیز! اگر عزت و حرمت چاہتے ہو تو چاہیے کہ ان دشمنوں سے اپنی آبرو کو بچاؤ۔ نفس کتے کو آرام نہ لینے دو۔ اور اچھے کھانے کھلانے پلانے سے اس کو موٹا تازہ اور غافل نہ بناؤ۔ کہ اس کا وبال تمہارے سر پر آئے گا۔ اور روح اور اس کی سپاہ کی جمعیت و عافیت میں کوشش کرو۔ یہ تمہارے کام آئے گی اور مردوں کی طرح خدا تعالیٰ کا وصول حاصل کرو گے۔

فرمایا:۔ باغبانِ اپنے باغ کی تربیت کرتا ہے اور تمام آفتوں سے اس کو بچاتا ہے۔ ضرورت کے مطابق کئی درختوں کی شاخیں کاٹ لیتا ہے اور اس پر دوسرا پیوند لگاتا ہے۔ وہ درخت سردی و گرمی اپنے سر پر جھیلتے ہیں۔ دوسرے درخت جو صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ خوش ہوتے ہیں کہ ہم ڈالیوں اور پتوں کی کٹائی سے محفوظ رہے۔ اور سردی اور گرمی سے بچ گئے لیکن جب خزاں کا زمانہ گزرتا ہے اور بہار کا موسم آتا ہے تو پیوند شدہ درختوں کے شگوفے پھوٹتے ہیں اور باغبان

ان کی ہر طرح سے حفاظت و پرورش کرتا ہے تا آنکہ وہ پھولوں اور پھلوں سے آراستہ ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص کی نگاہ میں محبوب اور دل پسند ہو جاتے ہیں اور جو درخت کٹائی سے بچ گئے تھے وُہ سُوکھ جاتے ہیں ان کی تربیت کوئی نہیں کرتا بلکہ باغبان جڑوں سے کاٹ کر ان کو جلانے کے کام میں لاتا ہے۔

اے عزیز! باغ یہ جہان ہے اور اس کے پھلدار اور پھولوں والے درخت مخلوقات ہیں اور باغبان اس کا پروردگار ہے جو محافظ ہے پیوند لگانے کا زمانہ بلوغت کا عہد ہے۔ شگوفہ اور میوہ لانے کا زمانہ قیامت کا دن ہے جس شخص نے تقدیر کی تلوار اپنے نفس پر نہ چلائی اور اپنی خواہشاتِ نفسانی کو نہ کاٹا آخر پشیمان اور سرگردان ہوگا۔ اُس جیسا نگون طالع و برگشتہ بخت کوئی نہیں جب تک خوردی میں بزرگوں کی جھڑکیں نہ کھائیں۔ بڑے ہونے پر بزرگی حاصل نہیں کر سکتے۔

اے عزیز! پیوند لگانے کے زمانہ کو پہچان، اور تقدیر کی تلوار اپنے نفس کے سر پر چلا۔ اگر تُو نفس کی عزت کرے گا تو یہ تم کو بے عزت کر کے چھوڑے گا۔ اس کا سر کاٹ دے ورنہ تیرا سر کاٹ دے گا۔ نفس بمنزلہ سانپ ہے۔ جس گھر میں سانپ ہو۔ چاہیئے کہ اُس کو مارنے کی کوشش کریں ورنہ وُہ سب اہل خانہ کو مار دے گا۔

فرمایا:۔ دنیا کا ترک کرنا بڑا مشکل کام ہے بلکہ تارک ہو ہی نہیں سکتا جب تک انسان اس جہاں میں ہے اس کی رگ رگ اور بال بال دنیا کی کمند میں پھنسا ہوا ہے لیکن اربابِ شہود نے فرمایا ہے کہ جو درویش لباس میں زیبائش اور کھانے میں لذت سے آشنا نہ ہو، اور اس کا مقصد زیبائش و آرائش ولذت گیری نہ ہو، اور طمع سے کنارہ رکھتا ہو۔ اور اپنی حاجت کے پورا ہو جانے پر اکتفا کرتا ہو۔ گندم اور جَو، نیا اور پُرانا، روئی اور پشمینہ، مٹی اور یاقوت، وفا اور جفا کو ایک جیسا سمجھتا ہو اور خود بینی کے زنگار اور بیہودہ نکتہ چینی کے غبار کو دل سے دُور کر دے۔ ہدایت کا چراغ روشن کرے، اور قناعت کا گوشہ اختیار کرے اور دعویٰ کا گھر

جلا دیوے۔ اور کل کے واسطے توشہ جمع نہ کرے اور اپنی ہستی کو فنا جانے اور غم و خوشی کو دل میں نہ لاوے۔ اس کو تارکِ دنیا کہا جا سکتا ہے اس کو طالبِ مولا سمجھنا چاہیئے۔

اے درویش! جس چیز کے بغیر زندگی قائم نہ رہ سکتی ہو۔ اور جس کے بغیر بندگی نہ ہو سکتی ہو۔ اس کو دنیا نہ کہنا چاہیئے۔ دُنیا وُہ ہے جو پہلے درندگی پیدا کرے اور پھر شرمندگی لاوے۔ اس کا افراط تکبّر اور ندامت پیدا کرتا ہے اور اس کا انحطاط شرمندگی و ملامت کا باعث ہوتا ہے دنیا مُردار و بدکردار ہے اس کو اپنے پاس نہ بھٹکنے دو۔ یہ سراسر فتنہ ہے جو اس کے قریب ہوا۔ اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا۔ ہر حالت میں اس سے دُور رہو۔ اور جب تک ہو سکے اس سے نفرت کرو۔ ورنہ رنجور اور بے نور ہو جاؤ گے۔ بادشاہ بظاہر بڑے آرام میں معلوم ہوتے ہیں لیکن یہی تخت ان کا دشمن ہوتا ہے۔ دن رات ان کو دشمنوں کے خطرے درپیش ہیں۔ مگر ایک بوریا نشین فقیر چور اور دشمن کے غم سے محفوظ ہوتا ہے۔

اے عزیز! میری باتیں سُنو! اور ان کا مطلب سمجھو۔ اور کانوں کے راستہ سے سُن کر ہوش کا حمام گرم کرو۔ دنیا کی محبت کی مَیل اپنے دل سے دھوؤ، اور اپنے خالق کو اپنے آپ میں ڈھونڈو۔

فرمایا:۔ محبت کا بظاہر کوئی جسم نہیں۔ یہ ایک کیفیت ہے۔ بہت سی ایسی چیزیں انسان کے ساتھ وابستہ ہیں جن کا بظاہر جسم نہیں اور ہر وقت اِن کا محکوم ہے مثلاً بُخل، کبر، رعونت دُغا، دعویٰ وغیرہ۔ لیکن ان سب کی جڑ دنیا کی محبت ہے۔ یہ سب اس کی شاخیں ہیں۔ جس درویش نے اس جڑ کو کاٹ دیا۔ دوسری سب خود بخود دفع ہو جاتی ہیں۔ اور اس کے دل کو جلانے والی آگ سرد ہو جاتی ہے۔

فرمایا:۔ حُبِّ دُنیا دعویٰ کا نام ہے اور دعویٰ کی ہستی سراب کی طرح ہے۔ جو دُور سے پانی نظر آتا ہے اور پیاسوں کے دلوں کو کشش کرتا ہے حالانکہ دراصل وُہ خود کوئی چیز نہیں۔ جو شخص اس کے پیچھے دوڑا وہ مطلب کو نہ پہنچا، آخر پیاسا مرا۔ اور افسوس ساتھ

لے گیا، سراب کو پانی سمجھنا عقل کی بیوقوفی ہے اور بے ثبات (فانی) کو ثبات (باقی) جاننا دل کی بے شعوری ہے

اے درویش! جب دعویٰ کی ہستی قائم ہوئی کہ فلاں چیز میری ہے۔ تو اس کی محبت ہونا لازمی ہے۔ پھر اس کے موجود ہونے سے راحت اور چلے جانے سے تشویش کا ہونا ناگزیر ہے جس چیز کو بیگانہ سمجھے گا۔ اس کے لیے دیوانہ نہ ہوگا۔ اُس کے ہونے سے خوش نہ ہوگا۔ اور اس کے نہ ہونے سے غمگین نہ ہوگا۔ اور جس چیز کا دعویٰ کرے گا۔ کہ فلاں چیز میری ہے اس کے موجود ہونے اور اس کے زیادہ ہونے سے خوش ہوگا۔ اور اس کے چلے جانے اور اس کے کم ہونے سے متاسف (افسوس کرنا) ہوگا۔ اور اسی خوشی وغمی میں تمام زندگی ختم کر دے گا۔ تاآنکہ عالم فانی کے علامات ظاہر ہونے لگیں گے۔ بینائی و شنوائی اور طاقت نافرمان ہو جائے گی۔ بال سفید ہو جائیں گے چہرہ بے رونق ہو جائے گا۔ کوئی شخص اس کو قبول نہ کرے گا۔ لوگ اس سے بے وفائی کریں گے۔ خویشوں سے بے اتفاقی ظاہر ہوگی۔ دوستوں میں جدائی پڑ جاوے گی۔ یہ سب موت کے نشانات ظاہر ہونے لگیں گے۔ مگر یہ مدعی کمینہ ابھی انہیں کی ہمسائگی کو اچھا جانے گا۔ اور ان کی دغا بازی اور عدم موافقت کو دیکھ کر پھر بھی دعویٰ کو ترک نہ کرے گا۔ اپنی زندگی میں ہی دنیا اس سے چلی جاتی ہے اور یہ دنیا کا کُتا دنیا کے دروازے سے نہیں ہٹتا۔ یہ اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتا ہے اور اپنے دونوں جہان کو تباہ کر کے مرجاتا ہے۔ لیکن جیتے جی دُنیا کو ترک نہیں کرتا۔

فرمایا:۔ اے درویش! دنیا اور دعویٰ دُنیا بے شک وشُبہ سراب ہے اور اس کا طالب نا سرانجام ہے۔ دعویٰ کی ہستی تیری ہستی کو خراب کرے گی۔ اور یہ تیرے لیے عذاب ہے اور اس دعویٰ کو مٹانا تیرا علاج ہے اس کی اصل کو حقیقت میں آنکھ سے دیکھ اور اس کو پانی سمجھ کر سراب کے گرد نہ پھر۔ یہ دنیا ایک نجاست ہے۔ جس کے گرد سونا لپیٹا گیا ہے۔ اور سونے میں اس کو چھپایا گیا ہے یہ فریب دینے والی، اور دشمن، اور خدا کے ہاں سے مردود ہے۔

اے درویش! کوشش کر۔ اور اس رشتے پر غور سے نگاہ کر اور اپنی ہستی کے دعوٰی کو نابود جان کر اس سے ہاتھ دھو ڈال۔ اور خالقِ حیّ و قیوم کو موجود جان کر اس کا طالب بن۔ اور ہر وقت اس کے سامنے سجدہ میں رہ تاکہ تمام آفتوں سے خلاصی پائے۔ اور ہر چیز سے بے نیاز ہو جائے۔

فرمایا :۔ روان و نفس و روح و قلب ایک ہی چیز ہے۔ اور اس کے لقب مختلف ہیں۔ مختلف افعال کی وجہ سے مختلف نام پڑ گئے ہیں۔ قلب یہی ہے۔ جو بندہ کی رُوح ہے۔ وُہ قلب نہیں جو گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب دنیا سے چہرہ پھیر لے اور ولی و پارسا ہو جاوئے۔ تو اس کا نام قلب ہے اور جب بے وفا اور بدی کے راستہ پر چلنے والا ہو جاوے تو اس کا نام نفس کافر ہے جب یہ نفس بے دین اور سیاہ باطن ہو جاتا ہے۔ تو دعوٰی کرتا ہے۔ اُس وقت اس میں سینکڑوں شیطان پیدا ہو جاتے ہیں اور جب آب و گِل کی قید سے جُدا ہو کر نگاہِ بصیرت سے بینا ہو جاوے تو اُس کو اپنے آپ میں خدا نظر آتا ہے۔

اے درویش! سُن، سعادت اور شقاوت اسی میں ہے، تو یہی دل ہے کبھی خاک پر ہے۔ کبھی کُرسی پر ہے۔ تو ہی مجھ سے پُوچھتا ہے کہ دل کیا ہے؟ تو اپنے آپ سے بے خبر ہے۔ تجھ کو چاہیئے کہ اپنی ہستی سے خبردار ہو۔

فرمایا :۔ خیال ہر ایک چیز کی اصل ہے۔ اپنے خیال کو پہچانو۔ بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ خیال کوئی چیز نہیں۔ مگر اس خیال سے گزر جاؤ کیونکہ اگر خیال دلوں کی مُہار نہ پکڑے تو ہجر و وصال کا کوئی ظہور ہی نہیں ہوتا جب خیال حرص کی طرف ہو۔ تو دولت، دنیا اور جاہ و حشم پیارا ہو جاتا ہے۔ اور اگر خیال کسی خوبصورت کی طرف ہو جائے تو اس کی زُلف میں قید کر دیتا ہے۔ اور اس کے جنونِ عشق میں دل خراب اور ویران ہو جاتا ہے۔ اور اگر خیال خُدا کی رضا پر راضی ہو جاوے تو ضمیر صاف ہو جاتا ہے۔ اور فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ خیال جس طرف رجوع کرتا ہے وہی صُورت بن جاتا ہے۔ اگر خیال اپنی ہستی کی طرف ہو جاوے تو

اس کی حقیقت پالیتا ہے۔ ہمارا خیال تو وہی ہے جو حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کا خیال ہے۔ ہزار بار ہم نے دیکھا ہے وہی کچھ ہے۔

فرمایا :۔ ظاہری آنکھوں میں نور ہو تو گلزار جہاں نظر آتا ہے اور نظر کی تیزی کے لیئے سرمہ ڈالا جاتا ہے۔ پھر بھی اگر اپنا چہرہ دیکھنا ہو تو شیشہ کے وسیلہ کی ضرورت ہے۔ باطنی آنکھیں دل کی آنکھیں ہیں۔ جو دِل (خیالاتِ غیر سے) گرد آلود ہے وُہ صفائی کے نُور سے علیحدہ ہے۔ اور بصیرت اس میں روشنائی نہیں پکڑتی۔

اے درویش! دل دیکھنے والا اور دکھانے والا، اور پھرنے والا پھرانے والا ہے خود بخود ہے جب اپنے میں مشغول ہو جاوے اور اس میں بصیرت پیدا ہو جاوے۔ اور فوائد کا حاصل ہونا اس سے پایا جاتا ہے۔ اپنے آپ کو اپنے آپ میں دیکھتا ہے۔ پس چاہیئے کہ اپنے دل کو کمال تسلی سے اعمال صالحہ سے نورانی اور سنہری کرو۔ تاکہ اپنے آپ کو اپنے آپ میں دیکھو۔ اور مُراد کو پہنچو۔ اپنے عشق کی گرمی سے اپنا وجود تپاؤ۔ دل کو پانی کی طرح رقیق کر دو۔ اور اس کا شیشہ بنا کر اپنا مُنہ اس میں دیکھو تاکہ تمہارے مقصد کا پرندہ دام میں آجاوے۔

فرمایا :۔ بُرے کام کرنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ نیک کام کرنے سے دل روشن ہو جاتا ہے مثل سچائی، صبر، اہلدلی، پردہ پوشی بے ریائی، پرہیزگاری، سخاوت، عبادت وغیرہ کے۔ یہ سب اعمالِ صالحہ دل کو روشن کرنے والے ہیں۔ سچائی ایسی اختیار کرو کہ دِل کی سیاہی کو دور کر دے۔

فرمایا :۔ صبر ایک بے بہا گوہر اور بے انتہا جوہر ہے اس قیمتی دولت کے سوا کوئی شخص آسودہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ سعادت کا حصہ ہر ایک کمینہ کو نہیں مل سکتا۔ صبر کرنے سے مقلد محقق بن جاتا ہے۔ صبر میں ایسے خواص ہیں کہ انسان چاندی سے سونا بن جاتا ہے۔ صبر کرنے سے ناقص کامل بن جاتا ہے اور صبر سے ایسی صفتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ سلیمان کی انگشتری مل جاتی ہے اور ستارہ مشتری بن جاتا ہے۔

فرمایا :۔ تمام اوصاف وخصائص جو آدمی میں ہیں ۔سب سے "صدق" بادشاہ اور سلطان ہے۔اس کے سوا سب بے کار ہیں ۔صدق معرفت کے خیمہ کی میخ ہے۔اور ایمان کے درخت کی جڑ ہے ۔ دوسرے تمام اوصاف حمیدہ اس خیمے کی طنابیں اور اس درخت کے پتے ہیں ۔

اے درویش ! کمال صدق یہ ہے کہ جب طالب درجۂ صداقت کو کمال تک پہنچائے تو طالب نہ رہے بلکہ خود مطلوب ہو جاوے ۔

ف :۔صدق سے مُراد یقینِ کامل ہے (شرافت)

فرمایا :۔ پرہیزگاری کا بیج عذاب الٰہی سے ڈرنا اور خوف کرنا ہے ۔چاہیئے کہ عذابِ نزع اور عذابِ قبر سے ڈرتا رہے اور خدا کے اوامر پر پابند رہے اور نواہی سے بچے ۔اور حرام و مکروہات سے اجتناب کرے ۔جیسا کہ مسکین و مفلس آدمی دولت مندوں اور امیروں کی نعمتوں کے دسترخوان کے پاس بیٹھا ہو ۔اور قسم قسم کے لذیذ اور خوش الوان کھانے سامنے دیکھ رہا ہو تو وُہ ڈر کے مارے ان کو ہاتھ نہیں لگاتا کہ اگر میں نے ان کو ہاتھ لگایا تو وُہ مجھ کو سزا دیں گے اور عذاب میں گرفتار ہو جاؤں گا اور جان سے ہلاک ہو جاؤں گا ۔اسی طرح چاہیئے کہ خدا کو حاضر دیکھے اور ناظر جانے ۔اور اس کے قہر سے دمبدم ڈرتا رہے ۔خود بخود پرہیزگار ہو جائے گا ۔تھوڑے اور زیادہ پر ۔لذّت والی اور بے لذّت چیزوں پر قناعت کرے ۔اور چاہیئے کہ پروردگار کو ماضی اور حال اور مستقبل کے ہر حال میں یکساں دیکھنے والا جانے ۔بنانے والا اور توڑنے والا وہی ہے پالنے والا اور جزا دینے والا وہی ہے ۔وہی تھا ۔وہی ہے ۔وہی ہوگا ۔اُس کے سوا سب نابود ہے اور نابود ہوگا ۔

اے درویش ! خدا تعالیٰ کے اَمر و نہی کو آپس میں ملا نہ دو ۔کیونکہ اس کی تقدیر کی تلوار بہت تیز ہے ! اس کی ذات سے ڈرتا اور کانپتا رہ یہی پرہیزگاری کی جڑ ہے

اے درویش ! پرہیزگاری یہ ہے کہ اپنے پیر کا فرمان زندگی سے پیارا جانے ۔اور اُس کا ڈر موت سے زیادہ رکھے ۔یہ نفس مست ہاتھی کی طرح ہے اس کا ہاتھ شیطان کے ہاتھ میں ہے

اس کو محنت و مشقت میں ڈال۔ اور اعتقاد کی زنجیر سے اس کو باندھ دے سب نیک صفات اور بلند درجات تجھ میں پائے جائیں گے۔ تیرے کچے خیال (خیالات فاسدہ) اور حرام گوشت تجھ سے دور ہو جائے گا۔ اور تیرے دل کا زنگار اُتر جاوے گا۔ اور شیشہ کی طرح صاف و روشن ہو جائے گا۔ مُوتُوا قبلَ اَن تمُوتوا یہی ہے۔ جوانی اور بڑھاپے کو ایک جیسا سمجھو۔ یہ دونوں بیوفا ہیں ان سے کیا حاصل کرتے ہو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ نہ مریں۔ تو مرنے سے پہلے مرو۔ ہمیشہ زندہ رہو گے اس وقت یہ جہان دگرگوں نظر آئے گا۔ اور اصل حقیقت منکشف ہو گی۔

فرمایا:۔ جہان کی جو صورت نظر آ رہی ہے یہ طلسم کی طرح فریب دینے والی اور دھوکا دینے والی ہے۔ اگر تم صاحبِ عقل و ہوش ہو تو اس کے فریب میں نہ آؤ۔ حُسنِ فانی پر عاشق ہونا سراسر احمقی ہے۔ یہ سب برقی جلوہ ہے۔ آخر میدان خالی ہے۔ جو کچھ میں بیان کرتا ہوں اس کو سنو۔ اور اس پر عمل کرو۔ دنیا کا اصل خواب کی طرح جانو۔ جب یہ دام وحدانیت کی چھری سے کاٹو گے تو ذاتِ حق کی طرف راہ پاؤ گے۔ جو چیز فنا ہونے والی ہے اس سے کراہت کرو گے۔ تو تمہاری عقل کامل ہو گی۔ اور تم راحت و خوشی کے سینکڑوں خزانے حاصل کرو گے۔ خدا کی مہربانی جو تمہارے حال پر ہے۔ اس کی قدر کرو۔ وُہ بے زوال و بے ضرر ہے اس کی شناخت کرو۔

فرمایا:۔ دنیا کی انجمن ویران اور عقبیٰ کی انجمن آباد و دائمی ہے۔ اگر اس جگہ دل لگاؤ گے تو وہاں تمہاری کوئی جگہ نہ ہو گی۔ دنیا والے اصحابِ ظلمت ہیں اور عقبیٰ والے اصحابِ رحمت۔ دنیا والے ٹھیکریوں کے خریدار۔ اور عقبےٰ والے موتیوں کے خریدار ہیں۔ ان کو ایک جیسا شمار نہ کرو۔ اگرچہ صورت میں سب مشابہ ہیں لیکن معنوں میں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ یہ گِل ہیں اور وُہ گُل ہیں۔ یہ آسمان نیلگوں ہمارے لیے بہت چکر لگاتا ہے۔ خُدا کے مقبول بندے مردانِ خُدا چلے گئے۔ یہ قمار باز اپنے چکر سے باز نہیں آیا۔ تمہاری آنکھیں جان بوجھ کر یہ باتیں دیکھتی ہیں اور باور نہیں کرتیں۔ اور دنیا کی محبت کی جڑ دل سے نہیں اُکھاڑتیں۔

اے درویش! قانونِ درویشاں کی طرح ہستی کا نقش دور کرو۔ اور صورت نیستی ثابت

نہ کرو رنگین صورتوں کو اپنے دل سے دور کرو۔ ورنہ انجام کار سُولی پر چڑھائے جاؤ گے۔ اور بے صورتی اور بے رنگی کا نقش دل پر قائم کرو۔ بہت نفع اٹھاؤ گے۔

فرمایا: دنیا ہزاروں رنگ رکھتی ہے اور لوگوں کو اپنے اُوپر مائل کرتی ہے۔ یہ منقش سانپ کی طرح ہے جس کا زہر جان سے مار ڈالتا ہے۔ اگر سانپ کو مار دو۔ اور اس کا کُشتہ کر کے کھاؤ۔ تو زہر مارنے کیلئے تریاق ہو جاتا ہے اور علاج کے کام آتا ہے۔

فرمایا: دنیا پارے کی طرح ہے۔ جو صورت میں چمکیلا اور جولان و دلرُبا ہے۔ لیکن اس کا کھانا بلا ہے۔ جو شخص اس کو کھا جاوے وہ بیمار لا دوا ہو جاتا ہے اور اگر اس کو مار دے یعنی کُشتہ کرے۔ تو وہی اکسیر بے نظیر بن جاتا ہے۔ اگر تم مَرد ہو تو اس کو مار دو۔ ورنہ تم عورت ہی ثابت ہو گے۔ دنیا کا خریدار گدھا ہے۔ دنیا کے گرد و غبار سے جو صاف ہو جائے۔ وُہ چنبیلی کے پھُول کی طرح خوشبو ناک ہو جاتا ہے۔ میں بار بار سمجھاتا ہوں کہ دنیا کے بوجھ کو دور کرو۔ اس سے پورا پورا کنارہ کرو۔ تم کو اس کا پھل ملے گا۔ اور بارگاہِ حق میں باریابی ہوگی۔ اور اس کی فانی چمک دمک سے آنکھیں پھیر لو۔ تو تم چاند کی طرح روشن ہو جاؤ گے۔ اگر ایسا نہ کرو گے۔ تو عاجز و بے آبرو ہو جاؤ گے دنیا کی طرف سے خیال ہٹالو۔ اور حق کی طرف رجوع کرو۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ارجمند ہو جاؤ گے۔ اگر میری بات پر راستی سے عمل کرو گے۔ اور منزل کی پہچان کرو گے تو سب سے گوئے سبقت لیجاؤ گے

فرمایا: اہل دنیا دیوانہ ہیں اور اپنے آپ سے بیگانہ ہیں۔ اس کے ظاہری سفید رنگ پر فریفتہ ہیں اور اس کی حقیقت سے بے خبری کے باعث اس کو ہاتھ سے نہیں پھینکتے۔ ایسی داڑھیوں پر حیف ہے۔ جو اپنے زخموں اور بیماریوں کا سبب نہیں جانتے۔ اپنے دل کی لگام اس بازار سے روک لو۔ اس فانی گلزار کا دیکھنا عاجز و کمزور کرنے والا اور دل کو بیزار کرنے والا ہے۔

فرمایا: درویشوں کا کارخانہ زرنگاروں اور باز داروں کی طرح ہے۔ زرنگاروں کا قاعدہ ہے۔ کہ پہلے کاغذ کی زمین کو صاف اور چمکیلا اور پُر جلا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس پر لکھتے ہیں۔ جہاں سے کاغذ داغدار یا ناہموار ہو وہاں زرنگاری نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح بُرے افعال سے

دل گرد آلود اور سیاہ ہو جاتا ہے اس لیے ہدایت کا نقش قبول نہیں کرتا۔ شیشہ کی قدر نابینا کو نہیں ہوتی۔ گانے والی کی خوش آواز سے بہرہ بے نصیب ہوتا ہے۔ امساک کی لذت ہیجڑا کیا جانے اور محبوب کے دیدار سے رقیب کو کیا خبر۔ جس طرح ہم نے بیان کیا ہے۔ پہلے تختۂ دل کو صاف کرو۔ پھر یہ نیستی کا نقش قبول کرے گا۔ اس کے بعد نقش ہمہ از وست اور ہمہ اوست ظہور کرے گا۔

اسی طرح بازداروں کا قاعدہ ہے کہ نئے باز کو پکڑ کر اس کی آنکھیں سی دیتے ہیں اور اس کو ہمیشہ بیدار رکھتے ہیں سونے نہیں دیتے۔ اس کو غذا بہت تھوڑی اور بے لذت دیتے ہیں اور دن رات اپنے ہاتھوں پر رکھتے ہیں۔ بہت عرصہ تک وُہ مضطر اور بے قرار رہتا ہے۔ ان تکلیفوں میں اس کی بُری عادتیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور بے وفائی اور نالائقی کی عادت اس سے نکل جاتی ہے۔ اور فرمانبرداری کا جوہر اور بوجھ اٹھانے کا گوہر اس میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ بڑے بڑے لوگوں کا مقبول خاطر ہوتا ہے۔ اور اس کا نشیمن بادشاہوں کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ اس نفس پلید ست کی پیل بانی کرو۔ اور باز دار کی طرح اس کو قبضہ میں رکھو۔ ایک لمحہ بھر اس کے فعل سے غافل نہ ہو۔ یہی قانونِ فقر کی حکمت ہے۔ درویشی کا طریقہ بھی یہی ہے کہ پہلے لذتوں کو اپنے اوپر حرام کرے۔ تختۂ دل کو پاک و صاف کر کے اس پر نیستی کا نقش کھینچے اور یہ خیال پختہ کرے تا آنکہ سوائے خالق حیّ قیوم کے سب کچھ فنا معلوم ہو۔ جب طالب اس راز سے آگاہ ہوگا اور دل کی آنکھیں کھول دے گا۔ اور سب موجودات کو معدوم دیکھے گا۔ تو اس وقت ذات خالق یکتا ہی موجود نظر آئے گی ہستیٔ دُنیا کا کارخانہ ایک بال جتنا ہست نظر نہ آوے۔ ایسے ہو جاؤ کہ اس کو فریب جان کر تمہارا دل خود بخود اس سے پرہیز کر جاوے۔ اور ہرگز اس کی رغبت نہ کرے۔ جیسا کہ کتوں اور بھیڑیوں سے ہرن بھاگتے ہیں۔ اور شکاریوں کے دام سے کوّے بھاگتے ہیں اور ان کو دشمن سمجھتے ہیں۔ ایسا ہی تم اس دنیا سے بھاگو۔ اور اس کی صورت کو حباب و سراب کی طرح دغاباز اور جان گداز دیکھو۔ اور اس کی بے حقیقتی میں کوئی شک و شُبہ نہ کرو۔

فرمایا: اے درویش! اس نقش کے قائم کرنے کا یہ طریقہ ہے۔ جاننا چاہیئے کہ خداوند تعالیٰ

نے انسان کو دو طرح کی آنکھیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک جسمانی۔ جو آغاز نما۔ اور ظاہر کو دیکھنے والی ہیں۔ دوسری عقل کی آنکھیں۔ جو انجام بین اور باطن کو دیکھنے والی ہیں۔ اہل دنیا نے غفلت کی گرد سے عقل کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔ اور اہلِ توحید اور اربابِ تحقیق نے جسمانی آنکھوں کو جھوٹا سمجھا ہے۔ ان کے دیکھنے پر اعتماد نہیں کرتے اور ہر گھڑی عقل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تم جس چیز کو جسمانی آنکھوں سے دیکھتے ہو اس کا انجام عقل کی آنکھوں سے دیکھو جس صورت کو دیکھو۔ سوچو کہ اس سے پہلے یہ کیسی تھی اور انجام اس کا کیا ہوگا۔ ہر منزل میں اس کا درجہ پہچانو جس چیز کا خیال کرو۔ اس کے ابتدا سے روانہ ہو جاؤ۔ اور منزل منزل پر دیکھتے دیکھتے اس کے انجام تک پہنچو اور اس کے اخیر کو دیکھو۔ آخر اس کا خاک ہے۔ اس کو خاک جان کر اور خاک دیکھ کر اس سے دل اٹھا لو۔ مثلاً پھول کو جسمانی آنکھ سے دیکھتے ہو۔ تو اسی وقت اس پر عقل کی آنکھیں کھولو۔ اور ابتدا سے دیکھتے جاؤ کہ پہلے بیج تھا چند روز زمین میں پوشیدہ رہا۔ قدرت کی طاقت سے اس کو دوسری صورت ملی۔ اور وہ زمین سے پھوٹ پڑا ہوتے ہوتے بڑا درخت بن گیا۔ پھر اس کی صورت اور نام بدل گیا۔ اور پھول بن گیا۔ اس کے ماضی کو اس طرح دیکھ کر پھر اس کے مستقبل کو دیکھو کہ آئندہ کیا صورت پکڑے گا پھر اس کو خشک اور بے رنگ اور کملایا ہوا دیکھو۔ پھر اس کے پیچھے چلے جاؤ۔ پرانا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر خاک میں ملا ہوا دیکھو۔ اس وجہ سے عقل کی آنکھوں سے اس کا انجام دیکھو، کہ خاک ہے۔ ایسا خاک بناؤ کہ اس کی ہستی کا کوئی اثر نہ رہے۔ اور عقل کی آنکھیں ایسی کھل جائیں اور تیز بین ہو جائیں کہ جسمانی آنکھوں کی بینائی ان کے سامنے شرمندہ اور جھوٹی ہو کر گم ہو جاوے۔ لیکن شروع سے آخر تک ہر منزل پر اس کی صورت کو اپنے سامنے تخیل میں اس طرح ثابت اور درست کرو کہ اس میں کوئی فرق نہ رہے۔ بعینہٖ اس صورت کا نقشہ سامنے کھڑا نظر آوے۔ بہت مدت تک دن رات ایسی مشق میں مشغول رہو۔ اور اس نقش نیستی کو کمال تک پہنچاؤ کہ ہستی کا نقش تمہارے سامنے سے بالکل دور ہو جاوے۔ تب تم اس مقام پر پہنچو گے اور اس پر قائم ہو جاؤ گے۔ تو اس سے آگے دوسرا راستہ کھلے گا۔

فرمایا:۔ یہ سمجھو کہ جس شخص نے اپنی ہستی اور جہان کی ہستی کو مٹا دیا وہ مردہ ہو گیا۔ اور مردہ سے

کیا کچھ ہو سکتا ہے ؟ نہیں ۔ وہ مردہ نہیں ، کہ دیکھنا ، سُننا ، بولنا ، سمجھنا ، بیٹھنا اور اٹھنا اس میں ظاہر ہے ۔ مُردہ وہ ہوتا ہے جس میں حرکت نہ رہے ۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ دنیا کی صورت اور میری صُورت دونوں فنا ہیں ۔ وہ حقیقی زندہ ہے ۔ بلکہ اس کے نزدیک اہل دنیا سب مردہ ہیں جو کہ اصل مدعا سے بے خبر ہیں ۔ اس شخص نے اپنے مخالفوں کو فنا کیا ، اور ان کے غلبہ کو دور کر دیا ۔ وہ موت سے لاپروا ہو گیا ۔ اُس کو مرنے سے اور مرنے والوں سے کیا غرض ؟

فرمایا : جب صورتِ ظاہری فنا ہو گئی تو نیستی کا نقش کمال کو پہنچا ۔ تو پھر ہستی واجب الوجود کی ہستی کو ثابت کرو ۔ اور یہ جان لو کہ دنیا کی ہستی (اگرچہ) مقرر ہے لیکن (چونکہ یہ ممکن الوجود ہے) اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے ۔ ہمارا ہونا یا نہ ہونا ، ہماری خوشی یا تکلیف ہم سے نہیں ، یہ سب اُسی ذات سے ہے ۔ (ہمہ از دوست) میں ذرہ ہوں وُہ آفتاب ہے اُسی کی تابش سے میری یہ حرکت ہے ۔ جس طور پر وہ چاہے میں حرکت کرتا ہوں ۔ ورنہ میری جدوجہد سراسر ناکام ہے ۔ اس طور پر ہستی ذاتِ مطلق کو قایم کرو ۔ اور ہر چیز اسی سے دیکھو ۔

فرمایا : جو شخص بیمار ہو طبیبانِ تجربہ کار اس کی غیر طبعی خلط کو تشخیص کر کے اس کے خارج کرنے کے واسطے پہلے منضجات کو عمل میں لاتے ہیں اور اُس کچی خلط کو پکا کر مسہل اور فصد سے اس کا ازالہ کرتے ہیں ۔ اس کے بعد مرض کے دفع کرنے کے لیئے دوائی کرتے ہیں ۔ اگر مرض سردی سے ہو تو علاج گرم ۔ اور اگر مرض گرمی سے ہو تو علاج سرد ۔ اگر مرض خشکی سے ہو تو علاج رطب ۔ اگر مرض رطوبت سے ہو تو علاج خشک کرتے ہیں ۔ اور اس کو غذا تھوڑی تھوڑی اور بے نمک و بے مزہ دیتے ہیں ۔ اور پھلوں اور گوشتوں کے کھانے سے پرہیز کرواتے ہیں ۔ کچھ عرصہ اسی پر اکتفا کرتا ہے پھر مقوی دوائیں دینا شروع کرتے ہیں کہ اعضائے رئیسہ اور اعصاب کو قوت پیدا ہو جاوے ۔ اور ضعفِ قویٰ دُور ہو جائے ۔ قوتِ ماسکہ و جاذبہ و دافعہ ہر ایک اپنی جگہ پر صحیح ہو جاوے ۔ اور ہاضمہ میں کیلوس و کیموس میں تفاوت نہ رہے ۔ اس وقت اس کی پرہیزات اور پابندیوں کو دُور کر دیتے ہیں ۔ اور اجازت دے دیتے ہیں ۔

کہ اب جو چاہو کھاؤ۔ اب تم تندرست و توانا ہو۔ اب تم کو کوئی غذا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ معاذ اللہ اگر پرہیز کے وقت وہ بدپرہیزی کرے تو ہلاک ہو جاوے۔ یا کوئی دوسرا مرض پیدا ہو جاوے جس کے علاج سے اطباء عاجز آجاویں۔ اگر پرہیز کے دوران میں اس کو لغزش واقع ہو جاوے تو پھر وہ روئے گا کہ میرا آرام کہاں گیا۔ پھر صحت کا مرغ دام میں نہ آئے گا۔ اور اس کو ہر گلی کوچہ میں تلاش کرے گا۔ اسی طرح درویشوں کے مذہب میں خواہش دنیا ایک بہت بڑی بیماری ہے اور اہل دُنیا مریض ہیں جب تک اصول حکمت کے مطابق (پہلے نقش ہستی موہوم کو نہ مٹائیں) اس مرض سے خلاصی نہیں پا سکتے۔ اس مرض کی اعراض ہر ایک ہڈی کے مغز تک سرایت کر چکی ہیں اور رگ رگ اور بال بال میں غلبہ پا چکی ہیں۔ جب تک ان امراض کی حکومت وجود سے نہ نکالیں۔ ہمہ از دوست کا نقش قائم نہیں ہو سکتا جس طرح مریض جسمانی کو صحت ہو جانے کے بعد کوئی غذا ضرر نہیں پہنچاتی۔ اسی طرح مریض روحانی کو بعد صحت کے صورت ہستی کوئی مضرت نہیں پہنچا سکتی۔

فرمایا:۔ اگر مریض طبیب سے دوائی لے کر اپنے پاس رکھ چھوڑے اور اس کو استعمال نہ کرے تو ہرگز کوئی فائدہ نہیں پا سکتا۔

اے درویش! میں تیرے ساتھ اس قدر محنت اور کوشش کرتا ہوں۔ اگر میری نصیحتوں پر عمل کرو گے۔ تو فائدہ دیکھو گے۔ اور اگر ان کو افسانہ جان کر سنو گے۔ تو کچھ نفع نہ پا سکو گے۔

فرمایا:۔ اے درویش! ہر ایک کام کی بنا سننے اور سمجھنے پر ہے۔ جس چیز کے اوصاف پہلے سُنے جاویں اُس کے دیکھنے کا اشتیاق بڑھ جاتا ہے اور جب اس کو دیکھ لے تو اس کے حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے تو البتہ اس کو پا لیتا ہے۔

فرمایا:۔ اگر درویش ہر کام کو خدا کی طرف سے نہ دیکھے تو اس کو درویش نہ کہنا چاہیئے۔ بلکہ وہ بے ہوش اور لباس فروش ہے اگر گودڑی مردے کو پہنا دیویں تو کیا فائدہ؟ جب تک جاندار

نہ ہوگا، تو خراب ہی رہے گا۔ مذہب فقر یہ ہے کہ کسی سے کوئی غرض نہ رکھے سب کچھ اُسی ذات سے سمجھے۔

فرمایا: ۔ درویشوں کے کلام سے درویشی سیکھو اور فائدہ حاصل کرو۔

فرمایا: ۔ بعض اوقات درویش لوگ کسی شخص کو خلافِ شرع کام کی اجازت دے دیتے ہیں (یا اس سے منع نہیں کرتے) اُن کی غرض یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ اس کی قسمت میں لکھا ہوا ہے۔ وُہ تو کم و بیش ہو نہیں سکتا۔ وہ ہر صورت اس کو مل کر ہی رہے گا۔ نصیحت کرنے اور نیکی کی طرف بلانے پر کوئی فائدہ مترتب نہیں۔ اس کو امورِ مناہی کی اجازت دیویں شاید اس کی بدیوں کا حساب اس کی زندگی میں پورا ہو جاوے اور بقیہ عمر اس کو نیکی میں گزارنے کی توفیق مل جاوے۔

اے درویش! فقیرانِ اہلِ بقا کے کلام کا مغز سمجھو۔ کسی کی تعریف و مذمت نہ کرو۔ کسی کے ذمہ کچھ نہیں۔ قسمت لکھنے والے نے جس کام پر کسی کو لگایا وُہ اسی کام میں مشغول ہے۔ تم کو چاہیئے کہ دوست و دُشمن کو یکساں جانو۔

اے درویش! آرام و تکلیف اسی کی طرف سے پہچانو۔ ہوش کی آنکھوں سے دیکھو اور عقل سے خیال کرو۔ حکیم و علیم و بصیر و حاکم خدا ہی ہے۔ اُس کے سوا کون ہے جو خوشی اور غم دے سکتا ہے۔ تمام حرکات و افعال دفترِ سرکار کے لکھے کے مطابق ظاہر ہو رہے ہیں۔

اے درویش! میری باتیں سنو اور طالبِ مولا فقیر بنو، امیر نہ بنو۔ بیکس اور عاجز و حقیر بنو۔ آسمان پر چڑھ جانے اور کچھ بننے کی آرزو نہ کرو بلکہ دل کے خیال میں بھی اُنانیّت (میں ہونے) کو راہ نہ دو۔ نفسِ گمراہ کو ایسی گوشمالی (تنبیہ کرنا) کرو۔ کہ ٹیڑھا پن چھوڑ کر سیدھی راہ پر چلنے لگے۔ اپنے خیال کو ذاتِ حق میں لگانے کی مشق کرو۔ وقت کو غنیمت جانو اور ہمائے سعادت کو دام میں لانے کی کوشش کرو۔ ایسا نہ ہو کہ نفس تجھ کو الٹی سمجھ میں لگا دیوے اور تجھ کو نقشِ ذات کے قائم کرنے سے روک دیوے۔ اگر کوئی شخص چیز بننے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اگر تو بندہ ہے تو تیری کوئی حرکت تیرے اختیار میں نہیں۔ یہ سب حرکات

ارادۂ پروردگار کے مطابق ظہور میں آ رہی ہیں۔ اگر تو اپنے آپ، اپنے کاموں کا کرنے والا اور اپنے کاموں کا مختار ہے (یعنی فاعل مختار ہے) تو تو بندہ نہیں۔ بلکہ تو پروردگار بنتا ہے۔ بندے میں اور خدا میں یہی فرق ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے اور بندے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو چیز خود فعل ہو وہ فاعل کیسے ہو سکتی ہے۔

فرمایا: اے درویش! تو ہی طالب اور عاشق ہے۔ تو ہی مطلب ہے۔ تو ہی موجود ہے اور تو ہی نابود ہے۔ تو اپنی قیمت نہیں جانتا۔ اس راز کا محرم نہیں، سونا چاندی بھی تو ہے۔ اور تانبا جست بھی تو ہی ہے۔

اے درویش! اگر تو یک رنگی کا لباس پہنے اور وحدت کی شراب کا جام نوش کرے تو اس کے نشہ میں کفر اور اسلام کی قید تجھ سے دور ہو جاوے۔ ہوش اور بیہوشی کی زنجیر سے خلاصی پاوے۔ اگر تو جام جہاں بین سے اپنے چہرہ کو دیکھے تو نہ دین و مذہب ہے نہ بے دینی۔ اگر حقیقی زلف کا قیدی ہو جاوے تو تجھ کو خوشی و غمگینی سے کچھ سروکار نہ رہے۔

فرمایا: اے درویش! تو کس کے دیکھنے کی طلب رکھتا ہے۔ تیرے بغیر یہاں کون ہے۔ سخن شناس اور سخن دان کون ہے۔ جب یہ بات ثابت و مقرر ہو چکی ہے۔ کہ ذاتِ حق کا غیر موجود نہیں۔ اور خدا ایک ہی موجود ہے تو پھر خدا جو کون ہے۔

فرمایا: ہم نے تمام ذرّاتِ عالم میں دیکھا اور ہر خیال میں غور کیا۔ تو بس خدا ہی خدا نظر آیا۔ ھواللہ الذی لا الٰہ الا ھو۔ (کتاب شریف التواریخ بحوالہ کتاب چہار بہار جلد دوم حصہ اول ص۲۵۶)

مُریدوں کیلئے بشارت

حضرت مرزا احمد لاہوریؒ اپنے رسالہ الاعجاز میں لکھتے ہیں کہ آپ کے یار (مریدین) اس قدر کثیر التعداد ہیں کہ ان کا ضبطِ قلم میں آنا محال ہے حق تعالیٰ نے آپ کو ایسی تاثیر بخشی تھی کہ جس شخص پر آپ توجہ فرماتے اُس کا قلب فوراً ذاکر ہو جاتا اور آپ مریدوں کو " یار " فرمایا کرتے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ جس مجلس میں میرے دو[۲] درویش ہوں گے وہ مجھے تیسرا حاضر سمجھیں، اور فرمایا جتنے لوگ قیامت تک میرے سلسلہ میں داخل ہوں گے مَیں دونوں جہان میں اُن کا پُشت پناہ ہوں گا اور ہر ایک مشکل میں اُن کا مددگار و معاون ہوں گا جس جگہ وہ جائیں گے مَیں اُن کے ساتھ ہوں گا قیامت کے دن وہ میرے ہمراہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور سلسلہ کے تمام لوگ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرّف ہوں گے۔

اور فرمایا قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم کو اذن ہوگا تو ہم اپنے تمام مریدوں کو اپنے کمبل (بھورا) میں گٹھڑی باندھ کر بہشت میں پہنچائیں گے، ہمارا کوئی مرید دوزخ میں نہیں رہے گا، اور فرمایا، جو شخص میری خانقاہ کے حلقہ سے ہو کر گزرے گا وُہ بہشتی ہوگا، اور فرمایا جو شخص میری خانقاہ کے چاروں طرف بارہ بارہ کوس (تقریباً ۲۱، ۲۳ کلومیٹر) کے فاصلہ تک گزرے گا۔ دراں حالیکہ وُہ میرے حق میں نیک اعتقاد رکھنے والا ہو گا اُس کی نجات کی کافی اُمید ہے۔

حضرت غوثِ اعظمؒ نے بعالمِ روحانیت آپ کو بشارت دی کہ میں تیرے فقیروں کا قیامت تک کا محافظ ہوں گا، اور تیرے ارادتمندوں سے کئی لوگ فقیر اور کئی لوگ دُنیا دار ہوں گے، مَیں سب کی نگہبانی کروں گا، اور مصیبت و مشکل کے وقت اُن کی دستگیری کروں گا، اور سب کو بہشت میں اپنے ساتھ بلا حساب لے جاؤں گا۔

خُلفائے ذوالاحترام

آپؒ کی نگاہ میں حق تعالیٰ نے وہ تاثیر رکھی تھی کہ جس پر آپ نگاہِ توجہ ڈالتے وہ مرتبۂ ولایت پر فائز ہو جاتا، اسی مناسبت سے آپ کا نام نامی معاصرین اولیاء اللہ میں " اولیاگر" مشہور ہو گیا تھا۔

آپؒ نے قیامت تک اپنے سلسلہ کے مریدوں کے واسطے بشارت دی ہے کہ میں اُن کے ہمراہ رہوں گا۔ مولانا حکیم غلام قادر اثر انصاری برقندازی جالندھریؒ کتاب انوار القادریہ میں لکھتے ہیں۔

"آپ کو سماع میں بہت توغل تھا مجلس سماع میں غیر آشنا کو دخل نہ دیتے۔ تاکہ اربابِ حال کی پریشانی کا باعث نہ ہو۔ بحالتِ وجد جس کسی پر نگاہ ڈالتے صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگ دیتے۔ صاحب تصرف استحضارِ وجد پر حاکم تھے جس پر توجہ فرماتے وجد میں آجاتا۔ ایک دن حضرت نوشہ صاحبؒ ایسی ہی خاص حالت میں تھے حضرت سچیار صاحبؒ بھی مجلس میں حاضر تھے آپؒ نے اُن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا " تیرے یار سو میرے یار۔ تیرے یاراں دے یار سو میرے یار۔ اگے اونہاں دے یار سو میرے یار۔ اور آپ نے فرمایا۔ جس مجلس میں میرے سلسلہ کے دو فقیر شامل ہوں گے۔ وُہ مجھے تیسرا حاضر سمجھیں"

چنانچہ آپ کے مرید بے شمار تھے۔ مورخینِ خاندان نے آپ کے مریدوں کو مراتب باطنی کے لحاظ سے تین درجات میں شمار کیا ہے۔

اوّل:۔ خلفائے اکبر۔ جن کو صوبے کہتے ہیں وُہ بائیس تھے۔ [۲۲]

دوم:۔ خلفائے اصغر۔ جن کو بانوا (پنجابی میں[۵۲] بادنیاں) کہتے ہیں۔ وُہ باون تھے۔ [۵۲]

سوم:۔ خلفائے مجاز۔ جن کو امراء (پنجابی میں[۷۲] چھاڈنیاں) کہتے ہیں۔ وہ بہتر تھے۔ [۷۲]

جیساکہ صاحب "خزینہ نوشاہی" صاحبزادہ نذر محمد نذر نوشاہی نوشہ پوری نے اپنی کتاب "غنچۂ نوشاہی پھل ونگاں شاہی" یں لکھتے ہیں۔

بائی صوبے بونجہ باونیاں نے   پاتیاں بہتراں آکے چھاونیاں نے
تیکر حشر جماعتاں آونیاں نے   سچی گل کتیاں کر چھوڑی!

آپ کے خلفاء تو بے شمار تھے یہاں آپکے بائیس صوبے (خلفائے اکبر)، بونجہ بانوا (خلفائے اصغر)، بہتر امراء (خلفائے مجاز) کے نام درج کئے جاتے ہیں

بائیس صوبے (خلفائے اکبر)

ان کے نام صاحب "انوارِ نوشاہیہ" نے یہ لکھے ہیں:۔

۱	شیخ رحیم دادؒ بن سخی شاہ سلیمان قادری نوریؒ قریشی	بھلوال	ضلع سرگودھا
۲	شیخ تاج محمودؒ بن سخی شاہ سلیمان نوریؒ	″	″
۳	سید حافظ محمد برخوردار بحر العشقؒ بن حضرت نوشہ صاحبؒ	ساہنپال شریف	ضلع منڈی بہاؤالدین
۴	سید محمد ہاشم دریا دلؒ بن حضرت نوشہ سرکارؒ	″	″
۵	مولنا حافظ محمد معموری صاحب	ساکن ہیلاں	ضلع منڈی بہاؤالدین
۶	شیخ پیر محمد سچیار صاحبؒ کیانی	نوشہرہ میانہ	ضلع گجرات
۷	شیخ محمد تقی صاحب مجذوبؒ المعروف شاہ الف	″	″ ″ ″
۸	سید صالح محمد صاحبؒ گیلانی	چک سادہ	″ ″ ″
۹	قاضی خوشی محمد صاحبؒ	کنجاہ	″ ″
۱۰	قاضی رضی الدین صاحبؒ	″	″ ″
۱۱	شیخ مٹھا صاحب مجذوبؒ	″	″ ″
۱۲	شیخ صدر الدین صاحبؒ عقیلی	رکھ چھٹہ	ضلع گوجرانولہ
۱۳	شیخ عبدالرحمٰن پاک صاحبؒ قریشی	بھڑی شاہ رحمان	ضلع حافظ آباد

۱۴ ، شیخ آلہ داد صاحبؒ قریشی ساکن بھڑی شاہ رحمان ضلع حافظ آباد۔
۱۵ ، شیخ نانک المعروف نانو صاحب مجذوب کلا سکے چیمہ ″ گوجرانوالہ
۱۶ ، شیخ حافظ نور محمد صاحبؒ محلہ رنگ پورہ ضلع سیالکوٹ
۱۷ ، شیخ اسماعیل صاحبؒ کوٹلی جلال ″
۱۸ ، شیخ شاہ محمد شہید بھاکریؒ رہتاس ″ جہلم
۱۹ ، شیخ فتح محمد قلندر المعروف شاہ فنا دیوان ساگری ″
۲۰ ، سید عبداللہ صاحب مجذوب بخاریؒ لاہور
۲۱ ، حافظ محمد طاہر صاحبؒ مجذوبؒ بخاری کشمیر
۲۲ ، خواجہ سید محمد فضیل صاحب وحیؒ بینی حصار کابل

پونچھ یا نوا خلفائے اصغر
ان کے نام صاحب شریف التواریخ نے جلد دوم میں یہ لکھے ہیں۔

۱ ، میراں مصطفےٰ ساہنپالویؒ	۲ ، شاہ چھجاؒ
۳ ، شیخ امام دین رحؒ	۴ ، شیخ عظمت اللہ
۵ ، شیخ نصر اللہؒ	۶ ، شیخ جمال اللہ
۷ ، میاں حاجی مکتبدار (سیالکوٹ)	۸ ، شیخ خان محمدؒ
۹ ، شیخ عبدالسلام رحؒ	۱۰ ، شیخ فضل رحؒ
۱۱ ، شیخ عبدالہادی رحؒ	۱۲ ، شیخ عبدالحق رحؒ
۱۳ ، شیخ رحمت اللہ ساکن نون ضلع گجرات	۱۴ ، شیخ نظام الدینؒ
۱۵ ، حافظ عبدالرحمٰن رحؒ	۱۶ ، میاں شریف رحؒ
۱۷ ، شیخ ظریف رحؒ	۱۸ ، میاں لالہ جوگی رحؒ
۱۹ ، شیخ عبدالواحد	۲۰ ، میاں عبدالشیخ بقولے عبدالرشید

۲۱ ،	میاں خلاصؒ	۲۲ ،	شیخ عبدالرسولؒ
۲۳ ،	شیخ عبدالنبیؒ	۲۴ ،	شیخ جان نورؒ
۲۵ ،	شیخ عبدالقادرؒ	۲۶ ،	شیخ عبدالرحیمؒ
۲۷ ،	میاں عابدؒ	۲۸ ،	میاں کریمؒ
۲۹ ،	شیخ نانونؒ قوم بھک رانجھ	۳۰ ،	شیخ کریم الدینؒ
۳۱ ،	شیخ عبدالکریمؒ	۳۲ ،	میاں رشیدؒ
۳۳ ،	شیخ محمد محسنؒ (رہتاسی)	۳۴ ،	شیخ اسماعیلؒ (ڈنگہ)
۳۵ ،	شیخ مستقیمؒ	۳۶ ،	میاں مریدؒ
۳۷ ،	شیخ واسعؒ	۳۸ ،	شیخ فتح الدینؒ
۳۹ ،	شیخ محمد یارؒ	۴۰ ،	شیخ سہیلؒ
۴۱ ،	میاں مرادؒ	۴۲ ،	شیخ صادقؒ
۴۳ ،	شیخ احمدؒ	۴۴ ،	شیخ اللہ یارؒ
۴۵ ،	سید عمرؒ	۴۶ ،	شیخ قایمؒ
۴۷ ،	شیخ فتح محمدؒ	۴۸ ،	میاں ملاںؒ
۴۹ ،	شیخ قاسم بقولے شیخ سلیم	۵۰ ،	شاہ میرؒ
۵۱ ،	شیخ بدرالدینؒ	۵۲ ،	میاں حافظؒ

بہتر اُمراء خلیفہ مجاز ان کے نام شریف التواریخ جلد دوم سے تحریر کیے جاتے ہیں۔

۱ ،	چوہدری ساہنپال بن مہمان تارڑؒ	۲ ،	چوہدری محب علی بن زر بخش تارڑ اگرویہ
۳ ،	حیدر مانگٹؒ	۴ ،	رحمان قلی بن ساہنپال تارڑ
۵ ،	محمد قلی بن ساہنپال تارڑ	۶ ،	مرشد قلی بن ساہنپال تارڑ

۷ ، مست قلی بن ساہنپال تارڑؒ
۸ ، حافظ قاسمؒ
۹ ، ہاشمؒ
۱۰ ، علیؒ
۱۱ ، محمد حافظؒ
۱۲ ، سعد اللہؒ
۱۳ ، شیخ علیؒ
۱۴ ، فتح اللہؒ
۱۵ ، حافظ نعمت اللہؒ
۱۶ ، اسحاقؒ
۱۷ ، عبد السلامؒ
۱۸ ، خیر محمدؒ (باغبان)
۱۹ ، مرزاؒ (کھرل دانا آبادی)
۲۰ ، جادو رائے قانونگوؒ
۲۱ ، مومنؒ
۲۲ ، رام رائے قانونگوؒ
۲۳ ، اخلاصؒ
۲۴ ، محمدؒ
۲۵ ، زینیؒ
۲۶ ، حسنؒ
۲۷ ، حسین بقولے حسیناںؒ
۲۸ ، نورؒ
۲۹ ، بابوؒ
۳۰ ، جتیاؒ (چنبھلی)
۳۱ ، فتاؒ
۳۲ ، تاج بقولے تاجدینؒ
۳۳ ، عاجؒ
۳۴ ، ایمنؒ
۳۵ ، طاہرؒ
۳۶ ، قائمؒ
۳۷ ، آلہدادؒ
۳۸ ، بہلولؒ
۳۹ ، جاتریؒ
۴۰ ، چننؒ (گوندل ساہنپالوی)
۴۱ ، میاں شادیؒ (رہتاسی)
۴۲ ، میر احمدؒ
۴۳ ، دادؒ
۴۴ ، خیراؒ
۴۵ ، راجؒ
۴۶ ، مرادؒ
۴۷ ، عادل بقولے عادیؒ
۴۸ ، شاہزادہؒ

۴۹ ، ادھمؒ	۵۰ ، بلو رائےؒ
۵۱ ، حیاتؒ	۵۲ ، سپاہاؒ
۵۳ ، مستقیمؒ	۵۴ ، شاہ میرؒ (چوہان)
۵۵ ، شاہ بازؒ	۵۶ ، گُلّاؒ
۵۷ ، قندو رانجھاؒ	۵۸ ، سوہنداجٹؒ
۵۹ ، جَیداؒ	۶۰ ، شاہو موچیؒ
۶۱ ، بیگا ماچھیؒ	۶۲ ، لہدمؒ
۶۳ ، تخت ملؒ	۶۴ ، امیر قریشیؒ
۶۵ ، احمد دینؒ	۶۶ ، فضلاؒ
۶۷ ، صاجبوؒ	۶۸ ، جُمّاؒ
۶۹ ، آلہیاؒ	۷۰ ، قُطبؒ
۷۱ ، رحمت اللہؒ	۷۲ ، نظامؒ

ایک اور قلمی شجرہ میں اس بہتر ۷۲ اُمراء کے نام چونسٹھ ۶۴ نمبر تک تو گلزارِ فقراء کے ساتھ متفق ہیں باقی آٹھ ۸ نام اس میں یہ تحریر ہیں۔

۱ ، مُغلؒ	۲ ، وَیگارؒ
۳ ، شہروؒ	۴ ، چاہھڑؒ
۵ ، چوھڑؒ	۶ ، مَتاؒ
۷ ، تاجارؒ	۸ ، بیگناؒ

ف : صاحبِ شریف التواریخ نے یہ نام "گلزارِ فقراء" سے درج کئے ہیں۔

وَاللہ اعلم بالصواب

ف : آپؒ کے خلفاء کے حالات "شریف التواریخ جلد دوم، جلد سوم میں آپ پڑھ سکتے ہیں۔

یارانِ طریقت

آپ کے یاران طریقت تو بے شمار تھے لیکن یہاں پر کتاب "شریف التواریخ جلد اوّل" میں یارانِ طریقت کے جو متفرق نام تحریر ہیں ان میں پہلے اُن کے اسمائے گرامی تحریر کئے جاتے ہیں جن کا پتہ گاؤں / شہر / ضلع وغیرہ درج ہے۔

(۱) حضرت شیخ رحیم دادؒ بن سخی شاہ سلیمان نوری قریشیؒ مدفون بھلوال شریف ضلع سرگودھا (۲) حضرت شیخ تاج محمود فرزند اصغر حضرت سخی بادشاہؒ مدفون بھلوال شریف (۳) حضرت شاہ حافظ محمد برخوردار بحر العشق فرزند اکبر و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین حضرت نوشہ گنج بخش علوی عباسیؒ مدفون مقبرہ نوشاہیہ ساہنپال شریف ضلع منڈی بہاؤالدین (۴) حضرت شاہ محمد ہاشم دریادل فرزند اصغر حضرت نوشہ صاحبؒ مدفون مقبرہ نوشاہیہ ساہنپال شریف (۵) حضرت حافظ معموریؒ بن حافظ محمد اسحاق قوم منہاس راجپوت ساکن ہیلاں ضلع منڈی بہاؤالدین (۶) حضرت شیخ حافظ نور محمد نوریؒ مدفون محلہ رنگ پورہ سیالکوٹ (۷) حضرت شیخ صدرالدین المعروف شاہ صدر دیوانؒ قوم قریشی ہاشمی عقیلی مدفون رُکھ چھٹہ متصل رسول نگر ضلع گوجرانوالہ (۸) حضرت شیخ پیر محمد سچیار بن علی بن وارث خانؒ قوم گکھڑ کیانی مدفون نوشہرہ شریف ضلع گجرات (۹) حضرت مرزا الف بیگ الملقب بہ شاہ الف المعروف شیخ محمد تقی مجذوبؒ قوم مُغل مدفون نوشہرہ شریف ضلع گجرات (۱۰) حضرت شیخ صالح محمد بن شیخ عبدالوہابؒ درویش مدفون چک سادہ ضلع گجرات (۱۱) حضرت شیخ اسمٰعیل آہنگرؒ ساکن کوٹلی جلال ضلع سیالکوٹ (۱۲) حضرت خواجہ سید محمد فضیل وحیؒ مدفون بلبنی حصار کابل افغانستان (۱۳) حضرت شیخ عبدالرحمٰن پاک صاحبؒ بن میاں صالح محمدؒ قوم قریشی اسدی بہائی مدفون بھڑی شاہ رحمان ضلع حافظ آباد (۱۴) حضرت شیخ آلہدادؒ بن میاں صالح محمد قوم قریشی

اسدی بہائی مدفون بھڑی شاہ رحمان (۱۵) حضرت شیخ فتح محمد قلندر المعروف شاہ فتا دیوان مدفون ساگری ضلع جہلم (۱۶) حضرت حاجی الحرمین الشریفین قاضی خوشی محمد مدفون کنجاہ ضلع گجرات (۱۷) حضرت قاضی رضی الدین مدفون کنجاہ (۱۸) حضرت شیخ مٹھا مجذوب المعروف پیر مٹھا مدفون کنجاہ (۱۹) حضرت سید عبداللہ مجذوب بن شیخ فرید بخاری المخاطب بہ نواب میر مرتضٰے خاں منصبدار مدفون لاہور (۲۰) حضرت سید شاہ محمد شہید بن میراں سید حسین بھاکری مدفون برکنارہ گھان قلعہ رہتاس ضلع جہلم (۲۱) حضرت شیخ نانک شہید المعروف میاں نانو مجذوب قوم بھیں مدفون کلا سکے چیمہ ضلع گوجرانوالہ (۲۲) حضرت حافظ محمد طاہر مجذوب کشمیر ، حضرت میاں صادق محمد ساکن رندھیر بک

حضرت شیخ عاشق بن شیخ عبدالوہاب درویش مدفون بن باجوہ ضلع سیالکوٹ ، حضرت شیخ جلال الدین محمد ساکن کوٹلی جلال ضلع سیالکوٹ ، حضرت شیخ شاہ محمد قطب قندھار ، حضرت شیخ نظر محمد مدفون کنجاہ ، حضرت شیخ ابوالبقا مدفون کنجاہ ، حضرت میاں شادی مدفون رہتاس جہلم ، حضرت شیخ محمد محسن مدفون رہتاس جہلم ، حضرت شیخ عبداللہ المعروف دُلّہ شہاب مدفون چوکھ ضلع میرپور ریاست جموں کشمیر ، حضرت شیخ عبدالجبید قوم گوجر ساکن علاقہ گوجر ضلع گجرات ، حضرت میاں جیون مطرب ساکن ساہنپال شریف پھالیہ ، حضرت حافظ برخوردار شاعر مفتی زادہ ساکن بچہ چھٹہ ، شیخ نور محمد عاشق ہندوستان ، مولانا شیخ فرخ محمد آف سنبھل ، حضرت میاں جام ماجھی سلطان سندھ ، خواجہ لال اڈیرا سندھ ، حضرت میاں جیون باہو تحصیل پھالیہ ، حضرت شیخ عبدالحکیم مدفون چک سروانی ضلع گجرات ، حضرت شیخ معروف چشتی مدفون سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ ، حضرت میاں رحمت اللہ ساکن نون علاقہ گوجر ضلع گجرات ، حضرت مُلّا اخوند محمد عرف کمال الدین کشمیری ساکن سیالکوٹ ، حضرت مولنا عبدالحکیم آفتاب پنجاب مدفون سیالکوٹ ، حضرت شیخ حاجی مکتب دار سیالکوٹی ، حضرت سید میراں مصطفٰے بخاری مدفون مقبرہ نوشاہیہ ساہنپال شریف ، حضرت شاہ چھاولی بخاری مدفون مقبرہ نوشاہیہ ، حضرت

شیخ جیتا ولیؒ مدفون چنبھل ضلع شیخوپورہ ، حضرت شاہ بُل بُل دیوانؒ ساکن پیلی بھیت ، حضرت مولوی عبدالقادر بن حاجی شیخ حامدؒ ساکن ملک وال (منڈی بہاؤالدین) ، حضرت میاں محمد صادق پٹواریؒ ساکن چک سمّہ ، چوہدری شیخا رانجھاؒ ساہنپال شریف ، چوہدری شاہین بال المعروف ساہنپال بن مہاں قوم تارڑ کھڈا بانی موضع ساہنپال شریف ، چوہدری رحمان قُلی بن ساہنپال تارڑؒ (ساہنپال) چوہدری محمد قُلی بن ساہنپال تارڑ ، چوہدری مرشد قُلی بن ساہنپال تارڑ ، چوہدری مست قُلی بن ساہنپال تارڑ ، میاں ہندالؒ قوّال خاص (ساہنپال) چوہدری نہالا مانگٹؒ ساہنپالی ، میاں کھیون باشندہ ساہنپالیؒ ، میاں استا جانی نجار قوم بھٹی جبّل ساہنپالیؒ میاں احمد معمارؒ ساہنپالی ، چوہدری شمشیر خانؒ ساکن پانڈوال ضلع منڈی بہاؤالدین ، مرزا شیر علی خان مغل بیجاپوریؒ الملقب بہ پہلوان پائے تخت ساکن لاہورؒ میاں محمد امین لاہورؒ ، شاہ کنٹھؒ لاہورؒ چوہدری جھنڈا مزارعہؒ ساہنپالیؒ ، چوہدری مست رانجھاؒ ساہنپالی ، چوہدری چنن گوندل ساہنپالیؒ میاں خیرالدین ساہنپالیؒ ، چوہدری شریف قوم تارڑ گندراؒ ساکن دھریک (پھالیہ) ، حضرت خواجہ علی المعروف کجلی فقیرؒ ساکن منیس ضلع گوجرانوالہ ، چوہدری لقمانؒ بن شاہ محمد قوم وڑائچ ساکن خالق پور ضلع گوجرانوالہ ، میاں نور محمد بن حمید نجارؒ ساکن اگرویہ (پھالیہ) ، چوہدری محب علی بن رزبخشؒ ساکن اگرویہ (پھالیہ) ، میاں مرزا بن رائے وجہ اللہ خاں المعروف ونجھل خاں قوم ساہی کھرلؒ ساکن دانا آباد مدفون واں بڈ بھناں ضلع شیخوپورہ ، میاں ہست محمدؒ ساکن نور پور چاہلاں ضلع گوجرانوالہ ، میاں میراں بخش عرف میر جیوؒ بن آلہی بخش قوال ساہنپالؒ حضرت سُلطان ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہ جہان غازی صاحبقران ثانیؒ دہلی ، نواب سعد اللہ خانؒ وزیر چنیوٹی ، حضرت میاں محمودؒ گوجر ساکن چک سمّہ ۔

اب یہاں ان یارانِ طریقت کے اسمائے گرامی تحریر کیے جاتے ہیں ۔ جن کا پتہ گاؤں/شہر/ضلع وغیرہ درج نہیں ہے ۔

حضرت شیخ نور محمد ہندیؒ عاشق صادق ، حضرت میاں نانو بھکؒ قوم جٹ رانجھہ

حضرت میاں محمد صادقؒ قوم چٹھہ ، حضرت میاں تاجہ زکھیؒ ، حضرت شاہ عالم سرخ پوشؒ حضرت میاں درویش مجذوبؒ ، حضرت میاں شاہا پرشوریؒ ، حضرت میاں اسمٰعیلؒ حضرت میاں منگاؒ ، حضرت میاں کمال الدین بافندہؒ ، حضرت میاں ماہ رُوؒ ، حضرت میاں جان محمدؒ ، حضرت میاں کمال الدینؒ ان کا بھائی ، حضرت میاں صادق مجذوبؒ ، حضرت میاں جمال نعل دوزؒ ، حضرت مرزا امان اللہؒ قوم مغل ، حضرت میاں نکھاؒ ، حضرت میاں جلیلؒ حضرت میاں بدرالدینؒ ، حضرت میاں بھیرو فقیرؒ ، حضرت میاں آلہ بخش قوم جٹؒ ، میاں عظمت اللہؒ میاں جمال اللہؒ ، میاں نصرت اللہؒ ، میاں حاجیؒ ، میاں خان محمدؒ ، میاں عبدالسلامؒ ، میاں فضلؒ ، میاں عبدالہادیؒ ، شیخ عبدالحقؒ ، میاں رحمت اللہؒ ، میاں نظام الدینؒ ، حافظ عبدالرحمٰنؒ میاں شریفؒ ، میاں ظریفؒ ، میاں لالہ جوگیؒ ، میاں امام الدینؒ ، میاں عبدالرشیدؒ ، میاں اخلاصؒ ، میاں عبدالرسولؒ ، میاں عبدالنبیؒ ، شیخ جان نورؒ ، شیخ عبدالقادرؒ ، میاں عبدالرحیم میاں عبدالواحدؒ ، میاں مرزا عابدؒ ، میاں کریمؒ ، میاں نانوؒ ، میاں رشیدؒ ، میاں کریم الدینؒ میاں عبدالکریمؒ ، میاں محمد محسنؒ ، میاں اسماعیلؒ ، میاں مُریدؒ ، میاں واسعؒ ، میاں فتح الدینؒ میاں محمد یارؒ ، میاں سُہیلؒ ، میاں مُرادؒ ، میاں صادقؒ ، میاں اطہرؒ ، میاں مستقیمؒ ، میاں اللہ یارؒ ، سید عمرؒ ، شیخ قائمؒ ، میاں فتح محمدؒ ، میاں مُلّا کلانؒ ، میاں شاہ میرؒ ، شیخ سلیمؒ میاں بدالدینؒ ، میاں حافظؒ ، میاں عبدالشیخؒ ، میاں قاسمؒ ، میاں احمدؒ ، میاں عبدالدائمؒ ، چوہدری حیدر مانگٹؒ ، حافظ قاسمؒ ، میاں ہاشمؒ ، میاں کندو راٹھاؒ ، میاں خیر محمدؒ ، شیخ عبدالسلامؒ ، میاں اسحاقؒ ، حافظ نعمت اللہؒ ، میاں فتح اللہؒ ، شیخ علیؒ ، میاں جیداؒ ، میاں شاہو نعلدوز ، میاں بیگا خارکشؒ ، میاں علیؒ ، میاں مومنؒ ، میاں خلاصؒ ، میاں علی محمدؒ ، شیخ محمد زینیؒ ، میاں حسنؒ ، میاں سعداللہ ، میاں محمد حافظؒ ، چوہدری سوہندا جٹؒ ، میاں حسینؒ ، میاں نورؒ ، میاں باہوؒ ، میاں فتاؒ ، میاں تلجؒ ، میاں عاجؒ ، میاں تاجہؒ ، میاں جاتریؒ ، میاں جننؒ ، میاں شادیؒ ، میاں میراحمدؒ ، میاں دادؒ ، میاں شاہبازؒ ، میاں ایمنؒ ، میاں طاہرؒ ، میاں قایمؒ ، میاں آلہ دادؒ ،

میاں بہلوؒ، شیخ حیاتؒ، میاں سپاہاؒ، شیخ منتقیمؒ، میاں شہبیرؒ، میاں لہدمؒ، میاں گلاؒ میاں خیراؒ، میاں راجؒ، میاں عادلؒ، میاں شہزادہؒ، میاں ادہمؒ، میاں احمدالدینؒ میاں امیر قریشیؒ، شیخ مراد محمدؒ، میاں فضلاؒ، میاں صاجوؒ، میاں جمعہؒ، میاں الاہیاؒ، میاں قطباؒ، میاں نظامؒ، میاں رحمت اللہؒ، میاں مغلؒ، میاں تاج الدینؒ، قاضی رفیعؒ، میاں ہدایت اللہؒ، قاضی سعداللہؒ، میاں محمد فاضلؒ، میاں مفتی محمد شفیعؒ، شیخ عبدالمجیدؒ، میاں تلاؒ میراثیؒ، میاں بندا میراثیؒ، میاں سرندا میراثیؒ، میاں شاہ جہانیؒ، میاں معمورؒ، میاں مرزا بھٹیؒ میاں ساوؒ نعلدوزؒ، میاں بیگناں ہاں گیرؒ، میاں اسلامؒ، میاں ویگاؒ، میاں شہروؒ، میاں جاہرؒ، میاں چوہڑؒ، میاں متاؒ، میاں عادیؒ، میاں راہاؒ، میاں بلوؒ، میاں لادؒ، میاں شہمیرؒ، میاں شاہ محمدؒ، میاں کھلاؒ، میاں ماکھنؒ، میاں کھیروؒ، میاں حبیبؒ، میاں پھلاؒ میاں شفیعؒ، میاں لعلؒ، میاں فتوؒ، میاں صالح الدینؒ، میاں محمد گولاؒ، میاں رحمانؒ، میاں جلوؒ، میاں ستیؒ، میاں کاسبؒ، میاں پھوہوؒ، شاہ مرادؒ، میاں تلاؒ، میاں بوٹاؒ، میاں رحمؒ میاں سادھوؒ، میاں وارثؒ، میاں جمالؒ، میاں ابن خواجہؒ، میاں بیگ کمالؒ، میاں چاہڑؒ میاں بھاگوؒ، میاں گھنیانؒ، میاں ڈہرؒ، میاں حیاتاؒ، میاں خان بےؒ، سید محمد شاہؒ، میاں محمد حالؒ، میاں گلوؒ، میاں رستم، میاں خانوؒ، میاں روشنؒ، میاں مصریؒ، میاں کلاسیؒ میاں شیروؒ، میاں فضل اللہؒ، حافظ تاج الدینؒ، میاں چھدروؒ، میاں مہراؒ، میاں محمد نور بافندہؒ، خواجہ روشنؒ، میاں گوجرؒ، میاں گل شیرؒ، میاں واحدؒ، میاں عنایت اللہؒ، میاں قادرؒ، میاں خالقؒ، شاہ خان محمدؒ، میاں صادرؒ، میاں عصمت اللہؒ، میاں کلاؒ

اور طائفہ مستورات میں سے حضرت سیدہ سارہ خاتون دختر حضرت نوشہ صاحبؒ، حضرت بی بی سیدانؒ اہلیہ چوہدری ساہنپال تارڑ۔

اور اہل ہنود (ہندو) سے بابا لال داس بیراگی، مولراج قانونگو، رام رائے قانونگو، جادو رائے قانونگو، بلو رائے، تخت مل، بجو مل وغیرہ۔ (شریف التواریخ جلد اول)

مکتوبات

آپ کے مکاتیب نہایت مختصر اور پُر مضمون ہوا کرتے تھے بموجب ارشادِ نبویؐ "اوتیت جوامع الکلم" آپ کا کلام بھی جوامع الکلم ہوتا تھا۔ آپ کے صرف ۵ مکتوب یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ جو "شریف التواریخ" جلد اول میں تحریر کئے گئے ہیں۔

مکتوبِ اوّل

منقول ہے کہ آپ کے فرزندِ اکبر حضرت سید حافظ محمد برخوردار بحر العشقؒ ایک مرتبہ لاہور تشریف لے گئے وہاں ان کی خوشنویسی کا چرچا ہوا تو نواب سعد اللہ خان وزیرِ اعظم نے چاہا کہ ان کو شاہی دفتر میں دیوان مقرر کیا جائے اُس نے یہ درخواست ان کے حضور پیش کی۔ نیز کہا کہ آپ کو منصب ہزاری بادشاہ سے دلواتا ہوں چونکہ وُہ بغیر حکم والد بزرگوارؒ کے کچھ بات نہ کیا کرتے تھے اس لئے انہوں نے یہ تمام ماجرا حضرت نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں لکھا۔ ادھر سے حضرت نوشہ صاحبؒ نے جواباً یہ مکتوب ارسال کیا۔

اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

رفیع القدر محمد برخوردار۔ منصبداران معبود را لائق نیست کہ منصبِ عبد اختیار کنند برخاستہ بخانہ بیائند ؎

بدست آہک تفتہ کردن خمیر
بہ از دست بستن بہ پیشِ امیر

چنانچہ اس مکتوبِ گرامی کو دیکھتے ہی حافظ صاحبؒ واپس چلے آئے۔

مکتوبِ دوم

آپ کے فرزندِ اصغر حضرت سید محمد ہاشم دریادلؒ سیالکوٹ میں حضرت مولوی عبد الحکیم صاحبؒ کے پاس تعلیم پاتے تھے۔ ایک بار مولوی صاحب نے حضرت نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تو صاحبزادہ صاحب نے ان کے ارادہ سے حضرت نوشہ صاحبؒ کو بذریعہ خط آگاہ کیا۔ آپ نے اس کے جواب میں یہ حکم نامہ

صادر فرمایہ " ـــــــ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ـــــــ

عزیز القدر محمد ہاشم ۔ اخوند جیو را بگوئید کہ ایشاں تصدیع نکشند، چراکہ آمدن ایشاں باعثِ شہرتِ ما بشود وازیں امر مارا تصدیع ست، وحق ایشاں نیز بر ما ثابت شدہ کہ شما بخدمتِ ایشاں از تحصیل فارغ شدہ اید لہٰذا ما خود مے آئیم "

چنانچہ اس مکتوبِ گرامی کے ارشاد کے مطابق مولوی صاحبؒ آنے سے رک گئے اور خود نوشہ صاحبؒ سیالکوٹ تشریف لے گئے ۔

مَقالاتْ

آپ کے علمی مقالے اور مکالے جستہ جستہ کتابوں میں ملتے ہیں ۔ یہاں دو مقالے درج کئے جاتے ہیں ۔ ایک مقالہ "شریف التواریخ" سے اور دوسرا "تذکرہ نوشہ گنج بخش" سے لیا گیا ہے

مقالہ اوّل

ایک بار آفتابِ پنجاب حضرت مولنا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ کمال اشتیاق سے ساہنپال شریف میں زیارت کے لئے حاضر ہوئے جب محفلِ اقدس منعقد ہوئی تو انہوں نے آپ سے پوچھا یا حضرت ! میں تمام عمر شاگردوں کو پڑھاتے اپنا مغز بھی خالی کر چکا ہوں نہ دن کو دن دیکھتا ہوں نہ رات کو رات ، مہینہ دو مہینہ نہیں بلکہ سالہا سال تک پڑھاتا ہوں ان کی تعلیم میں ہر طرح کی کوشش کرتا ہوں آخر سندِ فضیلت دے کر رخصت کرتا ہوں ۔ لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ شاگرد مکتب سے نکلتے ہی نا آشنا ہو جاتے ہیں اور مقابلہ وہمسری کو تیار ، بلکہ مخالفتیں کرتے ہیں ۔ یہی حال تمام علمائے کرام کے تلامذہ کا ہے ادھر آپ ہیں کہ نہ کچھ پڑھاتے ہیں نہ کوئی درس گاہ جاری کیا ہوا ہے ۔ صرف اپنے مریدوں کو ایک بات کان میں کہہ دیتے ہیں چنانچہ وہ گھر بار ، مال اولاد ، خویش واقربا کو چھوڑ کر آپ کی خدمت میں رہنا اختیار کرتے ہیں ۔ تمام عمر غلامی میں بسر کر دیتے ہیں ۔ اور جہاں بھی

دیکھتے ہیں قدم چومتے ہیں، فرشِ راہ کے لئے آنکھیں بچھاتے ہیں اور وفات کے بعد مزار کی جاروب کشی (جھاڑو پھیرنا) تک کو فخر کا باعث اور سعادت دارین سمجھتے ہیں یہی حال تمام صوفیائے کے ارادتمندوں کا ہے۔ پس ہماری تعلیم اور آپ کی تعلیم میں کیا فرق ہے؟

حضورِ انور نوشہ سرکارؒ نے مولوی صاحبؒ کا سوال سن کر انہیں کے مذاق کے مطابق جواب ارشاد فرمایا، کہ مولوی صاحبؒ! آپ کی تعلیم اور ہماری تعلیم میں بڑا فرق ہے، آپ جس وقت اپنے شاگردوں کو سبق دیتے ہیں تو اَنَا۔ نَحْنُ وغیرہ صرف کی گردانوں میں مشغول کرتے ہیں، جس وقت وہ اَنَا کو پکا کر تکمیل کو پہنچتے ہیں تو وُہ اپنی انانیت کو ثابت کر لیتے ہیں، تو اسی اَنَا کو حقیقی سمجھ بیٹھتے ہیں اور اپنے سوا ہر کسی کو ہیچ تصور کرتے ہیں، اس لئے وُہ آپ کو چھوڑ جاتے ہیں، اور اپنی انانیت میں مصروف رہتے ہیں، یہی حال تمام علمائے ظاہر اور ان کے شاگردوں کا ہے۔

اور جس وقت ہم اپنے ارادتمندوں کو سبق دیتے ہیں تو ابتداء میں کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تلقین کرتے ہیں یعنی لَا سے شروع کرواتے ہیں کہ سوائے ذاتِ حق کے ہر ایک چیز کی نفی کرو، کہ ذاتِ حق موجود ہے اور ہم تم سب ہیچ در ہیچ اور نیست و نابود ہیں، جب وُہ اس سبق میں لگتے ہیں تو وُہ اپنی ذات کو فنا کر کے ذاتِ حقیقی سے بقا حاصل کرتے ہیں اور دنیا کے علائق کو چھوڑ کر یہیں پڑ رہتے ہیں، کیونکہ ان کا مقصود اسی جگہ سے حاصل ہوا ہوتا ہے، لہٰذا وہ وسیلہ حقانی کو ترک نہیں کر سکتے، اور یہی حال تمام صوفیائے کرام کے مریدوں کا ہے۔

مطلب یہ کہ تمہارا سبق ہست و بُود سے شروع ہوتا ہے اور ہمارا سبق نیست و نابود سے، آخر ان دونوں کے نتائج ظاہر ہو جاتے ہیں۔

مقالہ دوم

"اے یار ہر ولی را از ولایت نبوت نخشے رسیدہ است و کرامات او بقایائے معجزات رسالت اند۔ و چوں اتمام و اختتام پیامبری بذات محمدی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مقرر شدہ۔ بعد رحلت صوری پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم بہر ہدایت و ابلاغ و اسرار و احکام و علوم اقتضائے حکمت الٰہی چناں گشت کہ عباد اللہ الصالحین از ولایت نبوی بہرہ یافتہ تبلیغ احکام اسلام بکافہ انام

الی یوم القیام نمودہ باشند پس مرشد حقیقی اللہ تعالیٰ را باید دانست و مرشد صوری محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) را و مرشد وقتی را خلیفہ برحق و مبلغ اسلام تواں شناخت و ظہور ولایت محمدی بذات مرشد حاضر الوقت کہ باوصاف بسیاری متصف باشد گویند و ظہور اینہا بخود دریافتہ دوئی را از دو جہاں برداشتہ و در وحدت حقیقیہ باید درآمد والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ" (کشکول نوشاہی)

تصنیفات

آپ کو تصنیف یا تالیف سے کوئی خاص رغبت نہ تھی، آپ بہ نسبت لفظی تبلیغ کے معنوی تبلیغ کو زیادہ پسند فرماتے تھے کیونکہ اسرارِ باطن کی سمائی لفظوں میں نہیں ہوسکتی، اگرچہ بعض آثار و علامات حقائق کا بیان لفظوں میں کیا جاسکتا ہے لیکن حقیقۃ الحقائق کی گنجائش لفظوں میں نہیں ہوسکتی اور نہ ہی وہ زبان یا قلم سے بیان ہوسکتی ہے اس کا ذوق وجدان سے معلوم ہوسکتا ہے اسی علمِ وجدانی کو اصطلاحِ صوفیا میں علم الاسرار یا علم القلوب کہتے ہیں، اس علم میں متشابہاتِ قرآن اور مقطعاتِ فرقانی کے رموز و اشارات کا انکشاف ہوتا ہے، یہ علم سینہ سے سینہ کی طرف منتقل ہوتا ہے کتاب و کاغذ اس کا متحمل نہیں ہوسکتے اور نہ ہی افہام وعقول اس کو ادراک کرسکتے ہیں، صرف ظرفِ قلب میں اس کی سمائی ہوسکتی ہے اسی نظریہ کے ماتحت آپ نے تصنیف کا مشغلہ اختیار نہیں فرمایا، صرف چند نسخے آپ کی طرف منسوب ہیں جن کی تفصیل اور نام یہ ہے۔

۱۔ تفسیر سورۂ نازعات فارسی مخطوطہ — یہ فارسی میں سورۂ نازعات کی تفسیر ہے۔

۲۔ گنج شریف — یہ آپ کے اردو، ہندی، پنجابی کلام منظوم کا مجموعہ ہے۔ اس میں آپ کے دو سو دو رسالے جمع ہیں جو تقریباً ساڑھے چھ ہزار اشعار پر مشتمل ہیں، اس کو سید شریف احمد شرافت نوشاہی نے ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۹ء میں مرتب کیا، اور اس کو دو حصوں میں گنج شریف اردو، گنج شریف پنجابی علیحدہ علیحدہ جلدوں میں طبع کرائی۔

۳۔ گنج الاسرار

یہ اوراد و اشغال کا رسالہ ہے۔ اس میں مرید صادق، سالک کے لیے مختلف اسباق و اشغال بتائے گئے ہیں۔ یہ رسالہ جناب سید شریف احمد شرافت نوشاہیؒ نے مرتب کرکے ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء میں طبع کیا۔

—— اور اس کا فارسی میں منظوم ترجمہ شرافت صاحبؒ نے بنام "شمس الانوار" کرکے رسالہ ہذا کے ساتھ ہی چھپوا دیا۔

۴۔ چہار بہار

یہ رسالہ فارسی میں ہے۔ یہ حضرت نوشہ صاحبؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ سوال کرنے والی پاک ہستی سرکار حضرت شیخ پیر محمد سچیار نوشاہی نوشہرویؒ ہیں اور جواب دینے والے قطب العالم حضرت نوشہ گنج بخش ہیں۔ اس میں کل ایک سو چھبیس "۱۲۶" سوالات و جواب ہیں جو کہ معرفت کا ایک خزانہ ہیں۔

—— اس کا اردو ترجمہ بنام خزائن الاسرار ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء میں شرافت صاحب نوشاہی نے کیا ہے۔

۵۔ معارفِ تصوف

یہ آپ کے فارسی کلام کا مجموعہ ہے جس میں نفس، روح اور دل وغیرہ کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ اس کو بھی سید شرافت نوشاہیؒ نے ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء کو مرتب کرکے ۱۹۷۰ء اکتوبر میں شائع کیا۔

۶۔ ذخائر الجواہر فی بصائر الزواہر

المعروف بہ ارشاداتِ نوشاہیہ (اردو مخطوطہ) آپ کے حالات و اقوال سے استنباط کرکے سید شرافت نوشاہیؒ نے چھ بابوں میں لکھے ہیں۔ یہ ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء میں مکمل ہوئے۔ اس میں حضرت نوشہ صاحبؒ کے چھ سو چالیس "۶۴۰" ارشادات لکھے گئے ہیں اور یہ تعداد رکوعات قرآن مجید کی تعداد کے اتباع میں اختیار کی گئی ہے۔

۷۔ لطائف الاشارات

المعروف چالیس "۴۰" ارشادات اردو۔ یہ ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء میں سید حضرت شرافت نوشاہیؒ نے مرتب کیے۔ اس میں اربعین احادیث کی تعداد کے اتباع میں ان ارشادات کی تعداد چالیس "۴۰"

رکھی گئی ہے، یہ ماہنامہ شمس المشائخ نارووال میں بھی چھپ چکے ہیں۔

۸۔ جواہرِ مکنون یہ حضرت نوشہ صاحبؒ کے ایک سو کلمات بطور سوال و جواب کتاب چہار بہار کے خاتمہ سے سید شرافت نوشاہیؒ نے اردو ترجمہ کیے اور ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء میں ترتیب دے کر ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں اس کو بنام اسرار المعارف شائع کیا۔

۹۔ کلماتِ طیّبات المعروف ملفوظاتِ نوشاہیہ (فارسی) یہ حضرت نوشہ صاحبؒ کے ایک ہزار کلمات بترتیب حروفِ تہجی حضرت سید شریف احمد شرافتؔ نوشاہیؒ نے ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء میں جمع کئے۔

۱۰۔ مواعظ نوشہ پیرؒ المعروف "نوشہ پیر دیاں سمجھاؤنیاں"۔ یہ پنجابی نثر میں آپ کے پانچ وعظ ہیں۔ حضرت شرافتؔ نوشاہیؒ نے ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء میں مرتب کئے۔ تاج بکڈپو اُردو بازار لاہور نے چھپوا کر اشاعت کی۔

نمونۂ کلام

فارسی

منادی ست در کوچۂ میفروش | کہ امروز در ہر کہ یابند ہوش
گریبانش گیرند و دامن کشند | کشاکش بدیوانِ مستاں بُرند

لفظی ترجمہ | شراب بیچنے والے کی گلی میں منادی ہو رہی ہے کہ آج جس کسی میں ہوش پائیں۔ اس کا گریبان پکڑیں اور دامن کھینچتے کھینچتے مستوں کے دربار میں لے جائیں۔

اصطلاحی ترجمہ | میفروش سے مراد مرشد کامل، ہوشمند سے مراد سالک اور مست سے مراد مجذوبِ مطلق موحد حقیقی

حاصل مطلب | مرشدِ کونین ساقی میخانہ وحدت کی طرف سے اعلان ہو رہا ہے کہ اے عارفانِ تام المعرفت جس سالک میں غیر اللہ کا شعور باقی ہو اور وہ شہود کو منزلِ مقصود سمجھ بیٹھا ہو۔ اس کو طریقِ جذب واجتبا کے ذریعے مخمورانِ توحید کے زمرہ میں داخل کرو۔ کہ اس میں غیریت کی بُو نہ رہے اور وہ مجذوبِ مطلق ہو کر وحدت الوجود کا دم بھرے۔ ھُوَاللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

اُردو

ایدھر خوف اودھر رجب | [illegible] تسلیم رضا
ایدھر اور لبیں اودھر اور | بیچ بیچ ہمارا ٹھور
ایدھر ملاں اودھر پانڈے | بیچ ہم کھاویں حلوے مانڈے
جہاں ہم تہاں غیر نہ کوئے | ڈر امید موں مورکھ ہوئے

کانسے آئیں کانسے ڈریں ‏ ‏ خوش خوش حضرت کا کلمہ بھریں
کلمہ پڑھ اللہ ایک کر مانا ‏ ‏ نور ظہور حضرت پہچانا
تسے نور سے دیکھ بھالا ‏ ‏ ظاہر ہوا تو آپ سنبھالا
آپ سنبھالا مومن نکھئے ‏ ‏ مومن نکھے بھرم سب گئے
گئے بھرم آیا یقین ‏ ‏ ہمہ اوست موں اوست لس لین
اوست از دوست کا بڑا میدان ‏ ‏ تاں ہیں کھیلے آپ رحمان

جہاں رحم رحمان نہاں پایا
نوشہ ایہی رحیم سمجھایا

پنجابی

ھ نوشہ جھوٹھ نہ بولیئے کریئے سچ کلام ‏ ‏ برکت ناہیں جھوٹھیاں ہودن بے آرام
ھ جھوٹھ پنتھ نہ اپڑے توڑ ‏ ‏ نوشہ جھوٹھ کو ٹھے دی دوڑ
ھ جی جی کس نوں آکھئے کوئی نہ جیوے نت ‏ ‏ قائم دائم رب نوں نوشہ کرلے چت
ھ نوشہ سب خانوادیاں آپو اپنے راہ ‏ ‏ کلمہ ہکو سبھے انت سمیں ہمراہ
ھ مٹھا بولن ہارہے نوشہ سب دا یار ‏ ‏ مندا بولن جگت وچ سب نے کرے بیزار
ھ زوراور پہلوان ناں نوشہ ناں دریا ‏ ‏ زوراور سے آکھئیں جو آیا جوش ہٹا
ستھرا رکھ لے کپڑا ستھرا رکھ تن من ‏ ‏ جے تیں کلمہ آکھیا تاں حکم کلمہ دامن
سجدہ غیر خدائے دے کریئے ناہیں جان ‏ ‏ حضرت ایہہ فرمائیا نوشہ کرے بیان
نوشہ طالب دین دا شیر آلہی ہووے ‏ ‏ کتا طالب دُنی دا اس وچہ شک نہ کوئے

شیراں اتے قلندراں نوشہ ہکو حال
اونہاں ماحن پرایا کھاوناں ایہناں پرایا مال

پنجابی نثر

کتاب "مواعظ نوشہ پیر" سے آپ کا ایک واعظ شریف پورا یہاں درج کیا جاتا ہے۔

"بابا ! جے توں واٹ سچی سدھی سولی سوکھی سائیں والیاں دی ملّیں تاں کدیں ناں ٹُھڈیں تے کدیں ناں تھڑیں۔ پر ایہ واٹ سائیں والیاں نال ملیاں، سچے ساتھ رلیاں، سچیاں گلاں سُنیاں سمجھیاں، سچیاں دے آکھے لگ ٹریاں چلیاں لبھدی لے۔ ایویں سُکھالی ناہیں لبھدی۔ تے ایہ جو لوک ہور بُھلے بھرمی ہوئے۔ اپنی کوسمجھی نال بھٹکدے ڈولدے رولدے پھردے ہین، سے دُھر دے لکھے نال گُھتے ہوئے ہین۔ بھلائیاں بُھلے ہین۔ وڈّیاں بُھلاں وچہ پھاتھے ہوئے ہین۔ ایہناں نوں کائی سار سُدھ ناہیں۔ ایہ ایویں بھٹکدے آئے تے بھٹکدے جاوندے ہین۔ اینہاں کائی سوجھی ناہیں لدھی۔ پر بھائی، جاں جاں سچّا سُوہاں آگو ہوئے کے سچیاں نویں پتیاں نال واٹ ناں وکھاوے تاں تاں کویں سُجھیے ایہ سچی گل ہے۔ تے سچّی ایہو گل ہے ہور کہانیاں بُھلانیاں تے پُھلانیاں نکّمیاں ہین، تاں تاں تے بابا سچّا ہوئے، سچیّاں نال رل، سچّ من، سچّ کہہ، سچ نال جیو لائے۔ سچ سُن، سچ جان، سچّ سنجھاں نے کُوڑ ولوں مُنہ نوں ہٹا لے ؎

کی لیسیں سچیا کوڑ توں، کی لیسیں سچیا کُوڑ توں
کُجھ چانن ہوئے نہ دُھوڑ توں، کی لیسیں سچیا کُوڑ توں
جو دِسّے سو تھڑ ہے نہیں، بن سائیں ہور دھر ہے نہیں
ایتھے رہنا کُجھ چر ہے نہیں، کی لیسیں سچیا کُوڑ توں

مدحیات

آپ کی تعریف اور عقیدت میں بے شمار مناقبات ، قصیدے ، کافیاں ، دوہڑے سی حرفیاں ، بارہ ماہ وغیرہ کی شکل میں بزبان فارسی ، اردو اور پنجابی میں بلکہ آپ کے مریدین عقیدتمندوں ، شاعروں ، ادیبوں نے اپنے اپنے علاقے کی زبانوں میں لکھے ہیں ۔ اور اپنے اپنے علاقوں کی ثقافتی طرز پہ گائے اور سنے جاتے ہیں ۔

جن کا بیان طاقتِ تحریر سے بعید ہے ۔ لہٰذا یہاں ان کا اندراج نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان مدحیات کا شمار کرنے سے کئی کتابیں بنتی ہیں ۔

سِلسلہ نوشاہیہ

حضرت نوشہ گنج بخش رحؒ سے جو خانوادہ فقر جاری ہوا ، اُس کا نام صنفِ فقراء میں " نوشاہیہ " کہا جاتا ہے بعض لوگ گنج بخشی بھی کہتے ہیں ۔ سلسلہ نوشاہیہ کے درویش صوفی مشرب ، باشریعت ، متورّع ، صائم الدّھر ، قائم اللّیل ہوتے ہیں ، سیاہ کمبل (بھورا) زیب بدن رکھتے ہیں ۔

مشائخ وقت کا آپ سے استفاضہ

اس وقت کے کئی مشائخ و علماء حضرت نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہوا کرتے تھے۔

ملا کمال الدین محمد کشمیری

متوفی ۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء۔ پہلے بابا فتح اللہ حقانی کے مرید تھے۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کے استاد تھے۔ سیالکوٹ میں حضرت نوشاہ عالیجاہؒ سے فیضیاب ہوئے۔

۲۔ شیخ معروف سوہدرویؒ

متوفی ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء۔ یہ بابا فرید گنج شکرؒ کی اولاد سے تھے۔ طریقہ چشتیہ کے مشاہیر سے تھے۔ حضرت نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مصائب کا تذکرہ کیا۔ آپؒ اپنے دادا مرشد کا ہمنام سن کر بڑے مہربان ہو گئے اور فیض دے کر رخصت کیا۔

۳۔ میراں سید شریف خوارزمی گھوڑوالیؒ

متوفی ۱۰۶۴ھ/۱۶۵۴ء۔ یہ شاہ بالا قادریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوئے۔

۴۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ

آفتاب پنجابؒ متوفی ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء۔ یہ شاہ مقیم قادری حجرویؒ اور بھی کئی بزرگوں کے پاس گئے مگر کہیں سے تسکین خاطر نہ ہوئی آخر حضرت نوشہ صاحبؒ کے مرید ہو کر اس درگاہ سے فیضیاب ہوئے۔

۵۔ ملا محمد کشمیری سیالکوٹیؒ

یہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے شاگرد رشید تھے۔ حضرت نوشہ صاحبؒ جب سیالکوٹ تشریف لے گئے تو آپ کے فیض سے بہرہ یاب ہوئے۔

۶۔ شاہ مسکین قلندر روپیالیؒ یہ مداریہ سلسلہ میں شاہ موسیٰ دیوان مدفون نوبہ کے مُرید تھے۔ کئی مرتبہ حضرت نوشاہ عالیجاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے اور سرکار سے فیض پاتے۔

۷۔ میاں نصیر محمد سندھیؒ متوفی ۱۰۷۲ھ/ ۱۶۶۱ء یہ شاہ علی محمد سہروردی سندھیؒ کے مُرید و خلیفہ تھے۔ حضرت نوشہ صاحبؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور فیض پایا۔

۸۔ خواجہ فضیل وحی کابلیؒ متوفی ۱۰۷۶ھ/ ۱۶۶۵ء۔ یہ سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ نعمت اللہ خُدانما دہلویؒ کے مرید و خلیفہ تھے اور کہا کرتے تھے کہ کابل سے دہلی تک میں نے دیکھا ہے کہ کوئی صاحب کمال ولی اللہ نہیں ہے لیکن آپ کے پاس جب آئے تو سب کچھ بھُول گئے اور آپ کے مرید ہو کر پہلی نگاہ سے ہمرتبہ حضرت ابراہیم ادہم ہو گئے۔

۹۔ حافظ طاہر کشمیریؒ متوفی ۱۰۹۷ھ/ ۱۶۸۶ء۔ یہ پہلے حضرت مُلّا شاہ بدخشی قادری خلیفہ میاں میر لاہوریؒ کے مُرید تھے۔ کشودِ کار نہ ہوا تو زُنار ڈال کر بیقید فقیروں کے گروہ میں اپنا مُنہ کالا کر کے پھرا کرتے تھے۔ حضرت نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا: حافظ طاہر! تمہارا زُنار توڑنے کا ہم کو حکم ہے۔ چنانچہ وُہ مرید ہو کر کامیاب ہو گئے۔

۱۰۔ مولانا محمد تقی مفتی پنجابؒ ساکن کیلیانوالہ علاقہ چیمہ چٹھہ میں ان کا فتویٰ جاری تھا۔ درس پڑھاتے تھے۔ حضرت نوشہ صاحبؒ کے چھوٹے بیٹے سیّد محمد ہاشم دریادلؒ کے استاد تھے۔ کتاب معارج الولایت تصنیف مولانا عبداللہ خویشگی قصوریؒ میں جو فتوے حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے خلاف علمائے ہندوستان کی طرف سے ۱۰۹۰ھ/ ۱۶۷۹ء میں جاری ہوا تھا اس پر مولانا محمد تقی مفتی

چیمہ چھٹہ کی بھی تصویب ہے۔ یہ بھی حضرت نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہوئے۔

۱۱۔ مولانا شیخ جمال چشتی مدرسؒ

کیلیانوالہ میں درس پڑھاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہوئے۔

۱۲۔ مولانا عبدالقادر ملک والیؒ

بن شیخ تاج محمود بن حاجی شیخ حامدؒ حضرت نوشہ صاحبؒ کسی برات کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کو بہرہ ور فرمایا۔

۱۳۔ شیخ عبدالجلیل گوجرؒ

بھی خدمت میں حاضر ہو کر کامیاب ہوئے۔

۱۴۔ جام ماجھی سلطان سندھیؒ

المعروف میاں ماجھی۔ یہ میاں نصیر محمد سہروردیؒ سندھی کے مرید تھے۔ حضرت نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر سلسلہ نوشاہی سراہی کے مقتدا و پیشوا ہوئے۔ فقیر سید غلام محی الدین بخاری برقندازی لاہوریؒ تشریف الفقراء میں لکھتے ہیں: "ملاقات میاں ماجھی صاحب مراہم میسر آمدہ کہ چوں خضر زندہ است"۔ یعنی مجھ کو میاں ماجھی کی ملاقات حاصل ہوئی ہے۔ جو خضر علیہ السلام کی طرح زندہ ہیں۔

(تذکرہ حضرت نوشہ گنج بخش ، شریف التواریخ) جلد اوّل

حضرت نوشاہ عالیجاہؒ کے حضور میں سلاطین و امراء

اگرچہ آپ اخفا پسند تھے اور اربابِ دنیا اور امراءُ و سلاطین کو اپنی طرف راہ نہ دیتے تھے تاہم امرائے وقت جو دل سے صوفیائے کرام کے محب تھے وُہ آپ سے محبت وارادت رکھتے تھے اور شرفِ ملازمت سے بھی مشرف ہوتے رہتے تھے۔

۱۔ شاہ جہان بادشاہؒ حضرت ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی صاحبقرانِ ثانیؒ حضرت نوشہ صاحب کے پاس حاضر ہوا۔

الف :۔۔۔ مولانا شیخ پیر کمال لاہوریؒ نے تحائف قدسیہ میں لکھا ہے کہ جب قلعہ قندھار کا فتح کرنا مشکل ہوگیا تو خود شاہجہان بادشاہ حضرت نوشاہ عالیجاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

ع

بیامد درجہاں شاہِ جہاں روز — کہ برمن کن مدد ماہِ دل افروز
بفرمودہ چہ خواہی اے جہاں شاہ — کدایں پیش شد دشمن زبدخواہ
بگفتا سہل کن برمن تو ایں کار — کہ برمن صعب شد آں فتح قندھار

چنانچہ آپ کی توجہ سے قندھار فتح ہوگیا۔

ب : مولوی محمد ابراہیم اعوان، نور نہال قادری میں لکھتے ہیں: " شاہجہان بادشاہ دہلی سے بارادہ جنگ وانتظام ممالک محروسہ خود روانہ ہوکر خدمتِ عالی میں حاضر ہوا۔

۲۔ نواب سعد اللہ خان متوفی ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء وزیرِ اعظم ہندوستان دو مرتبہ حضرت نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، دونوں

مرتبہ قندھار کے لیے دعا کرانے کے لیے آیا۔

۳۔ نواب صادق خاں میر بخشی

جب چک ساہنپال آپ کے حکم سے نو آباد ہوا تو اُس وقت نواب صادق خاں میر بخشی المعروف سادہ خاں حضرت نوشاہ [illegible] کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ علاقہ میری جاگیر میں ہے میرا نام بھی [illegible] چاہیے تھا آپ نے اس کی عرض منظور فرمائی۔ لہٰذا اس کا نام صادق پور ساہنپال [illegible] سادہ پور ساہن پال مقرر ہوا۔

۴۔ نواب سعید خاں بہادر

متوفی ۱۰۶۰ھ/۱۶۵۰ء ظفر جنگ ہفت ہزاری۔ ہفت ہزار سوار پنج ہزار دو اسپہ سہ اسپہ ۱۰۴۹ھ

۱۵۳۹ء میں شاہی حکم سے نظامتِ کابل بار مع لشکر و فوج کے دہلی سے کابل کو روانہ ہوا۔ راستہ میں "قریب چک ساہنپال ڈیرہ سعید خاں واقع شدہ" یعنی ساہنپال کے پاس فوج نے ڈیرہ لگایا۔ تو اس وقت فوجیوں کے ساتھ یہ بھی حضرت نوشہ صاحب کی زیارت سے مشرف ہوا

نواب سعید خاں بہادر ظفر جنگ ناظم کابل کے ہمراہ جو فوجی تھے وُہ بھی حضرت نوشاہ عالیجاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسجد میں آپ کی مجلس میں آکر بیٹھے۔

آپ کی خدمت میں غیر مسلم اکابر

اُس وقت پنجاب میں ہندوؤں کی کثرت تھی لیکن حضرت نوشہ صاحبؒ کے فیضان کا اِس قدر ظہور تھا کہ غیر مسلموں کے اکابر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب فیض ہوتے تھے۔

۱۔ سری گورو ہر گوبند جی مہاراج

سکھوں کے چھٹے گورو ہر گوبند جی مہاراج ۱۰۳۵ھ/۱۶۰۶ء جب کشمیر کو گئے تو دریائے چناب عبور کر کے پہلے حضرت نوشاہ عالیجاہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہوئے۔ بعد ازاں کشمیر کو چلے گئے۔ اِس واقعہ کو غلام محی الدین عرف بوٹے شاہؒ نے اپنی کتاب تاریخِ پنجاب میں اس طرح لکھا ہے: "پس از مدتے گورو ہرگوبند بعزم سیر و گلگشت کشمیر برآمدہ از دریائے چناب عابر شدہ بحصولِ ملازمت حاجی نوشہ شاہ صاحب سلیمانی حاصل نمود و ازانجا بطی مسافت پرداختہ در کشمیر جنت نظیر رسیدہ"۔

۲۔ بابا لال داس بیراگی

یہ موضع مہر بالیہ چھٹہ متصل رسول نگر میں رہتے تھے۔ ان کو بابا لال دریائی بھی کہتے تھے۔ کتاب چار باغ پنجاب میں لکھا ہے کہ یہ مظہرِ کراماتِ کثیر تھے۔ ان کے دو مرید سُنت داس اور سائیں داس صاحبِ یُمن تھے۔ داراشکوہ کی ان سے ملاقات ہوئی ہے ان کا مذاکرہ رسالہ کی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ مصنف دبستانِ مذاہب نے ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء میں ان کو گجرات میں دیکھا تھا۔ ان کے متعلق مشہور روایت ہے کہ بابا لال حضرت نوشہ صاحبؒ کی خدمت میں آ کر فیض حاصل کرتے تھے۔

۳۔ مولراج قانون گوئے

یہ گجرات کا رہنے والا تھا اور حضرت نوشہ صاحبؒ کے علاقہ کا افسرِ مال تھا۔ جھنڈا مزارعہ کے ساتھ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوا۔

۴۔ جادو رائے قانون گوئے

یہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

حضرت نوشاہ صاحبؒ کی تعریف میں مشائخ کے اقوال

حضرت نوشہ صاحبؒ کی تعریف میں بزرگانِ مشائخ نے بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن اُن بزرگوں کے اقوال یہاں لکھے جاتے ہیں جو نوشاہی خاندان کے علاوہ تھے کیونکہ اگر نوشاہی سلسلہ کے بزرگوں کے اقوال بھی لکھے جائیں تو کتاب بہت طویل ہو جاتی ہے۔ اگر کسی نے مفصل دیکھنا ہو تو کتاب "تذکرہ نوشاہ عالیجاہ" کو پڑھے۔

۱۔ حضرت سخی شاہ سلیمان قادریؒ

آپ کے مرشدِ طریقت حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری بھلوالیؒ نے آپ کے متعلق فرمایا " آیا میرا ڈھولن چارے بنے رکھ "

۲۔ مولانا حافظ بڈھا قاریؒ مدرس مدرسہ جاگو تارڑاں

اِن کے پاس آپؒ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتے تھے جب آپ کو خواب میں ملائکہ نے تعلیم دے دی اور آپ کا شرح صدر ہو گیا تو حافظ صاحب نے آپ کو فرمایا:

"جبکہ نور الانوار کی نظرِ رحمت سے آپ کا قلب مبارک آنکھ کی دھیری کی طرح روشنائی کی پرکار کا مرکز بن گیا ہے تو قرآن مجید کی قسم ہے کہ اب پڑھنے اور پڑھانے کی کوشش کرنا کچھ فائدہ مند نہیں"۔

۳۔ سیّد عبد الوہابؒ قادریؒ

ابن سید شاہ روح اللہ عرف شہر اللہ قادری متوفی ۱۰۲۱ھ/ ۱۶۱۲ء ساکن چک سادہ ضلع گجرات نے فرمایا:

"حضرت حاجی نوشہؒ اس زمانہ میں خاندان قادری کے آفتاب ہیں"۔

۴۔ شیخ میاں میر قادری لاہوری رح

متوفی ۱۰۴۵ھ/ ۱۶۳۵ء نے حضرت سچیار صاحب رح نوشہروی کو فرمایا :

" برلب دریائے چناب ایک مردِ خدا حاجی نوشہ گنج بخش رح کے نام سے رہتے ہیں ، وہ تیرے دامن اُمید کو گوہرِ مقصود سے مالا مال کریں گے "۔

۵۔ ملائکہ مقربین ع

نے سچیار صاحب رح کو فرمایا :

" حضرت نوشہ کا دربار عشق سے پُر ہے خدا کے رنگ سے رنگین کر رہا ہے "۔

۶۔ شاہ نعمت اللہ خُدا نما نقشبندی دہلوی رح

نے فرمایا : " ہم واقف ہیں کہ آپ (حضرت نوشہ صاحب رح) زبانی تلقین نہیں کرتے ، توجہ کرنے سے ہی احوال ظاہر ہو جاتے ہیں اور کشایش رُونما ہو جاتی ہے "۔

۷۔ شاہ پھولا ولی قادری رح

ولد شاہ ختنو بن شیخ عبدالحکیم صدیقی قادری ساکن چک منجو ضلع گجرات نے حضرت سچیار صاحب رح کو فرمایا

الف : " اے عزیز آپ جیسے بلند ہمت طالب کے لیے کوئی عالی بارگاہ چاہیے جس سے آپ متمسک ہوں ۔ اگر گوہرِ مقصود پانے کا ارادہ ہے تو امامِ اہلِ توحید ، سالارِ میدانِ تجرید ، سلطان العارفین ، واقفِ رموزِ علم الیقین ، حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ قادری قدس سرہ کی جناب فیض انتساب میں جاؤ ، جو کہ برلبِ دریائے چناب موضع ساہنپال شریف میں فیض کا دروازہ خاص و عام کے لیے کھولے بیٹھے ہیں "۔

ب : " بے شک حاجی نوشہ صاحب رح کا دربار بڑا عالی دربار ہے وہیں سے آپ کا کاسۂ گدائی لبریز ہوگا ، آپ موضع ساہنپال میں چلے جائیں "۔

۸۔ نواب خان بہادر احراری رح

المعروف نواب زکریا خان بہادر سیف الدولہ دلیر جنگ ، اعزالدولہ ہزبر جنگ متوفی ۱۱۵۸ھ / ۱۷۴۵ء ابن نواب عبدالصمد خان سیف الدولہ غالب جنگ کہا کرتے تھے کہ :

" حضرت حاجی نوشہ صاحب رح کا روحانی تصرف حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کی اولاد پر بھی ہو گیا ہے "۔

۹۔ خواجہ نامدار نقشبندی مجددیؒ

خلیفہ بابا نور محمد چوراہیؒ نے فرمایا: "حضرت حاجی محمد نوشہ صاحبؒ پنجاب میں بہت صاحب زور اور طاقت والے بزرگ ہیں۔"

۱۰۔ قاضی سلطان محمود قادریؒ

ساکن اعوان شریف ضلع گجرات نے فرمایا: "حضرت نوشہ صاحب عشق مجسم تھے۔ اپنے زمانہ میں مجدد اکبر تھے۔ آپ کو مرتبہ وراثت الانبیاء حاصل تھا۔ باطنی توجہ سے اپنے ارادتمندوں کے دلوں پر اسمِ اعظم کندہ کیا کرتے تھے۔"

۱۱۔ میاں شیر محمد نقشبندی مجددی شرقپوریؒ

متوفی ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء نے فرمایا: "حضرت نوشہ گنج بخشؒ کا خاندان بغداد والی سرکار کا خاندان ہے۔ یہ طریق تمام قادریہ طریقوں سے بہتر ہے۔ مگر تعجب ہے کہ باوجود صوفی و متشرع ہونے کے سماع سے بھی ذوق رکھتے ہیں۔"

حضرت نوشہ صاحبؒ

مؤرخین و مصنفین کی نظر میں

یہاں اُن کتابوں کے حوالے درج کئے ہیں۔ جن کے مؤرخین و مصنفین سلسلہ نوشاہی سے تعلق نہیں رکھتے۔ اگر نوشاہی سلسلہ کی کتابوں کے حوالے بھی تحریر کئے جائیں تو مضمون طویل ہو جائے گا

۱۔ شیخ عبد الحق محدّث دہلویؒ متوفی ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء نے ایراد العبارات میں لکھا ہے: "محبت کے راستے کے سچے مولانا حاجی محمد جو احوال کی سلامتی اور مدارج کمال تک پہنچنے کی دُعا میں مشغول ہیں۔"

۲۔ خواجہ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان مجددیؒ کتاب روضۃ القیومیہ تصنیف ۱۱۵۵ھ/۱۷۴۲ء رکن دوم میں لکھتے ہیں: "حاجی نوشہ صاحبؒ عروۃ الوثقٰی کے ہمعصر صاحب ذوق و شوق نہایت عزیز الوجود تھے۔ آپ کا جذبہ نہایت قوی تھا۔"

۳۔ سید علی اصغر گیلانی قادریؒ کتاب شجرۃ الانوار تصنیف ۱۱۹۳ھ/۱۷۷۹ء میں لکھتے ہیں: "حضرت حاجی نوشہؒ سے خانوادہ نوشاہیاں جاری ہوا اب تک نظر اور مستی کا طریقہ ان میں موجود ہے۔"

۴۔ مولانا سید جلال الدین حسین جعفری شیرازیؒ کتاب ذکر الائمہ میں لکھتے ہیں: "آپ کی کنیت حاجی الحرمین، آپ کا لقب حاجی گدائی، آپ کا نام نعمت اللہ اور نوشہ گنج بخش اور نوشہ ہادی اور بھورا والہ۔ حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سراج العاشقین حضرت شیخ نوشہؒ نے حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پاک حکم سے بغداد سے روانگی فرمائی اور اس ملک میں تشریف لائے":

۵۔ مولوی نور احمد چشتی لاہوریؒ

کتاب تحقیقاتِ چشتی تصنیف ١٢٦٥ھ/١٨٤٩ء میں تحریر کرتے ہیں:

—— "حضرت نوشہ صاحبؒ یہ حضرت پنجاب میں بڑے نامور صاحب کمال ہوئے ہیں بیعت ان کی بحضرت حضرت سلیمان قادریؒ جن کا مزار مقام بھلوال ضلع شاہ پور میں ہے تھی، اور مزار ان کا بمقام ساہن پال بگوشہ نیرت قصبہ رسول نگر ضلع گوجرانوالہ (گجرات) میں واقع ہے":

۶۔ مفتی علی الدین لاہوریؒ

کتاب عبرت نامہ تصنیف ١٢٧٠ھ/١٨٥٤ء دفتر چہارم میں تحریر کرتے ہیں:

—— "حضرت غوث اعظمؒ کے خلیفوں میں سے اس ملک میں خاندان کے برگزیدہ حضرت حاجی نوشہ صاحبؒ ہیں جن کی آرام گاہ موضع ساہنپال میں دریائے چناب کے کنارہ پر رسولنگر کے بالمقابل واقع ہے":

۷۔ مفتی غلام سرور لاہوریؒ

متوفی ١٣٠٧ھ/١٨٨٩ء کتاب خزینۃ الاصفیا تصنیف ١٢٨٠ھ/١٨٦٣ء میں تحریر کرتے ہیں:

—— "شیخ حاجی محمد قادری المشہور بہ نوشاہ گنج بخش قدس سرہٗ حضرت شاہ سلیمان قادریؒ کے بڑے خلیفوں میں سے مادرزاد ولی صاحبِ جذب وصحو وسکر ومحبت وعشق وشوق و ذوق و زہد و ریاضت وتقویٰ، صاحبِ عبادت والی ولایت اہلِ خوارق وکرامات، امام اور پیشوا طریقہ نوشاہیہ قادریہ کے ہیں فقر میں مقاماتِ بلند اور شانِ ارجمند رکھتے تھے":

ب: کتاب حدیقۃ الاولیاء تصنیف ١٢٩٢ھ/١٨٧٥ء میں تحریر کرتے ہیں:

—— "شیخ حاجی محمد قادری المشہور بحضرت نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز یہ بزرگ مادرزاد ولی حضرت شاہ سلیمان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے حالات جذب وسکر ومحبت وعشق وشوق وذوق ان کی طبیعت پر غالب تھے اور زہد و ریاضت، تقویٰ وخوارق وکرامت میں طاق یگانۂ آفاق

تھے۔ طریقہ نوشاہیہ جس کے فقیر پنجاب میں ہزاروں ہیں ان سے شروع ہوا"

ج : کتاب گنجینہ سروری المعروف گنج تاریخ تصنیف ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء میں تحریر کرتے ہیں:

" آپ کا نام نامی حاجی محمدؐ اور نوشہ گنج بخش سے مخاطب تھے خانوادہ نوشاہی قادری آپ کی ذات بابرکات سے پنجاب میں جاری ہوا۔ آپ کے مریدین سماع و وجد و حالت اور سکر و جذب اور درد و محبت والے ہیں۔ آپ ولی مادر زاد تھے آپ کے والد عالی قدر حاجی علاؤ الدین اور والدہ ماجدہ بی بی جیونیؒ موضع گھوگانوالی میں سکونت رکھتے تھے۔ ان کے مزار بھی وہیں ہیں۔ آپ نے نوشہرہ میں تکمیل اور نشوونما پائی آپ کے سینکڑوں خلیفے اولیائے کاملین سے ہو کر دُور دراز ملکوں میں چلے گئے"۔

۸۔ مرزا محمد اعظم بیگؒ

تاریخ ضلع گجرات تصنیف ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء میں لکھتے ہیں:
"وقت شاہجہاں بادشاہ کے حضرت نوشہ صاحبؒ فقیر کامل تھے"۔

۹۔ مولوی احمد علی چشتیؒ

کتاب قصرِ عارفاں تصنیف ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء میں لکھتے ہیں:
"حاجی نوشہ نوشہرویؒ فیض خاندان قادری سے رکھتے تھے۔ رحمانی پیر اور نورانی فقیر تھے۔ مریدوں کے تعلیم دینے میں بہت قوی دست تھے کہ ایک نگاہِ توجہ سے صفات کے مرتبوں سے گزار دیتے تھے مگر مدت تک مشکلات کے امتحان میں آزماتے تھے۔ عمر لمبی پائی"۔

۱۰۔ مولوی محمد سلام اللہ شائق حنفیؒ

ساکن چک عمر ضلع گجرات سراج الاخبار جہلم میں لکھتے ہیں: "حضرت نوشہ صاحبؒ جن کے مقامات و کرامات ملک پنجاب میں اظہر من الشمس ہیں اور سلسلہ نوشاہی آپ سے منسوب ہے"۔

۱۱۔ مرزا آفتاب بیگ عرف نواب بیگ چشتی نظامیؒ

کتاب تحفۃ الابرار (کلیات جدولیہ) تصنیف ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں لکھتے ہیں: "حضرت شیخ حاجی محمد قادری معروف نوشاہ گنج بخش بن حاجی علاؤ الدینؒ۔ آپ خلیفۂ اکمل شاہ سلیمان قادریؒ اور پیشوا و مقتدائے طریقہ نوشاہیہ۔

حالات جذب و سکر و محبت و عشق و شوق و ذوق آپ کی طبیعت پر غالب تھے۔ زہد و ریاضت و تقویٰ و خوارق و کرامات میں طاق یگانہ آفاق تھے۔ طریقہ نوشاہیہ جس کے فقیر پنجاب میں ہزاروں ہیں۔ ان سے شروع ہوا۔

۱۲۔ مولوی محمد ابراہیم نقشبندی مجددیؒ ساکن سیتھل ضلع گجرات حال ضلع منڈی بہاؤالدین اپنے رسالہ ردّ مرزا قادیانی میں لکھتے ہیں: "ہمارے علاقہ میں حضرت شاہ حاجی محمدؒ اپنے عہد میں ولی کامل اور فقیر درویش گزرے ہیں غیب سے آپ کا نام نوشاہ مقرر ہوا۔ چنانچہ آپ کے مناقبوں میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ اس روز سے آپ کا نام نوشاہِ حاجی مشہور ہوا۔ حالانکہ آپ نے اس نام سے کسی کو آگاہ نہ کیا اب تک آپ کا نام سوائے حضرت نوشہ صاحبؒ کے کوئی نہیں بولتا۔"

۱۳۔ قاضی امام بخش چشتی نظامی جام پوریؒ کتاب حدیقۃ الاسرار تصنیف ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں لکھتے ہیں:

"زمانہ کے فیض دینے والے حاجی الحرمین الشریفین حضرت جناب حاجی محمد قادری مشہور بہ نوشاہ گنج بخش ابن حضرت عالی قدر حاجی علاؤالدین جنہوں نے سات بار حج کیے تھے۔ قدس سرہ العزیز اللہ کریم آپ کے مزار کو نورانی کرے۔"

۱۴۔ مولوی عبدالحق چشتی نظامیؒ ساکن ہرلانوالی ضلع گوجرانوالہ اپنے رسالہ تفنگ عشق میں لکھتے ہیں:

"حضرت نوشہ صاحبؒ گنج بخش کے نام سے مشہور ہیں آپ کا کلام اور نام نورٌ علیٰ نور ہیں۔"

۱۵۔ مرزا احمد اختر گورگانی کبرانویؒ کتاب تذکرہ اولیائے ہند جلد ۲ میں لکھتے ہیں "حضرت حاجی محمد قادری نوشاہ گنج بخشؒ قدس سرہٗ۔ صاحب سکر و جذب و زہد و ریاضت اور نہایت متقی تھے۔ صاحبِ ولایت اور امام فرقہ نوشاہی کے۔ آپ نے پا پیادہ سات حج کیے۔"

"آپ مستجاب الدعوات اور سیف زبان تھے۔ جو مرید غائبانہ وقت مصیبت کے آپ کو پکارتا، بزورِ ولایت ہر طرح سے اُس کی امداد فرماتے"۔

۱۶۔ شاہ شریف احمد مراد سُہروردی بدایونیؒ

کتاب ہفتاد اولیاء میں لکھتے ہیں:
"حضرت حاجی محمد قادری نوشاہ گنج بخشؒ فرقہ نوشاہی کے امام بڑے بزرگ اور شیخ زمان گزرے ہیں۔ ولی مادر زاد تھے اور بچپن ہی میں آپ سے کرامات کا ظہور شروع ہو گیا تھا"۔
"بزرگی کا یہ عالم تھا کہ کسی مصیبت کے وقت میں جہاں بھی کوئی مرید آپ کو یاد کرتا وہیں موجود ہو کر اُس کی امداد کرتے"۔

۱۷۔ مولوی محمد صادق علی خان افغان لودھی مجدّدیؒ

رسالہ قادری میں لکھتے ہیں: "نوشہ حاجی گنج بخشؒ آج ہم اُس شہنشاہِ بحر و بر، سلطانِ عالی جاہ و صاحبِ ہمایوں فر، امامِ انام والا شان، مشکل کشائے دو جہاں، سراج السالکین، قدوۃ الکاملین، انیس الغریبین، محبوب مرغوب یزدانی، نوشہ یا مجدّد الف ثانی، غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی، غوطہ خور بحرِ عرفانی، واقفِ اسرارِ پنہانی، سرحلقۂ اصفیاء، سرِ دفترِ اولیاء، سیاحِ مقامِ ملکوتی، شہبازِ مقامِ لاہوتی کے مقدس اور مبارک حالات درج رسالہ کرتے ہیں۔ جو امام الائمہ آخر زمان، راہنمائے انس و جان، رونقِ باغِ قدسیاں، رہبرِ دین، مرشدِ راہِ متین، قطب الاقطاب حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش ابنِ حاجی علاؤالدین (رضی اللہ عنہم) قادری چشتی کے نام سے موسوم ہیں۔ آپ امام الطریقہ ہیں آپ ہی سے خاندانِ پاک قادری مجدّدی نوشاہی ہے"۔

۱۸۔ انوار مختار صدیقیؒ

ماہنامہ ساقی دہلی میں لکھتے ہیں:
"حضرت نوشہ پیر پنجاب کے مقبولِ زماں نیک مردوں میں سے ہوئے ہیں۔ آپ ایک صوفی منش بزرگ اور صاحبِ حال و قال ولی تھے"۔

۱۹۔ مولانا اعجاز الحق قدوسیؒ

تذکرۂ صوفیائے پنجاب میں لکھتے ہیں: "حاجی محمد قادری

مشہور بہ نوشاہ گنج بخش شاہ سلیمان قادریؒ کے عظیم المرتبت خلیفوں سے تھے۔ آپ قادریہ نوشاہیہ سلسلہ کے امام و مقتداء ہیں :

۲۰۔ سرہنگ خواجہ عبد الرّشید کراچویؒ

تذکرہ شعرائے پنجاب میں جو ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء کی تالیف ہے لکھتے ہیں :

"نمبر ۴۳۶ ۔ نوشہ ۔ سیّد حاجی محمّد ساہن پال ۔ سیّد حاجی محمد کہ گنج بخش کے نام سے مشہور اور نوشہ تخلص کرتے تھے حضرت سیّد حاجی علاؤالدین حسین غازیؒ کے بیٹے اور علوی سادات سے تھے۔ خاندان قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنے زمانہ کے اکابر مشائخ کے ساتھ آمد و رفت رکھتے تھے۔ سلسلہ نوشاہیہ کو جاری کیا اور اس کو مداومت بخشی۔ دینی علوم کو حافظ قائم الدین قادریؒ اور حافظ بڈھا شاہ قادریؒ سے حاصل کیا۔ خرقہ خلافت حضرت شیخ سلیمان قادری بھلوالیؒ سے حاصل کیا۔ شعر کہنے کا بھی ملکہ رکھتے تھے۔ فارسی میں بھی شعر بولتے تھے۔ یہ رباعی آپ سے ہے۔

ؔ

منادی ست در کوچہ میفروش | کہ امروز در ہر کہ پابند ہوش
گریبانش گیرند و دامن کشند | کشاکش بدیوان مستاں برند

۱۰۶۴ھ شاہجہاں بادشاہ کے زمانہ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار ساہن پال میں ہے۔ جو گجرات (حال منڈی بہاؤالدین) کے مضافات میں سے ہے۔"

۲۱۔ مولانا سید مسعود حسن شہاب دہلویؒ

تذکرہ اولیائے بہاولپور میں لکھتے ہیں :

"سلسلہ نوشاہیہ حضرت سید حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ سے جاری ہوا۔ آپ ۹۵۹ھ میں بمقام گھوگانوالی ضلع گجرات (موجودہ منڈی بہاؤالدین) میں پیدا ہوئے۔ شاہجہان بادشاہ کے عہد میں وفات پائی۔ اپنے وقت کے بڑے کامل اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ ساہنپال ضلع گجرات (موجودہ ضلع منڈی بہاوالدین) میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔"

۲۲۔ آقای محمد حسین تسبیحی ایرانیؒ کتاب فارسی پاکستانی و مطالب پاکستان شناسی میں تحریر کرتے ہیں:" حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ جو عارفانِ صاحب کرامت سے ہیں اور سرزمینِ پاکستان کے احترام کا مورد ہیں۔ ان کی زیارت گاہ ساہن پال سے دو سو میٹر دور ہے۔"

۲۳۔ مرزا احمد بیگ لاہوریؒ اپنے رسالہ الاعجاز میں لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ نعمت اللہ خدانما دہلویؒ نے حضرت نوشہ صاحبؒ کے متعلق فرمایا۔" ہم واقف ہیں کہ آپؒ زبانی تلقین نہیں کرتے۔ آپ کی توجہ سے حال وارد ہوتے ہیں۔ اور کشائش ہو جاتی ہے۔ (شریف التواریخ جلد سوم حصہ اوّل)

۲۴۔ مولوی کلیم اللہ نقشبندی مجددی چھپانویؒ کتاب" کراماتِ حضرات مجددیہ" قلمی میں حضرت بابا نور محمد تیراہیؒ کے خلیفہ ارجمند شاہ محمد نامدارؒ کا مقولہ لکھتے ہیں:" حضرت نوشہ صاحب بہ پنجاب بسیار صاحب زور و قوت اند۔"

"حضرت نوشاہ عالیجاہؒ پنجاب میں بڑے صاحبِ زور اور طاقت ہیں۔"

۲۵۔ مفتی غلام سرور لاہوری تاریخ مخزنِ پنجاب میں صوفیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اور فقراء کے خاندان شمار کرتے ہوئے ص ۷۰۵ پر لکھتے ہیں" نوشاہی۔ حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ سے نسبت رکھتا ہے۔ ..... سلسلہ عالیہ چشتیہ اور نوشاہیہ کے فقیر سماع سنتے ہیں اور وجد کرتے ہیں۔ بلکہ نوشاہیہ تو وجد میں ایسے مدہوش و بے خبر ہو جاتے ہیں کہ اُن کے پاؤں رسّے سے باندھ کر سر نیچے۔ پاؤں اوپر لٹکا دیتے ہیں اور وہ اسی حالت اور شوق و ذوق میں مسرور ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد جب کچھ اس حالت سے تخفیف ہو جاتی ہے تو اتار لیا جاتا ہے۔ بعض اس حالت بے خبری میں کنوئیں کے اندر گر پڑتے ہیں۔ جب تک ہوش میں نہ آئیں نکالے نہیں جاتے۔"

(شریف التواریخ جلد سوم حصہ اوّل)

حضرت نوشاہ پاک کا اسمِ گرامی
غیر مسلم مورخین کی تحریروں میں

یہاں چند مورخین کے حوالے درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ پروفیسر آرنلڈ نے پریچنگ آف اسلام میں لکھا ہے: "کسی خاص مسلم مشن کی کارکردگی کے متعلق صحیح طور پر اطلاع نہیں مل سکی۔ مگر یہ کسی مرکزی نظام کی عدم موجودگی کے باوجود بہت سے لوگوں نے مسلمان مبلغوں کی کوششوں کو انتہائی بڑھا چڑھا کر لکھا ہے۔ مثلاً پنجاب کے کسی شخص حاجی محمدؒ نامی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے دو لاکھ کے قریب ہندوؤں کو مسلمان کر دیا۔"

۲۔ فرانسیسی مستشرق گارساں دتاسی نے خطبات تصنیف ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں لکھا ہے "میری نظر سے یہ خبر گزری ہے کہ ایک شخص نے جس کا نام حاجی محمدؒ ہے پنجاب میں دو لاکھ ہندوؤں کو زمرۂ اسلام میں شامل کر لیا ہے۔"

۳۔ منشی گنیش داس بڈھیرہ قانونگوئے گجرات کتاب چار باغ پنجاب تصنیف ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء میں لکھتا ہے:
"جناب حضرت نوشہ حاجی گنج بخشؒ جو کہ چک محن پال (کذا) میں خواب گاہ رکھتے ہیں۔"

۴۔ رائے کنہیا لال ہندی لاہوری کتاب تاریخ لاہور تصنیف ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء میں حضرت نوشہ صاحبؒ کا نام اور آپ کے سلسلہ کے فقیروں کے نام لکھے ہیں۔"

۵۔ پنجاب اور شمال مغربی صوبہ سرحد کے قبائل اور قوموں کی تاریخ حصہ اوّل

مولفہ: سرڈنزل ایبٹسن ۱۸۸۳ء / ۱۳۰۰ھ نیشنز رپورٹ

سرایڈورڈ میکلیگن ۱۸۹۲ء/ ۱۳۱۰ھ نیشنز رپورٹ

ایچ ۔ اے روز ۱۹۱۹ء/ ۱۳۳۷ھ کا ترجمہ

" نوشاہی سلسلہ کے بانی کا نام شیخ حاجی محمد بتایا جاتا ہے جن کا مقبرہ چھنی ساہنپال کے مقام پر دریائے چناب کے کنارے پر واقع ہے "

۶۔ اردو انسائیکلو پیڈیا نیا ایڈیشن میں بھی حضرت نوشہ صاحبؒ کا نام مبارک آیا ہے۔

مفکّرین نے حضرت نوشہؒ پر جو کام کیا

نوشاہی سلسلہ کے علاوہ بھی کئی ادیبوں، مفکروں اور شاعروں نے حضرت نوشہ صاحبؒ کے حالات رسالوں، ماہناموں، اخباروں میں وقتاً فوقتاً شائع کیے ہیں جن کی تفصیل کا یہاں درج کرنا مشکل ہے۔ صرف تین محققین کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ ڈاکٹر ممتاز بیگم چودھری

نے ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء میں دانش گاہ تہران ایران سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کیلئے مقالہ بعنوان "کتاب ہائے تصوف بزبانِ فارسی در پاکستان و ہند" لکھا۔ اس میں جزوی طور پر حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے احوال و آثار بھی موجود ہے۔

۲۔ خان محمّد اقبال جاوید بلوچ

نے ایم اے پنجابی ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء کے لیے مقالہ بعنوان "حاجی محمّد نوشہ دی حیاتی تے اوہناں دا پیغام" مرتب کیا ہے جس کے ایک سو ترپن صفحات ہیں۔

۳۔ ڈاکٹر رچرڈ۔ایم۔ایٹن اسسٹنٹ پروفیسر آف اورینٹیل سٹڈیز۔یونیورسٹی آف اریزونا ریاست ہائے متحدہ امریکہ

۹۶-۱۳۹۵ھ/۷۶-۱۹۷۵ء میں پاکستان آئے اور تاریخ خانقاہ و احوالِ سجادہ نشینانِ درگاہِ نوشاہیہ ساہن پال شریف پر فارسی و اُردو مواد اکٹھا کیا اور واپس امریکہ چلے گئے۔ جسے وہ انگریزی میں منتقل کرنا چاہتے تھے۔

ازواجِ محترمات

آپ کی تین ازواجِ مطہرات تھیں جو نہایت عارفات قانتات عابدات زاہدات تھیں۔

۱۔ آپ کی پہلی شادی نوشہرہ تارڑاں میں حضرت سیّد فتح محمد علوی عباسیؒ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ اسی شادی میں آپ کی برات کے ساتھ حضرت خضر علیہ السّلام بھی ہمراہ تھے۔ صاحبِ تحقیقاتِ چشتی نے آپ کے خُسر کا نام شیخ ابُونصر لکھا ہے۔ ان کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

۲۔ دوسری زوجہ محترمہ صاحبہ کا نام حضرت رویّل خاتون صاحبہؒ تھا نہایت پاکباز نیک نہاد تھیں۔ اور آباؤ و اجداد سے فضیلتِ علم سے مشرف تھیں۔ والد بزرگوار کا نام حضرت حافظ بہاؤالدین ہیلانیؒ (قصبہ ہیلاں تحصیل پھالیہ) ابن حاجی عزیز اللہ بن شیخ فرید الدّین نومسلم (سابقہ نام روپ چند) بن فرن بن جیون بن جینگا بن چوکھا بن کالا بن سٹھو بن منہاس (مورث قوم منہاس راجپوتؒ) تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

۳۔ تیسری بی بی صاحبہؒ کا حال رسالہ القادرِ نوشاہی میں اس طرح درج ہے کہ ایک درویش بزرگ علاقۂ ڈگر مضافاتِ دریائے راوی کا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ایک ہمشیرہ سراپا عفت و عصمت ہے، وہ میں کسی اہلِ دنیا کے حوالے کرنا نہیں چاہتا، میرا خیال ہے کہ اگر آپ اس کو قبول فرمالیں تو میں آپ کو نکاح کردوں۔ آپ چونکہ سوائے امرِ الٰہی کے کوئی کام نہ کرتے تھے تھوڑی دیر مراقبہ کیا، اور بارگاہِ الٰہی سے اجازت ہونے پر اُس درویش کو آگاہ فرمایا، وُہ درویش گیا اور وطن سے اپنی ہمشیرہ کو ساتھ لے آیا، اور آپ کے ساتھ نکاح کر دیا۔ ان کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

اولادِ کرام

آپ کے دو۲ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں، تینوں حضرت رویل خاتون صاحبہؒ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

۱۔ حضرت شاہ حافظ محمد برخوردار بحر العشقؒ

بڑے فاضل اجل صاحبِ مقاماتِ عالیہ تھے، اپنے والد ماجد کی وراثت میں قطبیت وغوثیت پر فائز ہوئے ان کے مکمل حالات "شریف التواریخ جلد دوم" میں ملاحظہ فرمائیں۔

ان کا مزار شریف روضہ حضرت نوشہ صاحبؒ سے مشرقی جانب بفاصلہ سات قبروں درمیانی کے، چبوترہ بلند پر سنگِ مرمر کا بنا ہوا ہے۔

۲۔ حضرت شاہ محمد ہاشم دریا دلؒ

علومِ عقلیہ اور نقلیہ کی پوری تحصیل کی، مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹیؒ سے تلمذ کیا، فقہ و حدیث و طب میں کافی مہارت تھی، مقاماتِ ولایت میں بلند مرتبہ تھے، روحانیت کو علمِ ظاہری میں چھپایا ہوا تھا، ان کا مزار اپنے بڑے بھائی کے مشرقی جانب مرجع خلائق ہے۔

ان کے بھی مکمل حالات "شریف التواریخ جلد دوم" میں پڑھ سکتے ہیں۔

۳۔ حضرت سیدہ سائرہ خاتون صاحبہؒ

یہ بڑے بھائی سے چھوٹی اور چھوٹے بھائی سے بڑی تھیں، ان کا نکاح حضرت حافظ معموری ہیلانیؒ سے ہوا تھا، ان کے بطن سے چار۴ صاحبزادے ہوئے جو حضرت نوشہؒ کے نواسے تھے۔ ان کے مفصل حالات "شریف التواریخ جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ" میں پڑھیں۔

فضائلِ اولاد

آپ نے اپنی اولاد کے متعلق کئی فضائل بیان کئے ہیں، ان میں سے جو وفات کے وقت حضور نے ارشاد فرمائے تھے وہ تو واقعہ وفات میں درج کئے جائیں گے، بعض فضائل جو اس کے علاوہ فرمائیں ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

فرمایا ۔ جس جگہ میری اولاد جائے گی مَیں اُس کے ہمراہ ہوں گا، جو شخص میری اولاد کے ساتھ نیکی کرے گا میں خُدا تعالیٰ سے اُس کے ساتھ نیکی کراؤں گا، اور جو شخص میری اولاد سے بدی کرے گا میں خُدا تعالیٰ سے اُس کو بُری سزا دلواؤں گا، اور جو شخص میری اولاد کی خدمت کرے گا جو مانگے گا سو پائے گا اور جو شخص میری اولاد کا ایک دام نقصان کرے گا اُس کے تیرہ دام نقصان ہوں گے۔

حضرت غوث الاعظمؒ نے بعالم رُوحانیت حضرت نوشہ صاحبؒ کو بطورِ بشارت فرمایا کہ تیری اولاد بہت ہوگی اور نعمتِ فقر سے مشرف ہوگی، اور مَیں اُن کا ہاتھ پکڑنے والا ہوں، اور میں قیامت تک ان کی محافظت کا ضامن ہوں، اگر کوئی شخص تیری اولاد کا ایک پیسہ نقصان کرے گا تو میں اُس کے ننّو پیسے زیان کروں گا جو کوئی تیری اولاد سے عداوت رکھے گا میں اُس کی بیخ و بنیاد ویران کردوں گا۔

تلامذہ عظام

آپؒ نے کچھ عرصہ تک ظاہری علم کی تدریس بھی جاری رکھی بہت لوگ آپؒ سے فضیلت علمی کو پہنچے ازانجملہ (۱) حضرت حافظ محمد برخوردارؒ (۲) حضرت شاہ محمد ہاشم دریادلؒ (۳) حضرت شیخ حافظ نور محمد صاحبؒ سیالکوٹی، اِن کے علاوہ بھی کئی آپ کی شاگردی سے سرفراز ہوئے۔

وَاقعۂ وَفَات

[illegible] تھی مگر جب عمر شریف یک صدی
[illegible] ضعف [illegible] آپ کے وجود مسعود پر طاری ہوئے۔
[illegible] ہو گئے

[illegible] ضابطہ

آپ [illegible] شروع کیا کہ اب حضرت [illegible] میں
[illegible] سے آخری ایام قریب معلوم ہوتے ہیں آپ سے
[illegible] ہو گا [illegible] حضوری نیابت [illegible]
[illegible] دیوان بھی آپ کے بہت منظور نظر تھے۔
[illegible] بیان کو [illegible] ہوا [illegible] آپ
[illegible] آپ کے سامنے عرض کرنے کی جرأت نہیں [illegible]
[illegible] حضرت شیخ پیر محمد [illegible] نمبر [illegible]
کے متعلق سوال [illegible] گزارش کی [illegible]
سب یہ عرض [illegible] بوجہ [illegible] ادب کچھ کہہ نہیں سکتے۔
آپ نے فرمایا [illegible] جو کچھ [illegible] تو حضرت [illegible] صاحب نے
عرض کیا کہ حضرت [illegible] سب دوستوں کا خیال ہے کہ آپ میاں صاحب [illegible] دیا [illegible]
[illegible] سے کسی [illegible] دوستوں کو [illegible] قبول کرنے میں
تامل ہوگا [illegible]
منظور نہ کریں گے [illegible] آپ اپنے بیٹوں یا پوتوں
میں سے کسی [illegible] نیابت [illegible] قبول کرنے میں کچھ عذر نہ

ہوگا، آپؒ نے جب یہ التماس سُنی تو ذرا متبسّم ہوئے اور فرمایا میاں تجیار! تم نے یہ کیوں اندیشہ کیا؟ میں کوئی مجذوب یا رند یا قلندر نہیں ہوں کہ اپنی نیابت دوسروں کے سپرد کروں، بلکہ اولاد کے حقوق سے واقف ہوں، میں اپنی یہ دولت اور بادشاہی اولاد کو ہی بخشوں گا، جو شخص اپنی اولاد کی حق تلفی کرتا ہے وہ دراصل اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے فرزندِ اکبر حضرت شاہ حافظ محمّد برخوردار صاحب کو جو مجلس میں حاضر تھے اور دست بستہ مؤدب کھڑے تھے، اپنے سامنے بیٹھنے کا امر فرمایا، جب وہ بالمقابل دو زانو بیٹھے تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے سب دوستوں کے رُوبرو دستارِ خلافت و نیابت اُن کے سر پر رکھ دی اور فرمایا! اے یاران! میں نے اپنی دولتِ ظاہری و باطنی اس فرزندِ عزیز میاں محمّد برخوردار کے سپرد کردی اور میں نے اپنی مسندِ خلافت پر اس کو سجادہ نشین کیا، اب میرے بعد میری خانقاہ، میرے لنگر، میرے حقوق، میرے فرائض کا متولّی اور وارث یہی ہے، میں اپنے سب دوستوں کو اس کے سپرد کرتا ہوں، جو شخص اس سے سرتابی کرے گا وہ مجھ سے سرتابی کرے گا اور نقصان اٹھائے گا، اور جو شخص اس سے اچھا برتاؤ کرے گا، وہ مجھ سے اچھا برتاؤ کرے گا اور فیض پائے گا، اب سلام و نیاز کا حقدار یہی فرزند ہے۔ طال اللّٰہ عمرہٗ و ضاعف حسناتہٗ

تمام یاروں نے حضرت حافظ محمّد برخوردار صاحبؒ کی خلافت کو تسلیم کر لیا اور اُن کے آگے جُھک کر سلام و آداب بجا لائے اور ہر طرف سے مُبارکباد و تحسین کی آوازیں آنے لگیں۔

اس کے بعد چند ہی روز گذرے تھے کہ ایک دن شاہ صدر دیوانؒ زیارت کے لئے آئے، خود حضور پُرنور دیوان خانہ کے اندر بیٹھے تھے اور حضرت حافظ محمّد برخوردار صاحبؒ دروازہ پر کھڑے تھے انہوں نے صاحبزادہ صاحبؒ کو سلام نہ کیا اور اندر جا کر آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا، آپ کی طبیعت میں جلال آگیا، اپنے قدم مُبارک پیچھے ہٹا لئے اور فرمایا صدر! سلام کے لائق وہی مصلّا نشین کے قدم تھے جن کو تُو دروازہ پر چھوڑ آیا ہے اور اپنے قدموں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اب ان قدموں سے تجھ کو کچھ حاصل نہ ہوگا، فیض والے قدم

وہی ہیں جو ان کو سلام کرے گا فیضیاب ہوگا، چنانچہ اسی وجہ سے شاہ صدر دیوان مسلوب الحال ہو گئے اور بعد الحاح خطا معاف ہوئی۔

اس روز سے سب یاروں کو تنبیہ ہوگئی پھر تمام عمر کسی نے صاحب سجادہؒ کے امر سے سر نہ پھیرا۔

علالتِ طبع

اس واقعہ سے تھوڑا عرصہ بعد آپ کے پاؤں میں درد شروع ہو گیا۔ جس کی تکلیف زیادہ زیادہ ہونے لگی، طبی معالجات سے بھی کچھ افاقہ نہ ہوا، سوائے صبر و شکر کے کچھ علاج کارگر نہ ہوا۔

آخری ایام

اگرچہ آپ کو تکلیف و درد کی شدت تھی تاہم آپ کے چہرۂ انور سے آثارِ صحت ہی ظاہر ہوتے تھے اس حالت میں بھی فیضِ عام کا دروازہ سائلین کے لئے مفتوح تھا، جو شخص آتا بامراد واپس جاتا، حتیٰ کہ اتوار کی رات ماہ ربیع الاوّل کا چاند نظر آیا۔

آپ نے فرمایا یہی ربیع الاوّل ہمارے آقائے نامدار فخر المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال کا مہینہ ہے اور ہم بھی اسی مبارک مہینہ کے منتظر تھے، الحمدللہ کہ یہ آ گیا۔

اجتماعِ یاراں

آپ کا یہ ارشاد سُن کر سب اہل و عیال اولاد و خلفاءؒ کے دل میں آپ کی مفارقت کا غم پیدا ہوا کہ جو کچھ محبوبِ حقانیؒ سے نکلا ہے، ضرور پورا ہو کر رہے گا، بعض احباب شاہ صدر دیوان و حضرت سچیار صاحبؒ وغیرہ تو پہلے ہی حاضرِ خدمت تھے اور دوسرے بعض خواص جو موقعہ پر موجود تھے اُن کو بلایا گیا، چنانچہ حضور کے پاس ارادتمندان کبار کی ایک کافی جماعت جمع ہو گئی، آپؒ کے صاحبزادۂ اصغر حضرت شاہ محمّد ہاشم دریا دلؒ ان دنوں کسی کام کو موضع گھوگانوالی گئے ہوئے تھے، اُن کو طلب کیا گیا، اور وہ بھی پہنچ گئے۔

اس طرح اتوار کے روز ۷ ربیع الاول کو اپنے تمام اولاد و یاران کو اتباعِ شریعت استقامتِ احوال کی وصیت فرمائی اوراذکار و عبادت کی تلقین فرمائی۔ خود بھی ذکر الٰہی میں محو و مستغرق ہوئے، دُنیوی امور کے متعلق یہ وصیتیں فرمائیں۔

فرمایا، تمہارے پاس لوگ آیا کریں گے اُن کی خدمت و مدارت کیا کرنا، مہمانوں کے ہاتھ خود دُھلانا اور اُن کے آگے طعام خود رکھنا اور ہر آئندہ و روندہ کے واسطے لنگر جاری رکھنا۔

اور فرمایا، موضع ملک وال میں کبھی رشتہ ناطہ نہ کرنا، اگر عملاً ایسا کرو گے تو خطا کھاؤ گے۔

اور فرمایا کسی شخص کی ضمانت نہ اٹھانا شاید کہ بھرنی پڑ جائے اور کسی کی امانت اپنے پاس نہ رکھنا شاید کہ اُس میں خیانت ہو جائے اور اگر دیانتداری بھی ہو تو بھی ممکن ہے کہ چیز ضائع ہو جانے پر تم مُوردِ الزام بنو، اور خفت اٹھانی پڑے اور فرمایا میری قبر پر بلند گنبد نہ تعمیر کرنا، اور میری قبر پر کوئی بھیریا نقارہ نہ رکھنا، اور میری قبر پر میلہ نہ کرنا۔

حضرت سچیار صاحب رح نے اُس وقت عرض کیا یا مولا! طالب کو حصولِ مطلوب کے واسطے کون سا عمل افضل ہے؟

آپؒ نے فرمایا" شوق اور محبت"

اسی طرح اگلے روز یعنی سوموار آٹھویں ربیع الاول کو سب دوستوں کو بلا کر فرمایا کہ اے یاران! آج میرا انتقال کا دن ہے مَیں کوئی مجذوب نہیں ہوں کہ مرتے وقت کسی کو اطلاع نہ دوں اور یہ بھی خیال نہ کرنا کہ میں نے آخری وقت میں کسی کو کچھ نہ دیا، مَیں کوئی شیخ نہیں ہوں کہ مرنے کے وقت کسی کو عصا یا مصلّے یا طاقیہ یا دستار عطا کروں نہ ہی میں رند یا صوفی یا طاماتی ہوں کہ مجھ سے اس وقت میں کوئی اُمید رکھو، مَیں دُنیا میں فقیر رہا ہوں، اور

اسرارِ الٰہیہ میں سے ایک ایک سر کا کچھ جزو یاروں کو عطا فرمایا ہے اور اس کی حقیقت ان پر منکشف ہوتی ہے تو اس کے ضبط و حفظ کی طاقت نہ رکھتے ہوئے ھا و ھو کرنے لگ جاتے ہیں اور نعرے و آوازیں نکالتے ہیں اور ہزاروں ہزار اسرارِ الٰہیہ لاتناہیہ ان دونوں فرزندوں کے سینوں میں رکھے ہیں، چونکہ ان دونوں بلند قدروں کے سینے خدا کی زمین کی طرح فراخ ہیں کسی شخص کو معلوم نہیں ہو سکتا کہ ان کے سینوں میں کیا ہے۔ یہ انہیں میرے دونوں فرزندوں کا کمال حوصلہ ہے کہ ایسے عظیم القدر اور لاتعداد اسرارِ الٰہیہ کو برداشت و ضبط کر لیا ہے۔ " مشک آنست کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار بگوید "۔ جو کچھ ان دونوں کے سینوں میں ہے خود ہی ظہور کیا کرے گا۔ ؎

ہر قطرہ بکنہِ دریا نرسد ہر ذرّہ باآفتاب والا نرسد

گاؤں والوں کو بشارت

چونکہ آپؒ زندگی میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام شہروں میں ایک ولی نہ ہو تو ہر ایک گاؤں میں تو ایک ایک ولی ہونا چاہیئے آپؒ کے اس ارشاد کو خیال فرما کر آپ کی صاحبزادی حضرت سیّدہ سارہ خاتون نے عرض کیا باباجی! آپ اس گاؤں چک ساہنیاں کو ملتان بنا جاؤ، آپ نے فرمایا بیٹی سارہ! غم نہ کریں میں نے گاؤں کو ملتان کر دیا ہے یعنی ملتان سے مراد یہ ہے کہ اولیاء کثرت سے بنا جاؤں کیونکہ ملتان میں بکثرت اولیا ہیں۔

اولاد کے حق میں بشارت

پھر زبانِ لوح ترجمان سے فرمایا کہ میری جتنی اولاد قیامت تک ہونے والی ہے وہ حق تعالیٰ نے سب مجھ کو دکھا دی ہے، اکثر ان میں سے اہلِ ذوق و شوق و صاحب درد و تاثیر اور بہتر و ہنر و کمال ہوں گے اور تمام دیار میں ان کا حکم جاری ہوگا اور جاہ و جلال سے تمام عالم پر سکہ زن ہوں گے، زمین و زمان بھی ان کے تابع ہوں گے۔

اور فرمایا اگر میں اپنی اولاد کیواسطے دُنیا کی دولت مال وزر، درہم و دینار خدا سے مانگتا تو اتنا ہو جاتا کہ ان کے گھروں کی دیواریں بھی سونے کی ہو جاتیں، پھر ان میں فقر کی حلاوت ہرگز نہ

رہتی ۔ اب جو نسے پینیے (کھدر کے) کپڑے پہننے کے لئے اور دال روٹی کھانے کے لیے ان کو ملا کرے گی بلکہ اغنیا کی طرح بود و باش رکھیں گے اور فقر قیامت تک رہے گا ۔

اور فرمایا ۔ اس دیار کے بزرگوں کا حکم اُن کی زندگی تک ہے اور میری اولاد کا حکم قیامت تک رہے گا اور میری ... ترقی پر رہے گا ، کیونکہ اسی طرح حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ... بوساطتِ حضرت شاہ سلیمان نوریؒ ہم کو پہنچا ہے کہ اس ملک میں تمہاری اولاد کا حکم رہے گا اور تیرا اَمرِ ارشاد تازہ بتازہ رہے گا ۔

سیّد عبداللہ کو مستفیض کرنا

اس کے بعد حضرت سیّد عبداللہ بخاریؒ منصبدار ہفتصدی جو آپ کے ارادتمندوں سے تھے اور شاہی ملازمت کرتے تھے معہ ڈیرہ اعیانِ حکومت موضع ساہنپال شریف آئے اور گاؤں کے باہر خیمے لگوائے اور وہیں رہے ، اُن کا ارادہ تھا کہ میں دُنیوی علائق سے آزاد ہو جاؤں ، وُہ خدمتِ حضور میں آئے اور سلام و قدم بوسی کی ، اپنا خیال عرض کرنے کو دل چاہا لیکن جرأت نہ ہو سکی ، ڈیرہ پر جا کر حضورؒ کے پاس رُقعہ لکھ کر بھیجا کہ " میں دنیا کے دھندوں میں سخت گرفتار ہوں ، اگر مجذوب ہو جاؤں تو ان سے خلاصی پاؤں " آپ نے کہلا بھیجا کہ سیّد عبداللہ کو کہو ، اس شاہی ملازمت میں بھی کئی لوگوں کے فائدے ہیں ، یہ نہ ترک کرے ، اس کو باطنی حصّہ بھی مل جائے گا ، سیّد صاحبؒ نے دوبارہ بھی دہی درخواست لکھ بھیجی کہ میری خلاصی سوائے مجذوبیّت کے نہیں ہو سکتی آپ نے سُن کر فرمایا ۔

" جنگا جیو اوہ اِسے نجے راضی اسے "

پھر آپؒ نے اپنا کھیس جو زیب بدن تھا اُتار کر شاہ صدر دیوانؒ کو دیا اور فرمایا کہ جا کر سیّد عبداللہ کو پہنا دو ، اور دریائے چناب سے اُسے پار کر آؤ ، چنانچہ شاہ صدر دیوانؒ نے ڈیرہ پر جا کر اُن کو کھیس پہنایا ' اور دریا سے پار رُخصت کر آئے ۔ بمجرّد گذرنے دریا کے سیّد عبداللہ کی حالت دگرگون ہو گئی اور مجذوب اطوار ہو گئے ۔

آخری وقت کھیس عطا کرنے کے بعد آپ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو گئے اور حاضرین کو ذکر کا امر فرمایا، اثنائے ذکر میں ملک الموت بمعہ ملائکہ نوری تشریف لائے، حاضرین کو انوارِ ملکوتی کا مشاہدہ ہوا، چند لمحہ آپ نے ذکر میں اشتغال رکھا، پھر باآوازِ بلند کلمہ طیبہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر رُو بقبلہ ہوئے اور سکوت فرما گئے جب حاضرین نے دیکھا تو روحِ مبارک قفصِ عنصری سے پرواز کر کے علیین میں پہنچ چکی تھی، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (البقرہ)۔

شاہ صدر دیوانؒ سید عبداللہ کو دریا سے پار کر کے واپس آئے تو آگے دنیا کا نقشہ ہی بدل چکا تھا، محکمہ رُوحانیت کا تاجدار سفرِ آخرت اختیار کر چکا تھا، سلطنتِ ولایت کا امیر جنت الفردوس میں چل بسا تھا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَثْوَاہ۔

تاریخِ وفات حضرت نوشہ صاحبؒ کا انتقال بروز دوشنبہ (سوموار) بتاریخ ہشتم (آٹھ) ربیع الاول ۱۰۶۴ھ ایک ہزار چونسٹھ ہجری مطابق ۲۶ جنوری ۱۶۵۴ء ایک ہزار چھ سو چوّن عیسوی موافق ماہ پوہ سمت ۱۷۱۱ ایک ہزار سات سو گیارہ بکرمی میں بعہدِ سلطنت حضرت ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان غازی صاحبقران ثانی ابن جہانگیر بادشاہ بمقام ساہنپال شریف ہوا۔

مدفنِ پاک آپ کا جسدِ اطہر تابوت میں رکھا گیا، آپ کا جنازہ نہایت تزک واحتشام سے ہوا، علماء و مشائخ کثیر کی جماعت جنازہ میں شامل تھی، بعد از جنازہ جب دیدارِ آخری کے لئے ندا کی گئی تو سب لوگ زیارت سے مشرف ہوئے اُسی وقت حضرت شاہ فتاؒ دیوانؒ ساگری والے پہنچے اور زیارت سے مستفیض ہوئے۔ آخر آپ کا مدفن موضع ساہنپال شریف سے مغربی جانب ہوا۔

بوقتِ تدفین قبر میں تابوت رکھ کر بعض خواص نے آخری دیدار کے لیے چہرۂ مبارک سے پردہ ہٹایا تو دیکھا کہ آپ کا چہرۂ انور قبلہ سے پھر گیا ہے، ہر چند چاہا کہ قبلہ رُو کریں مگر نہ ہو سکا، سب مخلصین نہایت مغموم ہوئے کہ اس میں کیا راز ہو؟ ابھی اسی تشویش میں تھے کہ

ایک شخص نورانی چہرہ آپہنچا اور آتے ہی آپ کا دیدار کیا جب وہ زیارت سے مشرف ہوا تو اُسی وقت آپ کا چہرہ خود بخود قبلہ رُو ہو گیا۔ اُس وقت سب کو وُہ ارشاد یاد آ گیا جو آپ نے تین روز قبل از وفات فرمایا تھا کہ ایک شخص آئے گا جب تک وُہ زیارت نہ کرے ہمیں دفن نہ کرنا، اور ہم کو وہ بات یاد نہ رہی تھی، آپ نے اپنے تصرف سے اتنی دیر لگا دی کہ وہ شخص پہنچ گیا۔

تعمیر روضہ مبارک

آپ کا مزار اطہر بہت عرصہ خام (کچا) رہا، پھر آپ کے نبیرگان حضرت شاہ عنایت اللہ فرزندانِ حضرت شاہ حافظ محمد برخوردار، شاہ محمد سعید بن شاہ محمد ہاشم دریادِلؒ کے اہتمام سے روضہ شریف تعمیر ہوا۔

جسدِ اطہر کا دوبارہ ظہور

آپ کو انتقال کے ایک سوچھ [106] سال قمری کا زمانہ گذرا تو دریائے چناب زمین کو گراتا ہوا روضہ شریف کے قریب آ گیا،

صاحبزادگان نے کھدائی شروع کروائی، تین روز تک آپ کے جسمِ اطہر کا کچھ پتہ نہ چلا، بہت گریہ وزاری اور دعاؤں کے بعد آپ کا تابوت مبارک ظاہر ہوا۔

آپ کا تابوت شریف بروز پنجشنبہ (جمعرات) بتاریخ ہفدہم (سترہ) ماہ ذیقعدہ ۱۱۷۰ھ مطابق ماہ ساون سمت ۱۸۱۴ بکرمی موافق ماہ اگست کی چہارم (چار) ۱۷۵۷ء کو اپنی قدیمی جگہ سے برآمد ہوا، تین دن تک لوگ زیارت سے مشرف ہوتے رہے، آپ کا چہرہ مبارک بالکل ایسا تازہ تھا۔ جیسا کہ اب سوئے ہیں، آپ کا کفن بھی بالکل صحیح و سالم تھا، تین روز کے بعد چک ساہنپال کے قریب نوشہرہ تارڑاں کی زمین میں چاہ جیلتے والہ پر مدفون ہوئے، سولہ [16] تابوت اولاد کے بھی برآمد ہوئے۔ یہ واقعہ انتقال مزارات بعہدِ حکومت سلطان عزیز الدین عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ بادشاہ دہلی پیش آیا، ۳ھ جلوس تھا۔

تعمیر روضہ ثانی

چند سال تک مزار شریف چار دیواری میں محفوظ رہا، بعد ازاں اولاد کے اہتمام سے روضہ شریف دوبارہ تعمیر ہوا۔

جسدِ اطہر کا تیسری بار ظہور

آپ کے مزار پُر انوار کو ابھی دوسری جگہ ستّاسٹھ [۶۷] سال قمری ہی گزرے تھے کہ پھر دریائے چناب بالکل قریب آگیا، اور بسبب طغیانی کے گاؤں کو اور گورستان کو گرانے لگا، تو تمام صاحبزادگان نے مل کر کھُدائی شروع کی اور پاس قوال کافیاں پڑھ رہے تھے۔

آپ کا تابوت بروز دوشنبہ (سوموار) بوقتِ فجر بتاریخ ہژدہم (اٹھارہ) [۱۸] ماہ شوال ۱۲۳۷ھ مطابق ہشتم (آٹھ) جولائی ۱۸۲۲ء موافق بست ہفتم (ستائیس) [۲۷] ماہ ہاڑ سمت ۱۸۷۹ بکرمی کو اپنی جگہ سابقہ سے برآمد ہوا۔ نصف روز تک لوگ زیارت سے مشرف ہوتے رہے، پھر اُسی دن بوقتِ نصف النہار موضع ساہنپانوالہ سے شرق کی سرحد پر موضع ساہنپال شریف سے شمال کی طرف رنمل شریف کے قریب مغرب کی جانب نوشہ پور شریف سے مشرق کی طرف تابُوت مُبارک دفن ہوا۔

یہ واقعہ انتقالِ مزارات بعہدِ حکومت مہاراجہ رنجیت سنگھ والیٔ لاہور پیش آیا، ۲۷ سنہ جلوس تھا۔

تعمیر روضہ مُبارک

بیس [۲۰] سال تک کچّی چار دیواری بنی رہی، پھر ۱۲۵۸ھ ہجری ۱۸۴۲ء میں بعہدِ حکومتِ سکھاں بسعیٔ نواب راسخ الاعتقاد شیخ امام الدین خلف شیخ غلام محی الدّین ناظم الملک ہوشیار پوری صوبہ دار کشمیر پالکی شریف خوشنما تعمیر ہوئی، حضرت پیر شاہ جلال معمارؒ سجادہ نشین دربار حضرت شیخ صالح محمد قادری نوشاہی گیلانی ساکن چک سادہ (ضلع گجرات) نے فنِ تعمیر بدرجۂ کمال سیکھا ہوا تھا، انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اس متبرک کام کو انجام دیا، نیز پیر صاحبؒ کے استاد میاں محمد بخش فقیر معمار گجراتیؒ بھی شریک کار تھے دونوں بزرگوں نے باوضو پالکی شریف کی عمارت کی۔

۱۳۱۱ھ (۱۸۹۴ء) میں اس کی مرمت و سفیدی میاں عبداللہ درویش نوشاہی لاہوریؒ نے کروائی، سائیں عبداللہ نے بطور یادداشت یہ پنجابی شعر دروازہ شریف کے اندر لکھا ؎

عبداللہ درویش جیہا غریب نہ کوئی تیرے جیہا کوئی شاہ نہیں، در اپنے دی منگتی کر کے مینوں در در بھیکھ منگا نہیں

معمار کا نام محمد دین تھا ۔ اس نے یادگار کے طور پر پالکی شریف میں عربی میں یہ شعر لکھا تھا ۔

اَنَا المذنب مُحَمَّد دِین اِسْمِی ؛ فَاسْ حَمْنِیْ عَلَیَّ ذُوْالْکَمَالِیْ

۱۳۵۵ھ (۱۹۳۶ء) میں روضہ مبارک کے اندر اور باہر کا مطاف اور بیرونی مطاف کی چار دیواری نئی بنائی گئی ۔ معمار کا نام شاہ محمد ساکن تحصیل کھاریاں اور اس کے شاگرد کا نام ماہیا تھا ۔

۱۳۶۹ھ ۵ ذی الحج (۱۹ ستمبر ۱۹۵۰ء) کو شروع ہو کر اکاسی گھنٹے متواتر بارش ہوئی ۔ دریائے چناب میں بہت بڑا سیلاب آیا ۔ اور روضہ شریف کی دیواروں میں دراڑیں پڑ گئیں ۔ چھت کی ڈاٹوں میں بھی شگاف پڑ گئے ۔

۱۳۷۱ھ ۲ صفر ہفتہ (۳ نومبر ۱۹۵۱ء) روضہ مبارک کی تعمیرِ نو کے لیے سادات برخوردار ساہنپالیہ نے انجمن خاندانِ نوشاہیہ تشکیل دی ۔

۱۳۷۳ھ یکم محرم جمعرات (۱۰ ستمبر ۱۹۵۳ء) کو روضہ شریف شہید کیا گیا ۔

۲۶ جمادی الآخرہ بدھوار (۳ مارچ ۱۹۵۴ء) بنیادیں کھودی گئیں اور عمارت کا کام شروع ہو گیا ۔

۱۳۷۵ھ (۱۹۵۵ء) روضہ کے گرد برآمدہ تیار ہو گیا ۔

۱۳۷۶ھ ۲۵ شعبان جمعرات (۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء) تجر لگائی گئی یعنی اندرونی گنبد لگایا گیا ۔

۱۳۸۹ھ (۱۹۶۹ء) میں اوپر والا گنبد یعنی گنبد کلاں تعمیر ہوا ۔ تعمیرِ روضہ کا سارا کام مستری عمرالدین ساکن گوجرانوالہ اور اس کے شاگردوں مستری مرزا محمد نذیر اختر شرافتی ، اور مستری برکت علی ولد رحمت سکنائے ساہنپال شریف کے ہاتھوں کا شاہکار ہے ۔

۱۳۹۰ھ ۱۹ شعبان اتوار (۱۸ نومبر ۱۹۷۰ء) کو باون پٹیاں سبز ٹکڑی انگلینڈ سے منگائی گئی ۔ ہر ایک پٹی میں دو سو چالیس ٹکڑیاں تھیں ۔ ۲۱ شعبان جمعہ (۲۳ اکتوبر) کو بالائی گنبد پر ٹکڑیاں لگنی شروع ہوئیں ۔

— ۱۱ شوال جمعہ (۱۴ دسمبر) کو گنبد پر چڑھانے کیلئے تانبے کا کلس لاہور سے بقیمت

ایک ہزار نو سو روپیہ خریدا گیا۔ جس کی تین گھڑیاں اور ایک سٹہ ہے۔

اور اس کی گھڑیوں پر پچاس تولے سونا چڑھایا گیا۔ اس کے بعد وہ سنہری کلس گنبد کے اُوپر نصب کیا گیا۔

روضہ شریف کی اندرونی دیواروں پر آیاتِ قرآنی، اشعارِ فارسی، قطعاتِ تاریخ اور اسمائے بزرگانِ دین قطبِ سید شرافت نوشاہی نے بخطِ نسخ و نستعلیق لکھے تھے۔

۱۴۱۰ھ (۱۹۹۰ء) میں ایک عقیدتمند افضال احمد ولد مشتاق احمد قصور پورہ راوی روڈ لاہور نے لاکھوں روپے خرچ کر کے دربار شریف کے اندرونی حصہ پر شیشہ کی گل کاری کرادی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے حال پر کرم فرمائے آمین۔

قطعۂ تاریخ تعمیرِ روضہ

قطعۂ تاریخ تعمیرِ روضہ حضرت سید شاہ شریف احمد شرافت نوشاہیؒ نے بنایا تھا۔

ے

خانقاہ جنابِ نوشہ پیر ۔۔۔ گشت تیار چوں بفضلِ الٰہ
سالِ تعمیرِ وے شرافت جُست ۔۔۔ ہاتفش گفت روضہ نوشاہ
۱۳۷۳ھ

انتباہ

۱۳۹۶ھ ۲۲ ذی الحجہ (۱۵ دسمبر ۱۹۷۶ء) میں صاحبزادہ محمد الطاف ولد سخی محمد بن سید ملک شاہ ہاشمی رنملوی نے درخواست دے کر روضہ مبارک حضرت نوشہ گنج بخشؒ معہ حلقہ درگاہ مسجد درگاہ شریف اور دیوان خانہ محکمہ اوقاف کے قبضہ میں دے دیا۔ اب محکمہ اوقاف اس پر قابض ہے۔

مسجدِ نوشاہیہ درگاہ شریف سے جنوب کی طرف مائل بغرب مسجد پختہ موجود ہے، پہلے مسجد کی عمارت کچی تھی، ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۷ء میں بسعی صاحبزادگان پختہ تعمیر ہوئی تھی۔

۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء میں ایک عقدتمند نے مسجد کی دیواروں کی بیرونی طرف پتھر کی پڑیاں لگوادیں اور مسجد کی دیواروں کی اندرونی طرف اور چھت کے نچلے حصہ پر شیشہ سے گُل کاری کرادی اور صحن میں بھی پتھر کی پڑیاں لگوادی، وضو کرنے کا مکمل انتظام کیا گیا ہے اور پانچ وقت نماز باجماعت ہوتی ہے۔

مسافر خانہ درگاہ شریف سے سیدھا بطرف جنوب چالیس[۴۰] کرم یعنی ۲۲۰ فٹ کے فاصلہ پر ایک مسافر خانہ بعمارتِ پُختہ موجود ہے جس کو دیوان خانہ اور دالان بھی کہتے ہیں، دروازے سیدھے شمال کو بجانبِ درگاہ شریف ہیں۔

لنگر نوشاہیہ لنگر کا تمام انتظام نوشہ پاک[رح] کی اولاد کرتی ہے۔ آپ[رح] کی اولاد کرام کے تمام ڈیروں پر اور گھروں میں مسافروں، فقیروں زائرین و معتکفین کے لئے لنگر کا انتظام ہوتا ہے خصوصاً عرس کے دنوں میں لنگر کا خاصہ انتظام ہوتا ہے۔

حلقۂ درگاہ درگاہ شریف کا قدیمی حلقہ سترہ[۱۷] کنال پانچ مرلہ زمین ہے اسی حلقہ میں گورستان، ایک کنواں (چاہ) ایک طہارت خانہ، مسجد شریف، دیوان خانہ، درخت بوہڑ تین عدد کلاں، ماسوا اس کے بڑنے، وَن، جنڈ، کریر کیکر۔ بیری وغیرہ کثیر التعداد موجود ہیں مسافروں کے واسطے آرام کی بہت بہتر جگہ ہے۔

عُرس شریف حضرت نوشہ صاحب[رح] کے اعراس مبارک متعدد جگہ ہوتے ہیں۔
۱۔ بتاریخ پانچویں ربیع الاوّل نوشہرہ شریف تحصیل وضلع گجرات میں ہرسال آپ کا عرس شریف نہایت عقیدت و احترام سے ہوتا چلا آتا ہے،

عرس کا انتظام سجادہ نشین گانِ سچیار پاک کی اولادِ کرام بڑے اہتمام سے کرتے ہیں۔

۲۔ بتاریخ نہم (نو ۹) جیٹھ ہر سال بھڑی شریف تحصیل حافظ آباد ضلع حافظ آباد میں آپ کا عرس ہوتا ہے اس پر ہزاروں فقراء کا اجتماع ہوتا ہے۔

۳۔ بتاریخ نہم (نو ۹) جیٹھ کو رُہتاس ضلع جہلم میں بھی آپ کا بدرگاہِ حضرت سید شاہ محمد شہید ہوا کرتا ہے۔

۴۔ درگاہِ عالیہ نوشاہیہ پر آپ کی اولاد کے اہتمام سے ماہ ہاڑ کی دوسری جمعرات کو ہر سال عرس ہوتا ہے، پہلے تو ماہِ ہاڑ کی چاروں جمعراتیں لوگوں کا اجتماع ہوا کرتا تھا، لیکن ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۷ء موافق سمت ۱۹۸۴ بکرمی سے اولادِ حضرت شاہ حافظ محمد برخوردار صاحبؒ کی کوشش وسعی سے یہ عرس پختہ طور پر دوسری جمعرات ہاڑ کو سالانہ مقرر ہو چکا ہے، کافی مخلوقِ خدا جمع ہوتی ہے، درویشوں کے لئے بھنڈارہ کا انتظام عام ہوتا ہے، جمعرات، جمعہ، ہفتہ تین روز کا اجتماع ہوتا ہے۔ (شریف التواریخ جلد اوّل)

قطعاتِ تاریخ

آپ کی وفات کے قطعاتِ تاریخ تو بہت سے بزرگوں نے بنائے ہیں، یہاں بعض قطعے درج کئے جاتے ہیں۔

قطعہ ہائے تاریخ

حضرت مولانا شاہ غلام مصطفےٰ صاحب نوشاہی قدس سرہ

۱۔ وفاتِ شاہ نوشہ نیک خوانی !	؎	مکمل با طریقت پیر دانی	۱۰۶۴ھ
۲۔ وفاتِ پیر نوشہ اہلِ فتویٰ	؎	بگفتم آفتابِ دین تقویٰ	۱۰۶۴ھ
۳۔ سالِ فوتِ پیر مقبولِ صمد	؎	عاشق و معشوق محبوبِ اَحد	۱۰۶۴ھ
۴۔ سالِ وصلِ پیر نوشہ دستگیر	؎	آفتابِ قادری اخود امیر	۱۰۶۴ھ

۵

جنابِ پیر نوشہ جب ہوئے داخل بہشت اعلیٰ ؎ قریشی[۶۴] قادری حاجی محمد[۱۰] سے وصال اُن کا

مادۂ تاریخ

(۱) مہر اوتاد و قطب و فرد (۱۰۶۴ھ) (۲) مجددِ شریعت طیب بود (۱۰۶۴ھ)

دیگر از اسماء الحسنےٰ

جواد معظم (۱۰۶۴)، واجد معظم (۱۰۶۴)، وہاب معظم (۱۰۶۴)، اعلیٰ بری من المشرکین (۱۰۶۴)، عالی بری من المشرکین (۱۰۶۴)، کافی بری من المشرکین (۱۰۶۴)، خیر مطھر (۱۰۶۴)، اللہ حفیظ (۱۰۶۴)، وکیل حفیظ (۱۰۶۴)، مانع قابض (۱۰۶۴)، رشید مقیت (۱۰۶۴)

تبرکات

آپ کے مندرجہ ذیل تبرکات زمانہ حاضرہ میں اولاد اور درویشوں کے پاس ہیں جن کے صحیح ہونے کی سند بزرگوں سے متواتر ثابت ہے۔

قرآن مجید یہ وہ قرآن مجید ہے جس پر سرکار نوشہ صاحبؒ تلاوت فرمایا کرتے تھے، خطِ نسخ شکستہ ہے بعض اوراق گم ہیں، نامکمل ہے۔

یہ قرآن مجید قبلہ سید شریف احمد شرافتؔ نوشاہی قدس سرہٗ کو اپنے نانا صاحب حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ خلف الصدق شاہ قدم الدین صاحب برخورداریؒ کے گھر سے ملا، اب آپ کے آستانہ عالیہ ساہنپال شریف کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

لنگی یہ لنگی باریک دھاریدار چارخانیہ ہے بوجہ زمانہ دراز گذر جانے کے بوسیدہ اور حنائی رنگ ہو چکی ہے، یہ نوشہ صاحبؒ تہبند کی جگہ استعمال فرماتے تھے۔

یہ لنگی آج کل حضرت پیر واصل حق صاحب خلف الصدق پیر مکھن شاہ صاحبؒ برخورداری کے گھر میں بمقام لاہور، موچی دروازہ لال کھوہ اندرونِ کوچہ لٹھ ماراں موجود ہے۔

عصا یہ عصا چوب زیتون (کٹو) کا ہے، پہلے تو پورا قدِ آدم کے مطابق تھا، وبا کے وقت لوگ مویشیوں کی پشت پر پھیرتے تھے تو شفا ہو جاتی، کچھ عرصہ ہوا کہ کوئی شخص اسی غرض سے لے گیا، مگر اس نابکار نے اس کو کاٹ کر ایک حصہ رکھ لیا اور کچھ حصہ اس کا واپس کر گیا، اب وہ بقدرِ تین بالشت (دو فٹ) موجود ہے، دونوں سروں پر لوہے کی شامیں چڑھی ہوئی ہیں۔

یہ عصا آج کل جناب صاحبزادہ نذر محمد نذرؔ نوشاہی برخورداری ولد سید میراں بخشؒ مصنف (خزینۂ نوشاہی) کے گھر بمقام نوشہ پور ساہنپال شریف میں موجود ہے۔

بھورا

سیاہ کمبل سرخ دھاریدار ہے۔ یہ کمبل آج کل میاں غلام قادر صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت سخی روشندین صاحب نقیر نوشاہیؒ کے گھر میں بمقام بھریرے ضلع ساہیوال میں موجود ہے۔

کلاہ

یہ ٹوپی طاقیہ ہے جس کو عرف میں کانوں والی ٹوپی یا نوشاہی ٹوپی کہتے ہیں۔ یہ آج کل چوہدری سلطان بن امین بخش نمبردار موضع سرلانوالی ضلع گوجرانوالہ کے گھر میں موجود ہے جو حضرت میاں شیخ برخوردار برہنؒ خلیفہ پاک صاحبؒ (شاہ رحماں) کی اولاد سے ہے ——— اور ایک کلاہ مبارک فقیر خانہ لاہور میں موجود ہے۔

الفی مبارک

فقیر خانہ لاہور میں موجود ہے۔

چادر

یہ چادر سفید رنگ ہے جس پر ریشمی دھاگہ سے سورہ یٰس بخطِ نسخ کاڑھی ہوئی ہے یہ چادر آج کل خلیفہ حاجی الحرمین الشریفین آغا میر احمد صاحب صدیقی نقیر نوشاہی کے گھر میں بمقام شہر پشاور (سرحد) محلہ یکی ہٹہ میں موجود ہے۔

نعلین مبارک کا تلا

یہ نعلین کا نچلہ حصہ (سول) تلا مبارک جو کہ زائرین نے دانتوں سے تھوڑا تھوڑا تبرکاً کاٹ کاٹ کر چھوٹا کر دیا ہے۔ یہ آج کل میاں گہنا والد قوم موچی کے گھر میں بمقام مرید متصل رسولنگر ضلع گوجرانوالہ موجود ہے۔ (شریف التواریخ)

——— ان کے علاوہ ایک پنکھا، دروازے کا تختہ اور مکان کا شہتیر شہر رسول نگر ضلع گوجرانوالہ میں سید حسن عالم بن سید عمر بخش نوشاہیؒ کے گھر میں ہیں (تذکرہ حضرت نوشہ گنج بخش)

وصیّت نامہ

جناب حضرت شاہ حاجی مُحمّد نوشاہ گنج بخش قدس سرہٗ پیر سلسلہ قادریہ نوشاہیہ

۱ : ہر ایک مرید پر اَللّٰہ کو وحدہٗ لاشریک لہٗ جاننا فرض ہے۔ سوائے اس کے کسی کی پرستش نہ کرنی چاہیئے۔ توحید سب عبادتوں کا سر ہے۔

۲ : ہر حالت میں جناب محبوبِ خُدا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے اور اعتقاد رکھے کہ فرداً فرداً سب انبیا کو جو فضائل حاصل تھے۔ وُہ سب وجودِ مقدسِ مُحمّدیہ میں موجود ہیں۔

۳ : قرآنِ مجید کی تلاوت کو سب وظایف پر مقدم رکھے۔ اور تا دمِ زلیست کتاب اور سنت پر عمل کرتا رہے۔

۴ : صدق و اخلاص اور حسنِ عقیدت سے اپنے دل کو پُر رکھے۔

۵ : پنجوقتی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و دیگر فرائض کو اپنے اپنے وقت میں پورے طور سے نہایت ادب و اخلاص سے ادا کرے۔

۶ : نمازِ تہجد اور فرضِ عصر سے پہلے چہار[۴] رکعت سنت، دو رکعت اشراق اور چار[۴] رکعت ضحےٰ ضرور پڑھا کرے۔

۷ : اسمِ اعظم۔ اور چھ[۶] کلمے اور چودہ[۱۴] حرف کا وِرد کبھی قضا نہ ہو۔

۸ : ذِکر و فکر میں بحسبِ طریقہ سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ ہر وقت شاغل رہے اور اَللّٰہ کی ذات پاک کو ہر جگہ و ہر وقت حاضر و ناظر سمجھے۔ کسی وقت اس سے غافل نہ ہو۔ اور ان سب کا سبق اور طریق اپنے پیر سے حاصل کرے۔

۹: اپنے پیر پر اعتبار کامل رکھے۔ اور اس کے حکم کی بجا آوری میں دل و جان سے کوشش کرے۔

۱۰: محرماتِ شرعیہ اور شرک و بدعت، زنا و چوری، بدگوئی وغیرہ سے ہر دم بچے۔ اور اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جو شخص اللہ عزّ شانہٗ کو ایک اور جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو سچا نبی مانتا ہو۔ اُس کو کافر اور بُرا نہ کہے۔

۱۱: ہر ایک سے اُلفت و محبت سے پیش آوے۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ ہر ایک جی کے فائدے کو اپنے فائدے پر مقدم رکھے۔

۱۲: جوانمرد اور صاحبِ شجاعت بنے۔ مہمان کی تواضع اور سائل کے سوال سے حتی المقدور جی نہ چرائے۔ دوستوں کی عزت اور قدر کرے۔

۱۲: لوگوں کے ایذا و جفا پر صبر کرے۔ اور اللہ تعالےٰ سے مدد مانگے۔

۱۴: غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بیکسوں کی خدمت، اور اُن کو آرام و راحت پہنچانے کو اپنا بڑا فرض سمجھے۔ فَلْيَعْمَل (شریف التواریخ جلد سوم حصہ اوّل)

تیئس[۲۳] کلمے یہ ہیں۔

الٓمٓ[۱]۔ الٓمٓ[۲]۔ الٓمٓصٓ[۳]۔ الٓرٰ[۴]۔ الٓرٰ[۵]۔ الٓرٰ[۶]۔ الٓمٓرٰ[۷]۔ الٓرٰ[۸]۔ الٓرٰ[۹]۔ كٓهٰيٰعٓصٓ[۱۰]۔ طٰهٰ[۱۱]۔ طٰسٓمٓ[۱۲]۔
طٰسٓ[۱۳]۔ طٰسٓمٓ[۱۴]۔ الٓمٓ[۱۵]۔ الٓمٓ[۱۶]۔ الٓمٓ[۱۷]۔ الٓمٓ[۱۸]۔ يٰسٓ[۱۹]۔ صٓ[۲۰]۔ حٰمٓ[۲۱]۔ حٰمٓ[۲۲]۔ حٰمٓ[۲۳]۔ عٓسٓقٓ[۲۴]۔
حٰمٓ[۲۵]۔ حٰمٓ[۲۶]۔ حٰمٓ[۲۷]۔ حٰمٓ[۲۸]۔ قٓ[۲۹]۔ نٓ[۳۰]۔ (شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول)

چودہ[۱۴] حرف یہ ہیں۔

ا[۱]۔ ل[۲]۔ م[۳]۔ ص[۴]۔ ر[۵]۔ ک[۶]۔ ھ[۷]۔ ی[۸]۔ ع[۹]۔ ط[۱۰]۔ س[۱۱]۔ ح[۱۲]۔ ق[۱۳]۔ ن[۱۴]۔

اسم اعظم یہ ہے۔ صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ اسمِ اعظم آیۃ الکرسی اور آلِ عمران کی پہلی آیتوں میں ہے۔ سو وہ یہ ہے۔ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔ جناب حضرت محبوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ (شریف التواریخ بحوالہ فتوح الغیب، فیوض الرحمٰن، وظایفِ قادریہ)

شَجرۂ طریقت

سلسلہ قادریہ نوشاہیہ

حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے کسب علوم باطنی اور فیوض روحانی کا سلسلہ اسناد یہ ہے۔ بترتیب عروجی :۔

۱ ،	حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش رحمۃ	م	۸ ربیع الاول	۱۰۶۴ھ/۱۶۵۴ء	ساہنپال شریف
۲ ،	حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؒ	م	۲۷ رمضان	۱۰۱۲ھ/۱۶۰۴ء	بھلوال شریف
۳ ،	حضرت مخدوم شاہ معروفؒ	م	۱۰ محرم	۹۸۷ھ/۱۵۷۹ء	خوشاب ،
۴ ،	حضرت سید مبارک حقانیؒ	م	۹ شوال	۹۵۶ھ/۱۵۴۹ء	اوچ شریف
۵ ،	حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانیؒ	م	۷ رجب	۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء	" "
۶ ،	حضرت سید شمس الدین گیلانیؒ	م	۲ ربیع الاول	۸۳۴ھ/۱۴۳۰ء	حلب "
۷ ،	حضرت سید شاہ میر گیلانیؒ	م	۸ ذیقعد	۷۶۶ھ/۱۳۶۵ء	حلب "
۸ ،	حضرت سید علی گیلانیؒ	م	۲ محرم	۷۱۵ھ/۱۳۱۵ء	" "
۹ ،	حضرت سید مسعود گیلانیؒ	م	۵ شعبان	۶۶۰ھ/۱۲۶۲ء	" "
۱۰ ،	حضرت سید احمد گیلانیؒ	م	۲۵ رجب	۶۳۰ھ/۱۲۳۳ء	" "
۱۱ ،	حضرت سید عبدالسلام صوفی گیلانیؒ	م	۳ رجب	۶۱۱ھ/۱۲۱۴ء	بغداد شریف
۱۲ ،	حضرت سید عبدالوہاب گیلانیؒ	م	۲۵ شوال	۵۹۳ھ/۱۱۹۷ء	" "
۱۳ ،	حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	م	۱۱ ربیع الآخر	۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء	" "
۱۴ ،	حضرت شیخ قاضی ابوسعید مخزمیؒ	م	۷ محرم	۵۱۳ھ/۱۱۱۹ء	" "

۱۵	حضرت شیخ ابوالحسن ہکاریؒ	م	۱ محرم	۴۸۶ھ/۱۰۹۳ء	بغداد شریف
۱۶	حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسیؒ	م	۳ شعبان	۴۴۷ھ/۱۰۵۵ء	طرطوس
۱۷	حضرت شیخ عبدالواحد تمیمیؒ	م	۹ جمادی الآخر	۴۲۵ھ/۱۰۳۴ء	بغداد "
۱۸	حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ	م	۲۸ ذی الحجہ	۳۳۴ھ/۹۴۶ء	" "
۱۹	حضرت شیخ جنید بغدادیؒ	م	۲۷ رجب	۲۹۷ھ/۹۱۰ء	" "
۲۰	حضرت شیخ سری سقطیؒ	م	۳ رمضان	۲۵۳ھ/۸۶۷ء	" "
۲۱	حضرت شیخ معروف کرخیؒ	م	۲ محرم	۲۰۰ھ/۸۱۵ء	" "
۲۲	حضرت شیخ داؤد طائیؒ	م	۲۸ ربیع الاول	۱۶۵ھ/۷۸۱ء	" "
۲۳	حضرت شیخ حبیب عجمیؒ	م	۳ ربیع الآخر	۱۵۶ھ/۷۷۳ء	" "
۲۴	حضرت شیخ حسن بصریؒ	م	۴ محرم	۱۱۱ھ/۷۲۹ء	بصرہ شریف
۲۵	حضرت امام علی المرتضیٰؓ	م	۲۱ رمضان	۴۰ھ/۶۶۱ء	نجف شریف
۲۶	حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	م	۱۲ ربیع الاول	۱۱ھ/۶۳۲ء	مدینہ شریف

(بحوالہ شریف التواریخ و تذکرہ نوشہ گنج بخشؒ)

جناب نوشہ صاحبؒ کے مرشد پاک کا سلسلہ نسب:۔ آپؒ کے مرشد صاحبؒ کا نام گرامی سخی شاہ سلیمان نوری حضوریؒ تھا جن کے والد کا نام شیخ عبداللہ المعروف میاں منگو صاحبؒ بن جلال الدین بن شمس الدین بن محمد مراد بن محمد صالح بن شیخ حسین بن عبدالخالق بن خدایار بن سلطان علی بن عون بن قاسم بن اسمٰعیل بن منظہر بن آدم بن عبدالشکور بن عبدالعلی بن مطرب بن خزیمہ بن خادم بن مطرب بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن عیار (صحابی) بن اسد بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب القرشیؒ تھا۔

اس طرح آپ معزز خاندانِ قریشی کے چشم و چراغ تھے۔ اور آباؤ اجداد سے نعمتِ فقر موروثی رکھتے تھے آپکی والدہ ماجدہ کا نام حضرت مائی بھاگ بھری صاحبہؒ تھا۔ (شریف التواریخ جلد اول)

ختم شریف نوشاہی

بزرگانِ دین سے منقول ہے کہ جو شخص خلوصِ قلب اور اعتقادِ راسخ سے ختم شریف قدوۃ السالکین، عمدۃ العارفین حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ روزانہ پڑھا کرے اس کے تمام مقاصد و مطالب پورے ہوں گے اس کے ہزاروں فوائد ہیں، تجربہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے۔

وضو کر کے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک مرتبہ پڑھے۔ پھر درود شریف ہزارہ ایک سو گیارہ مرتبہ، کلمہ طیبہ ایک سو گیارہ مرتبہ۔ یَاھُوْ ایک سو گیارہ مرتبہ۔ یَابَاسِطُ ایک سو گیارہ مرتبہ، سُورۃُ الْفَاتِحَہ ایک سو گیارہ مرتبہ، ہر سہ قُل ایک سو گیارہ مرتبہ سُورۃُ الْمُزَّمِّل ایک مرتبہ، یَافَتَّاحُ ایک سو گیارہ مرتبہ۔ یَاکَافِیَ الْمُھِمَّاتِ ایک سو گیارہ مرتبہ۔ پھر یہ شعر۔

> بس غریبم مستمندم بے سر و ساماں حقیر
> یا محمد حاجیؒ نوشاہ مارا دستگیر

ایک بار، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ایک سو گیارہ مرتبہ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ ایک سو گیارہ مرتبہ۔ کلمہ تمجید ایک سو گیارہ مرتبہ۔ یَاکَرِیْمُ ایک سو گیارہ مرتبہ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ ایک سو گیارہ مرتبہ، پھر یہ شعر۔

> از جنابِ نوشہ خواہم مدد
> با دل و جاں چوں گدائے بے نوا

ایک بار پڑھے۔ اور اس کا ثواب بروحِ پُر فتوح حضرت نوشہ صاحبؒ اور جمیع مشائخ قادریہ نوشاہیہ پہنچاوے۔ ہر ایک امر میں فائز المرام رہے گا، اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

(شریف التواریخ جلد اوّل صـ ۱۰۵۲)

مسائلِ طریقت

ماخذ

شریف التوارِیخ

مرتب و اشاعت

خادم الفقراء محمد اشرف نوشاہی

لفظ ولی کی تحقیق

حضرت علامہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "شریف التواریخ" جلد اوّل میں حضرت امام فخر الدین رازیؒ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ ولی کی دو حیثیتیں ہیں:۔

اوّل:۔ یہ کہ ولی بروزن فعیل ہے اور مبالغہ فاعل کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ علیم وقدیر کہ ان کے معانی "بہت جاننے والا" اور "بڑی قدرت والا" ہیں۔ اس اعتبار سے ولی کے معنی ہوئے "بہت قربت حاصل کرنے والا" یا بہت ہی نزدیک رہنے والا" جس کا ماحصل یہ ہے کہ اس کی طاعت وعبادت میں کسی قسم کی معصیت وغیرہ کی وجہ سے خلل واقع نہیں ہوتا۔ وُہ لگاتار طاعت وعبادات میں مصروف اور بہیم تقرب حاصل کرنے میں مشغول رہتا ہے۔ اس کا کوئی فعل عبادت وطاعت سے خالی نہیں ہوتا۔

دوم:۔ یہ کہ ولی بروزن فعیل ہے۔ جو بمعنی مفعول ہو۔ جیسے قتیل یعنی مقتول اور جریح بمعنی مجروح ۔ اس اعتبار سے ولی کے معنے یہ ہوئے "قریب کیا گیا" یعنی اللہ تعالےٰ نے اس کی حفاظت ونگہبانی کا ذمہ لے لیا ہے کہ اس سے کسی قسم کی معصیّت ونافرمانی سرزد نہیں ہونے پاتی اور ہر دم وہر لحظہ توفیقِ الٰہی اس کے شاملِ حال رہتی ہے۔

بہرحال معنی اوّل کے لحاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بندہ اللہ سبحانہٗ کا تقرب ڈھونڈتا رہتا ہے۔ اور معنی دوم اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اللہ سُبحانہٗ بندے کو اپنے قرب میں رکھتا ہے ۔ اور اس سے ایسے ہی افعال صادر کراتا ہے۔ کہ جس سے تقرب بڑھتا رہے۔ دونوں صورتوں اور ہر دو معانی کے لحاظ سے آیۂ کریمہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس ع ۷) کا مطلب صاف ہے کہ جو بندہ ہر دم طاعت آلہی میں رہے

یا جس بندے کو ہر دم اللہ تعالیٰ اپنی یاد میں رکھے ، اس کو نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وُہ غمگین ہوگا۔ اور جب بندے نے اللہ عزاسمہٗ کا تقرّب حاصل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے قرب میں جگہ دی تو اس کو مرتبہ ولایت حاصل ہوگیا۔ اور جب مرتبہ ولایت حاصل ہوا تو بحکمِ اذثبت الشیئ ثبت بلوازمہٖ اس کے لیے اس کے لوازمات بھی حاصل ہوں گے۔ مثلاً کرامات ، مدارجِ ظاہری و باطنی ، نعیم دنیا و آخرت ، بشارت دارین ، فوزِ عظیم وغیرہ۔

ولی کی تعریف

اللہ تعالےٰ ولی کی تعریف میں ارشاد فرماتا ہے الا انّ اولیاُ اللہ لَاخوفٌ عَلیھم وَلاھم یحزنون الّذین اٰمنو وکانو یتّقون ۔ (یونس ع ۷) یعنی اولیاُ اللہ پر کچھ خوف نہیں اور نہ وُہ غمگین ہوں گے۔ وُہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا ولی کے متعلق مشائخ کبارؒ نے بہت کچھ کلام فرمایا ہے۔ یہاں چند اقوال درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت شیخ ابو علی جرجانیؒ فرماتے ہیں ”ولی وہ ہوتا ہے۔ جو اپنے حال میں فانی ہو اور مشاہدہ حق میں باقی ہو اور اس کو اپنے وجود کی خبر نہ ہو اور غیر اللہ کے ساتھ اُسے قرار ہو“

۲۔ حضرت سیّد الطائفہ شیخ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں ”ولی وُہ ہے۔ جس کو خوف نہیں ہوتا ، کیونکہ خوف اس چیز سے ہوتا ہے جس کا آنا مکروہ ہو یا اس سے ڈرتا ہو یا آئندہ اس بلا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور یا محبوب جو اس وقت موجود ہے وہ آئندہ چلا جائے گا۔ بلکہ ولی صاحبِ وقت ہوتا ہے۔ اور اُس کیلئے آئندہ کوئی ایسا وقت نہیں ہے جس سے وہ ڈرے اور جیسا کہ اسے خوف نہیں ایسا ہی اُسے کچھ اُمید بھی نہیں۔ کیونکہ اُمید محبوب کے

انتظار ہے کہ وہ حاصل ہو یا اُمید کسی تکلیف کے رفع ہونے کی ہے اور یہ اس کے نقدِ وقت ہیں اور ایسا ہی اُسے وقت کا کوئی خوف نہیں، اور اس کو کیسے خوف ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔

۳۔ حضرت شیخ ابو عثمان مغربیؒ فرماتے ہیں " ولی خلقت میں مشہور ہوتا ہے لیکن اس میں مبتلا نہیں ہوتا "

۴۔ حضرت شیخ ابراہیم بن ادہم نے ایک شخص سے فرمایا " تو ولی ہونا چاہتا ہے۔" اس نے کہا ہاں " دنیا اور عقبیٰ کے ساتھ رغبت مت کر، اور اپنا نفس اللہ تعالےٰ کیلئے فارغ کر اور اپنا رُخ اسی کی طرف کر لے "۔

۵۔ حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں" ولی وہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے امر و نہی پر صبر کرے "

۶۔ ولی کی شرطوں سے ہے کہ وُہ گناہ سے محفوظ ہو جیسا کہ نبی کے شرائط سے ہے کہ وہ معصوم ہو۔ فکل من کان للشرع علیہ اعتراض فھو مغرور مخادع۔ یعنی جس پر شریعت کا اعتراض وہ مغرور اور فریب کار ہے۔

ولایت کی اقسام

ولایت کی دو قسمیں ہیں :۔ اول :۔ ولایت عامہ :۔ جو تمام مومنین میں مشترک ہے جیسا کہ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے۔ اللہ ولی الذین اٰمنو یخرجھم من الظلمٰت الی النور ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا دوست ہے اُن کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ (البقرہ ع ۳۴)

دوم :۔ ولایت خاصہ :۔ جو واصلین و منتہین یعنی ارباب سلوک سے مختص ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنّ اولیاءہٗ الّا المتّقون (الانفال ع ۴) یعنی اس کے دوست اہل تقویٰ ہیں۔

اس ولایت کی تعریف صوفیائے کرامؒ اپنی اصطلاح میں اس طرح کرتے ہیں کہ ھی عبارۃ عن فناء العبد فی الحق وبقائہ فالولیّ ھو الفانی فیہ والباقی بہٖ اور فنا عبارت ہے نہایت سیر الی اللہ سے اور بقا مراد ہے بدایت سیر فی اللہ سے اور سیر الی اللہ اس وقت پورا ہوتا ہے کہ میدانِ وجود کو صدق کے قدموں سے طے کیا جائے، اور سیر فی اللہ اس وقت متحقق ہوتا ہے کہ بندہ کو فنائے مطلق کے بعد وجودِ بقا عطا ہو، جو حوادث سے پاک و مطہر ہو۔ تاکہ اس وجود باقی سے اتصفوا باوصاف اللہ وتخلقوا باخلاق اللہ کے عالم میں ترقی کرے۔

ولایت کے انواع

ولایتِ خاصہ کے چار نوع ہیں :۔

۱۔ ولایتِ محُمّدی :۔ اس کو ولایتِ احمدی بھی کہتے ہیں، یہ کسب سے حاصل ہوتی ہے یعنی سالک اتباعِ نبوّی علیہ الصلوٰۃ والسّلام میں نہایت کوشش کرے ہر کام میں خواہ دینی ہو یا دُنیوی متابعتِ سُنّت کو ہاتھ سے نہ چھوڑے، غرضکہ اس کی تمام

صفات چلنا، پھرنا، اُٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، بولنا، چپ رہنا عین مطابق شریعت ہوں۔ ان اوصاف کے متصف کو "ولایت محمدی" عطا ہوتی ہے۔

یہ ولایت آیات کریمہ قُل اِن کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ (آل عمرٰن ع ۴) اور لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اُسوۃ حسنۃ (الاحزاب ع ۳) سے ثابت ہوتی ہے۔

۲۔ ولایت عشقی :۔ یہ ولایت اُس کو ملتی ہے جو عشق حقیقی میں مست و مجنون ہو۔ دُنیا و اہلِ دُنیا سے نفور رکھتا ہو۔ کھانے، پینے، مرنے، جینے کی کچھ خبر نہ ہو۔ نہ کسی سے نفرت ہو، نہ کسی سے الفت، نہ ہی راہ ارشاد، نہ طریق تعلیم، غرضکہ الصّوفی لامذھب لہٗ کے مطابق ہو، ہر جگہ نورِ حقیقی کا مشاہدہ کرے۔ اِس ولایت کے ولی سے فائدہ بالکل کم ہوتا ہے۔ یہ ولایت آیتِ کریمہ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشیّ یریدون وجھہ ما علیك من حسابھم من شیٔ وما من حسابك علیھم من شیٔ (الانعام ع ۶) اور واصبر نفسك مع الذین یدعون ربّھم بالغداوۃ والعشیّ یریدون وجھہٗ ولا تعد عیناك عنھم (الکھف ع ۴) سے ثابت ہے۔

۳۔ ولایتِ روحی :۔ یہ ولایت وہ ہے جو بعض ارواحِ مقبول کو روزِ ازل میں عطا ہوئی اس میں کسب کو کوئی دخل نہیں۔ اس ولایت کا صاحب والدہ کے شکم سے ہی ولی پیدا ہوتا ہے۔ بچپن سے خرق عادات اُس سے ظاہر ہوتے ہیں، اور طفولیت میں ہی اس پر اسرار حقانی منکشف ہوتے ہیں۔ اُس کی طبیعت بُرے کاموں سے فطرۃً نفور اور نیک کاموں کی طرف راغب ہوتی ہے۔ یہ ولی سُنّتِ نبویؐ کا کمال پیرو ہوتا ہے۔ یہ ولایت آیات کریمہ واتینٰہ الحکم صبیًّا (مریم ع ۱) اور سلٰم علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیًّا (مریم ع ۱) اور والسّلام علیّ یوم ولدتُ ویوم اموتُ ویوم ابعث حیًّا (مریم ع ۲)

سے ثابت ہوتی ہے۔

۴۔ ولایت وہبی :۔ یہ ولایت وہ ہے جو ایک ولی کامل اپنے تصرّف اور زورِ باطن سے کسی شخص کو اپنی طرف جذب کرے اور اپنی ایک ہی نظر کیمیا کے اثر سے بغیر کسی ریاضت و مجاہدہ کے

اُس کے اوصافِ ذمیمہ کو مٹا کر اُس کا قلب آئینہ کی طرح مصفا کر دے۔ اور اپنی ولایت سے اُس کو سرفراز فرماوے، یہ ولی دنیا و مافیہا سے مستغنی ہو جاتا ہے، اور ولی کامل کی ایک ہی توجہ سے اُس کا دِل مصدرِ انوارِ غیب ہو جاتا ہے۔ یہ ولایت آیاتِ کریمہ هو الذی بعث فی الامّیّن رسولاً منهم یتلو علیهم آیٰته و یزکیهم و یعلّمهم الکتاب و الحکمة (الجمعہ ع ۱)
اور یعلّمهم الکتٰب والحکمة و یزکّیهم (البقرة ع ۵) سے ثابت ہوتی ہے۔

وِلایت کے دَرجات

ولایت کے دو درجے ہیں

۱۔ ولایتِ صغریٰ ۲۔ ولایت کبریٰ۔

۱۔ ولایتِ صُغریٰ تو عوام صالحین پر شامل ہے۔

۲۔ ولایتِ کُبریٰ کے چار درجے ہیں۔

۱۔ **خُلّت**:۔ یہ مقامِ ابراہیمؑ ہے۔ واتخذ اللّٰه ابراهیم خلیلاً (النساء ع ۱۸)
جو شخص اس مقام پر فائز ہو وہ ہر طرح سے مامون ہوتا ہے ومن دخله کان اٰمنًا (آل عمران ع ۱۰)

۲۔ **حُبّ**:۔ یہ مقام حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے واسطے ظاہر ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کو حبیب لقب دیا۔ بلکہ ان کی تبعیت میں اُن کے غلاموں کو بھی یہ درجہ عطا ہوا۔ ان کنتم تحبّون اللّٰه فاتّبعونی یحببکم اللّٰه (آل عمران ع ۴)

۳۔ **خِتّام**:۔ یہ مقام بالخصوص محمّدی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔
ما کان محمّدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰه وخاتم النّبیّن (الاحزاب ع ۵)

۴۔ **عبودیت**:۔ اس مقام میں حق تعالےٰ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حق میں فرماتا ہے۔ سُبحٰن الّذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ (بنی اسرائیل)
اسی درجۂ نبی اور رسُول بنکر خلقت کی ہدایت کیلئے مبعوث ہوئے تاکہ جہاں کے واسطے رحمت ہوں

اور باقی عارفین آپ کے خلفاء ہیں ۔

وِلایت کے مراتب

ولایت کے دو مراتب ہیں ۔

اوّل :۔ ولایت مرتبہ ربوبیّت :۔ اس سے مراد ہے قال اللہ تعالیٰ ھنالک الولایۃ للہ الحق (الکھف ع ۵) اور یہ مرتبہ خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ۔

دوم :۔ ولایت مرتبہ محبّت :۔ اس سے مراد ہے کما قال اللہ تعالیٰ وھو یتولی الصّلحین (الاعراف ع ۲۴) یعنی وہ نیک لوگوں سے محبّت رکھتا ہے ۔ نیز ارشاد فرمایا نحن اولیٰؤکم فی الحیوۃ الدّنیا وفی الاٰخرۃ (حٰم السجدہ ع ۴)

اَولیا اَللہ کی حَالتیں

پیر حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ پیر وہ ہے۔ جسے مرید کے باطن پر تصرف حاصل ہو۔ اور ہر لحظہ اور ہر گھڑی مرید کی ظاہری اور باطنی مشکلات کو معلوم کرکے حل کر سکے اور اس کے آئینۂ باطن کو صاف کر سکے۔ اگر یہ کام کرنے کی قابلیت اس میں ہے تو پھر وُہ پیر طریقت کہلانے کا مستحق ہے ورنہ نہیں۔

کامل اصطلاح صوفیا میں کامل اس کو کہتے ہیں جو خود تو صاحب کمال ہو مگر کسی کو باطنی فائدہ نہ پہنچا سکے۔ حضرت شیخ سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ بندہ کامل اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اپنے دین کو شہوات پر ترجیح نہیں دیتا۔

اکمل وُہ ہے کہ خود بھی صاحب کمال ہو اور فیضانِ باطنی وہدایت ظاہری سے اوروں کو بھی فائدہ پہنچا دے۔ یہ کامل سے بدرجہا بہتر و بزرگ ہوتا ہے۔

مکمل وُہ ہے۔ جو مشیّت ایزدی اور تقدیرِ الٰہی کے موافق اور لوگوں کو بھی کامل بنا دے اور جو کرامات و مکاشفات اپنی ذات میں رکھتا ہو۔ مُرید کو بھی عطا فرما دے ایسا شخص کامل اور اکمل سے مکرّم ومعظّم ہوتا ہے۔

قلندر یہ سُریانی زبان کا لفظ ہے اور خدا تعالیٰ کے ناموں سے ایک نام ہے۔ قلندر وُہ ہے کہ تجرید و تفرید میں یکتا اور بے پروا ہوتا ہے اور تمام عالم کا حال اس پر آئینہ ہو۔ اور جو وصف عارفوں میں ہونا چاہیئے اس میں بے مثل ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ مجذوب بھی ہو اور سالک بھی۔ جیسے حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی قدس سرہ تھے۔

صاحبِ آئینۂ تصوف نے لکھا ہے کہ قلندر دو قسم کے ہوتے ہیں:۔

۱۔ قلندرِ مہری:۔ یہ آبادی میں رہتا ہے اور لوگوں کے ہاتھوں سے کھاتا پیتا ہے۔

۲۔ قلندرِ قہری : یہ جنگل میں رہتا ہے اس کو کھانے پینے کی احتیاج کم ہوتی ہے۔ لوگ اس کو مست کہتے ہیں شطحیات بولتا ہے۔

صاحبِ انوار العارفین نے لکھا ہے کہ جو بعض قلندروں سے من حیث الظاہر ترکِ فرائض وقوع میں آتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے ان کو مرتبہ روحی عطا فرمایا ہوتا ہے اور ان کو تجسدِ ارواح کی قوت عطا ہوتی ہے۔ کہ وہ ایک وقت میں کئی جگہ پر ظہور فرما سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایک جگہ پردہ عوام کے رُوبرُو ترک فرائض کر رہے ہوں اور دوسری جگہ پر اُسی وقت فرائض بجا لا رہے ہوں۔

خضرِ وقت وہ ہے کہ اس پر حضرت خضر علیہ السلام کی طرح علم لدنی منکشف ہو اور اسرارِ آلہی سے واقف ہو۔ اور جس پر ایک نظر ڈالے۔ اس کو کامل کر دے مگر ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں۔ جیساکہ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی قدس سرہ تھے۔

صوفیِ ابو الوقت وُہ ہے کہ ظاہر و باطن کی صفائی رکھتا ہو اور وقت کا پابند نہ ہو یعنی حالت پر قادر ہو جب چاہے طاری کر لے۔ اور جب چاہے دور کر دے۔ اور ہوش میں آجائے۔ یہ صوفی ابن الوقت صوفی سے بدرجہا اعلےٰ ہوتا ہے۔ یہ درجہ حضرت سُلطان بایزید بُسطامی قدس سرہ کو حاصل تھا۔

صوفیِ ابن الوقت وُہ ہے کہ جس کا ظاہر و باطن صاف ہو اور وقت کا پابند ہو۔ جب کوئی حال باری تعالیٰ کی طرف سے اس پر وارد ہو تو مدہوش و بیخبر ہو جائے۔ جیسے کسی کو لرزہ اور بخار چڑھتا ہے۔ اور وُہ بے اختیار ہو کر اس کو دور نہیں کرتا۔

"صوفی کے اوصاف میں مختلف بزرگوں کے ارشادات"

۱ ۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ جو داہنے ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں سنتِ نبوی لیوے۔

۲ ۔ صوفی وہ ہے کہ دل اس کا مثلِ دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دنیا کی دوستی سے سلامت ہو۔ اور خدا کا حکم بجالانے والا ہو۔ اور تسلیم اس کی مثلِ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہو۔ اور اندوہ

اس کا مثل حضرت داؤد علیہ السلام کے ۔ اور فقر اس کا مثل فقر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ۔ اور صبر اس کا مثل حضرت ایوب علیہ السلام کے ۔ اور شوق اس کا مثل شوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ۔ اور مناجات کے وقت اخلاص اس کا مثل اخلاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو ۔

(حضرت جنید بغدادیؒ)

۳ ۔ صوفی وُہ ہے کہ قیام اس کا خدا پر ہو ۔ اس لئے کہ وُہ نہیں جانتا لیکن اس کو ۔ (جنید بغدادیؒ)

۴ ۔ سب برائیوں سے زیادہ بُرائی صوفی کے لئے بُخل کرنا ہے صوفی میں بُخل نہیں ہوتا ۔ (جنید بغدادیؒ)

۵ ۔ صوفی مثل زمین کے ہے کہ تمام پلیدی اس میں ڈالتے ہیں اور ساری نیکوئی باہر لاتے ہیں ۔

(حضرت جنید بغدادیؒ)

۶ ۔ صوفی اس وقت ہوتا ہے جب کہ تمام خلائق کو اپنا عیال سمجھے ۔ یعنی اپنا خاندان ۔ جس طرح اپنے گھر کے افراد ۔ ماں ، باپ ، بہن ، بھائی ، بچے ، رشتے دار عزیز کو سمجھتا ہے اس طرح تمام خلائق کو سمجھے ۔ (حضرت ابوبکر شبلیؒ)

۷ ۔ پیران پیر حضرت عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ صُوفی وُہ ہے جو اپنے مقاصد کی ناکامی کو خدائے عزّوجلّ کا مقصد جانے ۔ دُنیا کو چھوڑے یہاں تک کہ خادم بنے ۔ اور آخرت سے پہلے دنیا میں فائز المرام ہو جائے تو ایسے شخص پر خُدا کی سلامتی نازل ہوتی ہے ۔

مجذوب

مجاذیب کی دو قسمیں ہوتی ہیں

۱ ۔ مجذوبِ ازلی ۲ ۔ مجذوبِ کسبی

۱ ۔ مجذوبِ ازلی : اس کو مجذوب وہبی بھی کہتے ہیں ۔ یہ وہ ہے کہ روزِ میثاق اَلستُ بربّکم (الاعراف ع ۲۲) کی صدا سُن کر اور بَلیٰ کہہ کر حضرت رب العزت کے مشاہدہ جمال لایزال سے مست ہوگیا ۔ اور تمام شہواتِ دُنیوی و لذاتِ اُخروی کو دل سے دور کر دیا ۔ جب عالم ارواح سے عالم اجساد میں آیا تو اسی طور پر بے خبر رہا ۔ نیز عالم برزخ میں بھی مست الست جائے گا ۔ ع

بمقدار ایں کہ حیرت از دلِ عاشق رود ہرگز ۔ چو میرد مُبتلا میرد چو خیزد مُبتلا خیزد !!

مگر یہ مجذوب مقامات و منازلِ سیر و سلوک سے ناواقف ہوتا ہے۔ ہاں جس قدر روزِ اوّل سے اس کو معلوم ہو گیا۔ اسی منزل پر مستقر رہا۔ اور اکثر مجذوبوں کو مکاشفہ کونی ہوتا ہے نہ مکاشفہ ذاتی۔

۲۔ **مجذوبِ کسبی**:۔ اس کو مجذوب بے اختیاری بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ ہے کہ عالم اجسام کے اندر بالکل ہوشیار آیا اور مدت تک سمجھ بوجھ میں رہا۔ مگر اتفاقاً کسی کامل کا مرید ہوا۔ اور مرشد نے اپنے خاندان کے موافق تعلیم و تلقین فرمائی۔ مگر جب سلطان الاذکار کی نوبت پہنچی۔ اور ہر جانب سے غلبۂ انوار ہوا تو بے اختیار ہو کر ہوش و خرد کے جامہ سے باہر نکل آیا۔ اگر سلطان الاذکار کا متحمل ہوتا۔ تو سالکوں میں سے ہوتا۔

رسالہ مخزن الاسرار الالٰہیہ میں لکھا ہے کہ ایک طائفہ اولیاء اللہ کا مجاذیب اور قلندر ہیں جو جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اُن کے حواس ظاہری اور ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک پیالہ جس میں سرخ رنگ کا شربت جو خوشبو ناک اور لذیذ ہوتا ہے پلایا جاتا ہے اور محض نُور کی طرف متوجہ کئے جاتے ہیں۔

سالک

راہ چلنے والے کو سالک کہتے ہیں۔ اور سلوک یہ ہے کہ جو کچھ مقسوم میں ہے بزرگوں کی تعلیم و تلقین سے آہستہ آہستہ حاصل ہوتا جاتا ہے۔ اور جیسے راہبر چلتا چلتا منزلِ مقصود تک پہنچ جاتا ہے ایسے ہی سالک اپنے راہبر کی ہدایت پر تمام منازلِ سلوک طے کر کے واصلِ مقصود ہو جاتا ہے۔ اور کسی کو یکایک مل جانا تقدیری امر ہے اور سلوک کے خلاف ہے۔

صاحب مخزن الاسرار الالٰہیہ نے لکھا ہے کہ جس وقت عارف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حضور ہوتا ہے۔ اگر مجذوب بنانا ہو تو سُرخ رنگ کا پیالہ اور سالک بنانا ہو تو سفید رنگ کا شربت پلاتے ہیں۔ کسی کو ایک پیالہ کسی کو زیادہ حسبِ ظرف برداشت عطا ہوتے ہیں۔

فقیر

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقرائے صادق کی علامت یہ ہے کہ سوال نہیں کرتے اور معارضہ نہیں کرتے اور اگر کوئی شخص ان کے ساتھ معارضہ کرتا ہے تو وہ خاموش رہتے ہیں۔

مزید آپ نے فرمایا۔ کہ فقر بلا کا دریا ہے اور خالی ہونا دل کا اشکال سے۔

اسی طرح حضرت ابوبکر شبلیؒ فرماتے ہیں کہ فقیر وُہ ہے "جو ہر ایک چیز سے مستغنی ہو سوائے حق تعالیٰ کے" اور فرمایا کہ درویشوں کے چار سَو درجے ہیں۔ اس میں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر ساری دنیا اُس کی ہو اور وُہ لوگوں میں نفقہ (بانٹ) کر دے اور دل میں خیال کرے کہ کاش بقدر قوت یک روزہ کے باقی رکھ لیتا تو وُہ حقیقت میں فقیر نہ ہوگا۔

حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادریؒ فرماتے ہیں کہ فقیر کو رضا اور تسلیم درکار ہے نہ ظلم، نہ جفا۔ ہمیشہ درویش کو ادب کے ساتھ رہنا چاہیئے۔ شفقت اور لطف کو اپنا شعار بنانا چاہیے۔ کسی کو تکلیف دینے سے احتراز کرنا چاہیئے۔

حضرت نوشہ صاحبؒ نے فرمایا:

نوشہ مرشد ایہ فرمایا! — سو فقیر جس فقر کمایا!
فَ فراغت قَ قناعت — رَ ریاضت فقر کل طاعت
سو فقیر جو فارغ ہووے — دل توں میل تعلق دھووے
کرے قناعت حرص نہ رکھے — کھائے حلال، حرام نہ چکھے
کرے ریاضت بندگی یاد — آئی ہوئی تے رہے شاد
سو فقیر جو مرشد دا گولا — ہوراں کرے رالا رَولا

مرشد دی نت خادمی کرے
خدمت کیتے طالب ترے

مُرید مُرید وہ ہے جو پیر کی جناب میں ارادت رکھتا ہو اور عبادات و مجاہدات سے پیر کو خوش کرنے کی کوشش کرے اور اپنا وقت پیر کی رضا میں صرف کرے۔

— مُرید دو طرح کے ہیں۔ ۱۔ مرید رسمی ۲۔ مرید حقیقی

مُرید رسمی :۔ وہ ہے کہ پیر اُسے یہ تلقین کرے کہ نادیدنی کو نہ دیکھے اور ناشنیدنی کو نہ سُنے یعنی امر بالمعروف و انہی عن المنکر پر عمل کرے۔ جن کاموں کا شریعت میں حکم ہے ان پر عمل کرے اور جن کاموں سے شریعت میں منع کیا گیا ہے اُن سے پرہیز اختیار کرے۔

— ۲:۔ یعنی وُہ مرید جو صرف پیری اور مریدی کی شرط پوری کرتے ہیں اور پیر سے تعلیم حاصل نہیں کرتے اور نہ ہی پیر کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ صرف دنیا کی طلب کے لئے مُرید ہوتے ہیں نہ کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے مرید ہوتے ہیں اس طرح کے مرید کو بھی رسمی مرید ہی کہا جاتا ہے۔

مُرید حقیقی :۔ وُہ ہے کہ پیر اس کو سفر و حضر میں اپنے ہمراہ رکھے۔ یعنی جتنا پیر مناسب سمجھے اتنا عرصہ ۵، ۱۰، ۱۲، ۱۴ سال یا اس سے کم یا زیادہ اپنے ساتھ رکھے! چاہے سفر میں ہو۔ یا کہ اپنے پاس جہاں قیام رکھتا ہے۔ رکھے۔ تاکہ اس کی صحیح طرح سے تربیت ہو سکے اور ہر وقت وُہ مرید اپنے پیر کی نگرانی میں عبادات و مجاہدات اور خدمات بجا لائے۔

مرید حقیقی تین غسلوں سے مغسول ہو یعنی اُس نے یہ تینوں غسل کئے ہوں۔

اوّل :۔ غُسلِ شریعت : کہ پانی سے اپنا بدن صاف کرنا۔

دوم :۔ غُسلِ طریقت :۔ کہ تجرّد اختیار کرنا۔

سوم :۔ غُسلِ حقیقت :۔ یعنی کہ باطنی توبہ اختیار کرے۔

نیز یہ بھی شرط ہے کہ جو کچھ پیر فرمادے فوراً اس پر یقین کرے اور کسی قسم کا شک دل میں نہ لاوے کیونکہ پیر مرید کے لیے جو کچھ بھی کہتا ہے۔ مرید کی کمالیت اور اس کی بہتری کے لیے کہتا ہے۔

مُرید صادق وُہ ہے جس کو دنیا میں سوائے شیخ کے کوئی چیز محبوب نہ ہو اور پیر کا حکم بغیر کسی حیل و حجت اور بغیر کسی سوچ و بچار کے بجا لائے اور ہر وقت پیر کو اپنے احوال کا ناظر (دیکھنے والا) سمجھے۔ جو کچھ اس کے دل میں نیک یا بد خیالات گذریں۔ ان کا اظہار اپنے پیر سے کرے تاکہ پیر اس کی تربیت اور اصلاح کر سکے۔ اگر مُرید کے دل میں ذرّہ بھر بھی خیال پیر کے برخلاف ہو تو وُہ مُرید صادق نہیں کہلا سکتا۔ (شریف التواریخ جلد اوّل)

● ابُوبکر شبلی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "مُرید کا کام اس وقت تمام ہوتا ہے۔ جب اس کا حال سفر و حضر میں یکساں ہو۔ اور حاضر و غائب یک رنگ ہو۔"

مُراد مُراد وہ ہے جس کی رضا کا شیخ متلاشی ہو۔ اس کی ہر لغزش سے بلا مواخذہ اسے مطلع کرے اور اس کی تھوڑی سی عبادت کو زیادہ سمجھ کر قبول کرے مطلب یہ کہ مُرید محب ہے اور مُراد محبُوب۔ مُرید طالب اور مُراد مطلوب۔

شرائطِ مرشد

جس شخص سے بیعت کی جائے ۔ بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی قدس سرہٗ اس میں مندرجہ ذیل شرائط ہونا ضروری ہیں تاکہ لوگوں کی راہنمائی کر سکے ۔

اوّل :۔ قرآنِ مجید فرقان حکیم اور حدیث شریف کا عالم ہو ۔ علم قرآن اتنا کافی ہے ۔ کہ تفسیر مدارک و جلالین وغیرہ کو ضبط رکھتا ہو ۔ اور کسی عالم دین سے اُس کو تحقیق کر چکا ہو ۔ اور اس کے مَعانی اور لُغاتِ مُشکلہ اور شانِ نزُول اور اعراب اور قصص اور جو اس کے مناسب ہو اُس کو جان چکا ہو ۔

اور علم حدیث اتنا کافی ہے ۔ کہ کتاب مصابیح (مشکوۃ شریف) وغیرہ کو ضبط و تحقیق کر چکا ہو اور اس کے معنے اور اعرابِ مشکل اور تاویلِ معضل رائے فقہا کے مطابق پہچان چکا ہو ۔

ف ــــ مشکل اُس دشوار کو کہتے ہیں ۔ جو باعتبار لفظ اور ترکیب نحوی کے سخت ہو ۔ اور معضل وُہ ہے جس کے معنے مشتبہ ہوں اور ایک معنی کی تعیین نہ ہو سکے ۔ یا دوسری حدیث اس کے معارض ہو ۔ اور جو کوئی شخص کسی مرشد سے بیعت کرتا ہے ۔ تو اُس شخص کے لئے قرآن و حدیث کا عالم ہونا ضروری نہیں ہے ۔ اور نہ ہی علم اصول و کلام و جزئیات فقہ اور فتاووں کے یاد رکھنے کا ۔

دوم : صفت عدالت اور تقویٰ سے آراستہ ہو ۔ واجب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو ۔ اور صغیرہ گناہوں پر بھی اڑ نہ جاتا ہو ۔

سوم :۔ دنیا سے زاہد اور آخرت کا راغب ہو ۔ طاعت مؤکّدہ اور اذکارِ ماثورہ کا محافظ ہو اور دل کا تعلق اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہو ۔ اور " یاد داشت " کی مشق کامل اس کو حاصل ہو ۔

ف : " یاد داشت " سے عبارت حقیقت واجب الوجود کی طرف توجہ صِرف ہے جو الفاظ

و تخیلات سے خالی ہو۔ اور حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا باستقامت حاصل نہیں ہوتا۔ مگر فنائے تام اور بقائے کامل کے بعد۔ خلاصہ یہ کہ "یادداشت" ذات مقدس کے دھیان کا نام ہے۔ جو بلا ذریعہ الفاظ و تخیلات ہو۔ یہ دولت منتہیانِ ولایت کو حاصل ہوتی ہے۔

چہارم :- نیکی کا امر کرتا ہو اور بُرے کاموں سے روکتا ہو۔ اپنی رائے پر مستقل ہو۔ مروّت والا اور صاحبِ عقل کامل ہو تاکہ اُس کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اعتماد کیا جا سکے۔

پنجم :- مرشد کامل کی صحبت میں رہا ہو اور اس سے زمانہ دراز تک ادب سیکھا ہو۔ اور اُس سے باطن کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو۔ صحبتِ کاملین اس واسطے مشروط ہوئی کہ عادتِ آلٰہی یوں ہی جاری ہے کہ مُراد نہیں ملتی۔ جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے۔ جیسا کہ انسان کو علم حاصل نہیں ہوتا۔ مگر علماء کی صحبت سے اور اس قیاس پر دوسرے پیشے بھی ہیں۔ (قول الجمیل)

قبلہ حضرت علامہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی صاحبؒ (شریف التواریخ جلد اوّل) میں لکھتے ہیں کہ علمِ ظاہری کا عالم نہ بھی ہو تو اس کے لئے علوم و معارفِ ربّانی کا ہونا بہت ضروری ہے۔

اور اگر علمِ ظاہر بھی ہو اور وُہ علمِ باطن کا ضمیمہ ہو تو وُہ نُورٌ علیٰ نور کا مصداق ہے۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السّلام کے حق میں وارد ہے وعلّمنٰہ من لّدنا علماً (الکھف ع ۹) اور عارفوں کے حق میں آیا ہے۔ افمن شرح اللّٰہ صدرہٗ للاسلام فھو علیٰ نورٍ مّن ربّہٖ (الزمر۔ ع ۳)

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم سے اکثر ظاہری علم نہیں رکھتے تھے حالانکہ مقامِ ولایت ان کو پورا پورا حاصل تھا۔ اور حقائق و معارفِ توحید سے ان کے قلوب سرشار تھے۔ ایسا ہی اکثر صوفیائے کبار رحمہم اللّٰہ بھی مثل حضرت شیخ حبیب عجمی اور شیخ حماد دبّاس قدس اسرارہما وغیرہ کے۔ محض اُمّی تھے حالانکہ بڑے بڑے علمائے فحول ان کے آگے زانوئے ادب تہ کرتے تھے۔

جناب سرکار حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ نے اپنی تصنیف کتاب " گنج شریف " میں " مرشد سندیسا " کے عنوان سے بڑی تفصیل سے مرشد کے اوصاف لکھے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

مُرشد سندیسا

وچ شریعت مرشد لازم جو دسے راہ خُدا — دین سکھاوے ران گواوے تن من کرے صفا
لیبلغ الشاھد منکم الغائب پاک رسول فرمایا — ابلاغ کرے جو برا خدائی تس مرشد کہتا آیا
طلب علم دی فرض فرمائی پاک محمد سائیں — مرشد سچا علم سکھاوے سچے طالب تائیں
علم دین دا علم سچاواں مرشد عالم سچّا — سچے علم تے عمل کماوے سچ تِسے دا مچا
عالم عامل مرشد کامل خلقاں راہ لگاوے — تِس توں سوہنا نفع نہ بخشے جو آپ نہ عمل کماوے
مرشد اوہ جو عالم ہووے نالے ہووے عامل — ایسے مرشد دا جو طالب کیوں نہ ہووے کامل
عالم ہووے عامل ہووے اوہ اگے جو فرماوے — اثر کرے اُسدا فرمایا خالی مُول نہ جاوے
مرشد قال اقراروں بخشے حال صدق دا دیوے — اندر باہر نور پلٹے جو مرشد ایسا ہووے
مرشد ظاہر دین سکھاوے باطن حق پہنچاوے — استاد ہووے ظاہر باطن دا سو مُرشد کہلاوے
بن باطن ظاہر بے معنی جیوں بے مغز بادام — علم اوہ جو دل تے لگے نہیں تاں کیہے کام
ظاہر باطن کرے آراستہ مُرشد کہیے سوئے — انہیں دے ہتھ دیوا بلدا عالم بنیں نہ کوئے
شرع نال سنوارے ظاہر نوشہ مرشد پورا — باطن معرفت نال اُسارے دیوے سچ حضورا
مرشد پایاں اللہ پائے بن مرشد کجھ نائیں — سُتھرا رہنا سُتھرا بہناں کہنا نیک اتھائیں
معاملت اتے عبادت شرعی مرشد ایہ فرماوے — غصہ کبر تے حسد بخیلی حرص ہوا گواوے
حال درویشی قال درویشی جال درویشی دَسے — جس مُرشد ہے ایہ بھلیائی سو مرشد حق وچ وسّے
مرشد باہجھ قبول نہ بندگی ناہیں حق وصول — دین دا واقف ہووے ناہیں کیوں ہووے مقبول
جاں جاں راہ دا ہووے نہ واقف تاں تاں سُست ایمان — مرشد ملیا واقف تھیا خاصہ مسلمان

دینداری پچھانے ناہیں اللہ کدوں پچھانے   راہ شریعت چلے مومن تاں اصل حقیقت جانے

ظاہر ہووے اہل شریعت باطن اہل طریقت   اوہو مرشد معرفت والا جانے سچ حقیقت

دین دا واقف ہووے ناہیں سو رب رسول کی جانے   رب رسول پچھانے اوہو جو صدق دین تے آنے

صدق دین تے آنے اوہو جو راہ شریعت چلے   غیر شرع محروم اعمالوں ناں کجھ منتھ نہ پلے

صدق دین تے اوسے آندا جو منے احکاماں   کفر کافراں توں کرے بیزاری سُنے نہ بدکلاماں

بدکلاماں سنے نہ آکھے جو مرشد دا میلی   اپنے دین دا واقف ہووے تس نت اللہ بیلی

بن مرشد کچھ حاصل ناہیں مرشدوں سب کجھ حاصل   ہادی سدھے راہ لگاوے تاں حق نوں تھیوے واصل

پایا حق حقیقت لدھی نوشہ مُرشد پائے   دین دنی وچ مرشد سچا پت رکھے رکھائے

طالب راہ مرشد دے چلے اوجھڑ پوے نہ گھُسے   ٹھگاں رہزناں پچھے لگے اوہ اوجھڑ پو مُٹھے

مرشد دا فرمایا کریئے چل مرشد دے راہے   پاک رسول دا نائب مرشد دل دیاں میلاں لاہے

بناں راہبر راہ نہ چلدا پیغمبرات آئے   پاک محمد ختم نبیاں نائب یار بہائے

اگے ہوئے یار یاراں دے کرن تبلیغ احکاماں   نوشہ کہے ایہ راہ محمدی خاص دسیندے عاماں

روز قیامت تائیں رہسی راہ محمدی جاری   جو ایہ راہ چلاوے مُرشد تس حضرت دی جاری

نوشہ کہے فقیر الٰہی مرشد ساڈا کلماں   اللہ ہک محمد سچا تیں کوک جل تھل ماں

دوھرا

کلمہ مرشد پائیا کہے فقیر نوشاہ
لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ

طریقۂ بیعت

بیعت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شیخ اور مرید دونوں باوضو ہوں۔ ان دونوں میں سے ایک قبلہ رو ہو۔ شیخ خطبہ مسنونہ یا چند آیاتِ قرآنی پر مشتمل بر حمد و نعت پڑھے پھر مرید کو صفاتِ ایمان اجمالی و تفصیلی تلقین کرے۔ اور شش ۶ کلمات سے جتنا مناسب سمجھے پڑھائے۔ کبیرہ گناہوں، شرک، زنا، چوری، جھوٹ، عقوقِ والدین سے توبہ کروائے اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں بطورِ مصافحہ لیکر کہے۔ کہ بحکمِ اللہ تعالیٰ اور بحکمِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو نے حق طلبی کے واسطے میرے وسیلہ سے فلاں طریقہ (یعنی نقشبندی، سہروردی، چشتی قادری، نوشاہی وغیرہ یا کسی بھی سلسلہ سے تعلق ہو۔ اس سلسلہ کا نام لے کر) قبول کیا؟ مرید کہے میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد مرید کو گلے لگائے کہ معانقہ کرنا سُنت ہے۔ اس کے بعد اگر اُس کے طریقہ میں متعارف ہو تو مقراض چلائے ورنہ خیر۔ اور اپنے خاندانی اشغال اور اوراد وغیرہ سے اُس کو متمتع کرے۔ کہ اس میں مرید کی کامیابی ہے اور مرید کو اتباعِ شریعت اور محبتِ پیرانِ عظام اور تقویٰ و طہارت کی وصیت کرے اور اس کے حق میں دعائے خیر فرمائے۔

بیعت کے متعلق مسائل

لفظ بیعت کا ترجمہ

بیعت کے معنی لغت میں معاہدہ اور معاقدہ ہے۔ متکلمین کی اصطلاح میں خلافت کا عہد کرنا مراد ہے۔ یعنی جو بیعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کی تھی اور وہ بیعت خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کی خلافت کے بارہ میں ہوئی تھی اس سے یہ مقصود تھا کہ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم نے یہ عہد کیا کہ ہم لوگ خلافت کے احکام کو جاری کریں گے اور یہ بیعت آیت شریف لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (الفتح ع ۳) سے ثابت ہے۔

صوفیاء رحمہم اللہ کی اصطلاح میں بیعت اس کو کہتے ہیں کہ مرید اپنا عقیدت کا ہاتھ مرشد کے ارشاد کے ہاتھ کے ساتھ منعقد کرے اور یہ انعقاد مرشد کے واسطہ سے مرشد کے مرشد کے ساتھ ہوتا ہے اور علی ہذا القیاس یکے بعد دیگرے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اور بواسطہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے اس بیعت کا انعقاد حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو جاتا ہے اور یہ بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے۔

بیعت کی اقسام

حضرت علامہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کتاب "شریف التواریخ" میں بحوالہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ "کتاب قول الجمیل" لکھتے ہیں۔

کہ بیعت پانچ قسم کی ہے۔ ۱۔ بیعت خلافت ۲۔ بیعت اسلام ۳۔ بیعت تمسک بحبل التقویٰ ۴۔ بیعت ہجرت ۵۔ بیعت توثق فی الجہاد

ان میں سے بیعت تقویٰ کو صوفیائے کرام رحمہم اللہ نے اپنے لئے شعار بنایا اور اس طریقہ مسنونہ کو عام رواج دیا اس کی بھی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ بیعتِ توبہ :۔ یعنی گناہوں سے توبہ کرنی۔ یہ بیعت عام ہے۔ ہر مسلمان کے لیے یعنی جس سے چاہے بیعت کرے اور جو چاہے بیعت لیوے۔

۲۔ بیعتِ تبرک :۔ یعنی برکت حاصل کرنے کے ارادہ سے صالحین کے سلسلہ میں داخل ہونا یہ بمنزلہ سلسلہ اسنادِ حدیث ہے کہ اس میں برکت ہے۔ یہ بھی عام ہے۔

۳۔ بیعتِ تحکیم :۔ اس کو بیعت تاکد عزیمت بھی کہتے ہیں یعنی ظاہر و باطن سے اوامر آلٰہی پر کاربند رہنے اور منہیات سے بچنے کا عزم مصمم یعنی پکا ارادہ کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دل کی تعلیق کا پختہ ارادہ کرنا۔ اور اپنے شیخ کو اپنے اوپر حاکم کرنا کہ وہ جس طرح چاہے تعلیم طریقت و تہذیب اخلاق میں محنت کروائے۔ یہی قسم اصل تصوف ہے۔ اور اربابِ ارادت کے واسطے خاص ہے۔

بیعت کے دلائل قرآن مجید سے

اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ قرآن مجید میں بیعت کا اور صحبتِ صالحین کا تذکرہ فرماتا ہے۔

۱۔ آیت شریف :۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجراً عظیماً (الفتح ع ۱) یعنی بے شک وہ لوگ جنہوں نے (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تجھ سے بیعت کی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی ہے۔ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ جس نے بیعت کر کے توڑ دی۔ بس اس نے اپنی جان کو توڑ دیا۔ اور جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا۔ جو اللہ تعالیٰ سے کرلیا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑا اجر دے گا۔

۲۔ آیت شریف : لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم

فانزل السّکینۃ علیہم (الفتح ع ۳) ۱۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں پر راضی ہو گیا جب وُہ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) درخت کے نیچے بیٹھ کر تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ اور ان کی دلی عقیدت کو جان لیا اور ان پر تسکین و اطمینان نازل فرمایا۔

۳۔ آیت شریف:۔ یٰایھا الّذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدُوا فی سبیلہ لعلّکم تفلحون (المائدہ ع ۶) یعنی اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور اس کی طرف کوئی وسیلہ تلاش کرو۔ اور اس کے رستہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

یہاں وسیلہ سے مُراد حسبِ تصریح حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی قدس سرّہٗ ذاتِ مرشد ہے اور جو لوگ وسیلہ سے قرآن پاک یا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مُراد لیتے ہیں۔ اُن کے جواب میں شاہ صاحب موصوف قدس سرّہٗ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ اس آیت میں مومنوں کو خطاب کرکے وسیلہ کی تلاش کا حکم فرمایا ہے۔ اور جب تک کوئی شخص قرآن مجید یا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ایمان نہ رکھتا ہو، وُہ مومن نہیں ہو سکتا۔ پس وسیلہ وہ ہے جو ان سے علاوہ ہو اور وُہ ذات مرشد ہے۔

تفسیر روح البیان میں مذکور ہے " واضح رہے کہ اس آیتِ کریمہ نے وسیلہ کے طلب کرنے کی صاف طور پر تصریح کی ہے جس سے ہرگز چارہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وصولِ الی اللہ بغیر وسیلہ کے ممکن نہیں۔ اور وسیلہ سے مراد علمائے حقیقت اور مشائخ طریقت ہیں۔ جیسا کہ حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے کہ" اس سفر کو حضرت خضر علیہ السّلام کی ہمراہی کے بغیر نہ قطع کر۔ کیونکہ یہاں اندھیرا ہے۔ راہ بھول جانے سے خوف کر" اور نفس کی رائے پر عمل کرنا اس کے وجود کو زیادہ کرتا ہے۔ لیکن مرشد کے حکم اور انبیأ علیہم السّلام و اولیأ کرام کی دلالت پر عمل کرنے سے نفس اپنے اخلاقِ ذمیمہ سے خلاصی حاصل کر لیتا ہے۔ اور حجاب دور ہو جاتے ہیں اور طالب رب الارباب کے ساتھ واصل ہو جاتا ہے۔ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے کہ میں ایک رفیق کے ساتھ ایک غار میں طلبِ خدا کے واسطے گیا اور ہم پس

گفتگو کرتے تھے کہ ہمارا کام کل یا پرسوں تک ہو جائے گا ایک دن ایک بارُعب آدمی ہمارے پاس آیا۔ اور اس کے بشرہ (چہرہ) سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ ولی کامل ہے۔ ہم نے اس کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا اس شخص کے حال کا کیا پوچھنا جو کہے کہ میرا کام کل یا پرسوں تک ہو جائے گا۔ اے نفس تو اللہ کی بندگی اللہ ہی کے واسطے کیوں نہیں کرتا۔ اس سے ہم ہوشیار ہو گئے اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی۔ اس کے بعد ہماری مشکل آسان ہو گئی۔ بیشک جو شخص ہر ایک وجہ سے قطع تعلق کرے تو اس پر حقیقت حال منکشف ہو جاتی ہے۔

۴۔ آیت شریف: یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین (التوبہ ع ۱۵) یعنی اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچّے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔ صادقین سے مراد صوفیائے کرام رحمہم اللہ ہیں جن کی معیّت وصحبت میں مومنوں کو رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تفسیر روح البیان میں تحریر ہے کہ پیر صادق وہ ہیں جو وصول الی اللہ کے طریق کے راہنما اور ہادی ہیں۔ اگر سالک راہِ حق کیلئے ان محبّوں میں داخل ہو جائے اور ان کے آستانوں کا خادم بن جائے اُس کو اُن کی محبت حاصل ہو جائے گی۔ اور ان کی تربیت میں داخل ہو کر سیر الی اللہ اور ترک ماسوا کے درجہ تک پہنچ جائے گا۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اگر تُو اپنے تمام امور کو کسی پاک وجود کے امر کے تحت نہ کرے تو تُو ہوا و حرص کے جال سے کبھی رہائی نہیں پا سکتا۔ اگرچہ ساری عمر اپنے نفس کو مجاہدہ میں ڈالے رکھے۔ پس اگر تجھے کوئی ایسا وجود مل جائے۔ جس کی تعظیم و تکریم تُو اپنے نفس میں پاوے تو اس کی خدمت لازم پکڑ۔ اور اپنے آپ کو اُس کے سپرد کر دے وُہ جس طرح چاہے۔ تجھ میں تصرّف کرے تو اپنی سب تدبیریں چھوڑ دے۔ نیز اُس کے ساتھ زندگی بسر کرنا عین سعادت ہے۔ تجھے چاہیئے کہ جو وُہ اُمر کرے۔ تُو فوراً اُس کی تعمیل کرے اور جس بات سے وُہ منع کرے اُس سے تُو ہٹ جائے۔ اگر تجھ کو کسب کے لیے حکم کرے۔ تو اُس کے حکم

سے کسب کرے۔ نہ کہ اپنی خواہش سے۔ اور اگر تجھ کو کسب کے ترک کرنے کا حکم دے تو اس کے حکم سے ترک کرے نہ اپنی مرضی سے۔ کیونکہ وُہ تیری بہتریوں کو تجھ سے بہتر جانتا ہے۔ پس اے فرزند شیخ کی تلاش میں سعی کر۔ جو تیری راہنمائی کرے اور تجھ کو خواطر نفسانی سے بچائے۔ یہاں تک کہ تیرا نفس پاک ہو جاوے۔ ساتھ وجودِ ذات کے۔ اس وقت تدبیر کر نفس کی ساتھ کشف کے۔

۵۔ آیت شریف: فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (الانبیاء ع ۱)

یعنی اگر تم کو کسی بات کا علم نہ ہو تو اہل ذکر سے پُوچھ لیا کرو۔ یہاں اہلِ ذکر سے مُراد صوفیائے کرام رحمہم اللہ ہیں۔ جن کا کوئی دم ذکرِ اللہ سے خالی نہیں ہوتا

۶۔ آیت شریف: واتبع سبیل من اناب الیّ (لقمان ع ۲)

یعنی اس شخص کے راستہ کی پیروی کر جو میری طرف جُھکا ہو۔ یعنی اس نے اپنا دِل میری طرف پھیر رکھا ہو۔

تفسیرِ مدارک میں ہے۔ من اناب الیّ قال عطاء صاحب من تری علیہ انوار خدمتی یعنی عطا تابعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس کے چہرہ پر میری خدمت کا نور نظر آئے۔ اس کی صحبت اختیار کر اور اس کی خدمت بجالا۔

اور تفسیر رحمانی جلد دوم میں ہے من اناب الیّ ای رجع الیّ عن کل ما سوای فاخذ منی العلوم والمعارف یعنی ایسے شخص کی پیروی کر جو میرے سوا سب کچھ چھوڑ کر میری خدمت و اطاعت میں حاضر ہو کر مجھ سے علوم و معارف حاصل کر چکا ہو۔

اور تفسیر تستری میں ہے واتبع سبیل من اناب الیّ یعنی من لم یهتد الطریق الی الحق عز وجل فلیتبع اٰثار الصالحین لتوصله برکة متابعتهم الی طریق الحق الا تریٰ کیف نفع اتباع الصالحین کلب اصحاب الکهف حتی ذکرہ اللہ بالخیر مراراً وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هم الذین لا یشقیٰ جلیسهم۔

یعنی آیت مذکورہ میں ہر ایک انسان کے لئے یہ حکم ہے کہ جو از خود (کوشش، محنت، ریاضت، مطالعہ کتب سے) خداوند سبحانہ کی راہ نہ پا سکے تو وُہ آثارِ صالحین کی پیروی کرے۔ تاکہ اس کو اُن

کے حق پر چلنے کی برکت حاصل ہو۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اتباعِ صالحین نے اصحاب کہف کے کتے کو کیا نفع دیا ہے۔ کہ خداوند کریم نے اس کا ذکرِ خیر کیا ہے۔ اور حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس رتبہ وعزت کے مالک ہیں۔ کہ ان کے پاس رہنے والا ان کے فیض و برکت سے محروم نہیں رہ جاتا۔

بیعت کے دلائل حدیث پاک سے

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بیعتِ علی التقویٰ کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ یہاں چند احادیث کا اردو ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

۱۔۔۔ حدیث شریف :۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمہاری اس بات پر بیعت لیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا۔ چوری نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔ اولاد کو قتل نہ کرنا۔ کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگانا۔ نیک کام میں میری مخالفت نہ کرنا۔ جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا پس اُس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اور جو شخص ان چیزوں میں سے کسی امر کا مرتکب ہو تو وُہ اس کی سزا دنیا میں پالے تاکہ اس کا کفارہ ہو۔ اور وُہ پاکیزہ ہو جاوے اور جو شخص اس کو چھپاوے گا۔ پس اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اگر چاہے تو اس کو عذاب کرے اور اگر چاہے تو بخش دے (کنز العمال جلد ہفتم بحوالہ احمد و بیہقی و نسائی)

۲۔۔۔ حدیث شریف :۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کیا تم میری اس امر پر بیعت نہیں کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور اُس کے ساتھ کوئی شریک نہ بناؤ۔ اور پانچوں نمازیں ادا کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور تابعداری کرو۔ اور اطاعت کرو۔ اور لوگوں سے بیجا سوال نہ کرو۔ (کنز العمال بحوالہ مسلم و نسائی)

۳۔۔۔ حدیث شریف :۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیعت

کی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے اور حضرت ابو ذر غفاری رضؓ اور حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابو سعید خدری رضؓ اور حضرت محمد بن سلمہ رضؓ اور ایک چھٹے آدمی نے اس بات پر کہ ہم اللہ تعالیٰ سبحانہ کے احکام میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے خوف نہ کیا کریں۔

(کنزالعمال جلد سوم بحوالہ تاریخ ابن عساکر)

۴۔ حدیث شریف :۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو نماز کی پابندی اور ہر مسلمان کو نصیحت کرنے پر بیعت کیا۔

(کنزالعمال بحوالہ ابن جریر)

۵۔ حدیث شریف :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب دیکھو تم کسی بندے کو جو دنیا میں زاہد اور کم گو ہو تو اس کے قریب ہو جاؤ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ شعب الایمان)

۶۔ حدیث شریف :۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ (نذر مولا بحوالہ مسلم)

فرمایا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص مر جاوے اور اس نے بیعت نہ کی ہو تو وہ بیشک جاہلیت کا مرنا مرا۔

بیعت کے دلائل آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فعل سے بھی بیعت علی التقویٰ کا ثبوت ملتا ہے۔
یہاں پر چند آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کا اردو ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ اثر :۔ حضرت عمرو بن عطیہ لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ اے امیر المومنین ! اپنا ہاتھ بلند

کرو۔ کہ میں آپ سے سنتِ آلہی اور سنتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر بیعت کروں۔ پس انہوں نے ہاتھ اُٹھایا، اور متبسم ہوئے اور فرمایا ہمارا بھی حق تم پر ہے اور تمہارا بھی حق ہم پر۔
(رواہ ابن سعد کنز العمال)

٢۔ اثر: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں وارد ہوا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات پا چکے تھے۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسندِ خلافت پر بیٹھ چکے تھے۔ میں نے اُن کو عرض کیا۔ کہ اپنا ہاتھ بلند کرو۔ کہ میں آپ سے اُس بات پر بیعت کروں۔ جس پر آپ سے پہلے آپ کے دوست کے ہاتھ پر بیعت کر چکا ہوں۔ یعنی فرمانبرداری اور اطاعت پر جس قدر میری استطاعت ہو۔ (شریف التواریخ)

٣۔ اثر: حضرت سلیم ابی عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حمراء کا وفد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کیا تم ان باتوں پر میری بیعت کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے۔ اور نماز پڑھو گے، اور زکوٰۃ دو گے۔ اور رمضان شریف کے روزے رکھو گے۔ اور مجوسیوں کی عید کو چھوڑ دو گے۔ سب نے کہا ہاں۔ پھر انہوں نے اُن کو بیعت کیا۔

مستورات کی بیعت کے دلائل

جیسا کہ مردوں کو حکم ہے کہ بیعت کریں ایسا ہی عورتوں کے واسطے ضروری ہے۔ کہ کسی اہل اللہ سے بیعت کر کے تعلیم روحانی حاصل کریں۔ قرآن مجید و احادیث میں اس کے دلائل کافی ہیں۔ یہاں چند کا اندراج کیا جاتا ہے

١۔ آیت شریف: یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ

يفترينه بين ايديهن وارجلهن ولا يعصينك فى معروف فبايعهن واستغفرلهن الله ان الله غفور الرحيم ۔ (الممتحنہ ۱۲)

یعنی اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تمہارے پاس مومنہ عورتیں بیعت ہونے کی غرض سے حاضر ہوں تو اُن کو ان باتوں پر بیعت کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور چوری نہ کریں، زنا نہ کریں۔ اور اولاد کو قتل نہ کریں۔ اور اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان نہ باندھیں۔ اور نیک کاموں میں تمہاری بیفرمانی نہ کریں اور اُن کے واسطے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۔ حدیث شریف : عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یبایع النساء بالکلام بهذه الاٰية لا يشركن بالله شيئاً (صحیح بخاری) یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیت شریف لا یشرکن باللہ (الآیۃ) کے احکام پر عورتوں کو کلام سے بیعت کیا کرتے تھے۔

۳۔ حدیث شریف : حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو تمام انصار کی عورتیں ایک گھر میں جمع ہوئیں۔ حضرت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ وہ دروازے پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آیا ہوں۔ کیا تم میری بیعت اس اُمر پر کرتی ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گی۔ اور چوری نہ کرو گی۔ اور زنا نہ کرو گی۔ ہم نے کہا ہاں ! پس دراز کیا انہوں نے اپنا ہاتھ باہر گھر سے اور دراز کئے ہم نے ہاتھ اندر گھر سے۔

۴۔ حدیث شریف : ابن ابی حاتم رح نے حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ سے آیت بیعت مستورات کے متعلق روایت کیا ہے کہ نزلت هذه الاٰية يوم الفتح فبايع رسول

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم الرّجال علی الصّفاء وعمر یبایع النّساء تحتھا عن رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ۔

یعنی یہ آیت کریمہ فتح مکّہ کے دن نازل ہوئی بس حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مردوں کو کوہ صفا پر بیٹھ کر بیعت کیا، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس کے نیچے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کیلئے عورتوں سے بیعت لی ۔

۵ ـــــ ابن سعدؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے باپ اور دادا سے روایت بیان کی ہے کہ کان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اذا بایع النّساء دعا بقدح ماءٍ فغمس یدہ فیہ ثمّ یغمس ایدیھن فیہ ۔

یعنی حضرت رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب کبھی عورتوں کو بیعت فرماتے ۔ ایک پیالہ پانی کا منگواتے ۔ پہلے اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈبوتے اور پھر اُن کے ہاتھ اس میں ڈبواتے ۔

۶ ـــــ سعد بن منصورؒ اور ابن سعدؒ اور ابو داؤدؒ اور عبدالرزاقؒ نے امام شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ کان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یبایع النّساء ووضع علی یدہ ثوبۃ ۔
یعنی حضرت رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عورتوں کو بیعت کرتے وقت اپنے ہاتھ مُبارک پر کپڑا ڈال لیتے ۔

۷ ـــــ بخاریؒ اور مسلمؒ نے حضرت امّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فقرأ علینا اٰیۃ ان لا یشرکن باللہ شیئاً ونہانا عن النّاحۃ ۔ الحدیث ۔

یعنی ہم کو حضرت رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بیعت کیا اور آیہ کریمہ ان لّا یشرکن باللہ (الآیہ) پڑھی اور ہم کو نوحہ سے بھی منع کیا ۔

۸ ـــــ تفسیر روح البیان میں ہے ۔ روی انّہ علیہ السّلام بایعھن وبین یدیہ ثوب تطری یاخذ بطرف منہ ویاخذن بطرف الأخر ۔

یعنی روایت ہے کہ حضور پرنُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے عورتوں کو بیعت کیا ۔ اور آپ کے پاس ایک کپڑا تھا ۔ جس کو ایک طرف سے آپ نے پکڑا تھا ۔ اور دوسری طرف سے عورتوں نے ۔

مسائلِ بیعت

۱۔۔۔ مرید کا پہلا فعل ارادت ہے۔ بیعت کے بعد اختیار پیر کے ہاتھ میں ہے۔ پیر کی زندگی اور مرید کا بالغ ہونا ضروری ہے۔

۲۔۔۔ جب مرید بیعت ہو جائے پھر چاہے کہ منحرف ہو جاؤں وُہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر سَو جگہ بھی مرید ہو۔ ہرگز نہیں ہو سکتا بیعت پہلے ہی ثابت ہے۔ ردّ یا قبول اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا نکاح ہے۔ وُہ مجازی ہے۔ یہ حقیقی۔ جیسا کہ شریعت میں دو معبود کا ماننا کفر ہے۔ ایسا ہی طریقت میں دو پیر بنانا کفر ہے۔

۳۔۔۔ نابالغ کی بیعت میں اختلاف ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے ایک لڑکا حاضر کیا گیا۔ آپ نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور دعائے برکت کی اور اُس کو بیعت نہ کیا۔ (شریف التواریخ بحوالہ القول الجمیل)

لیکن بعض مشائخ نے بیعتِ صغار کو تبرکاً جائز رکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔ چنانچہ حافظ ابو نعیمؒ اور ابن عساکرؒ اور طبرانیؒ نے حضرت امام باقر علیہ السّلام سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کو بچپن کی حالت میں بیعت کیا۔ حالانکہ وُہ ابھی حالتِ بلوغ و سنِ تمیز کو نہیں پہنچے تھے۔

۴۔۔۔ بچپن کے وقت اگر والدہ نے مرید کرایا ہو تو جائز نہیں۔ کیونکہ جب والدہ ولی نہیں تو اس کو مرید کروانا مناسب نہیں ہے۔ (شریف التواریخ بحوالہ اسرار الطریقت)

۵۔۔۔ باپ اگرچہ ولی مطلق ہے۔ لیکن بچّہ کو مرید کروانے کے متعلق اختلاف ہے۔ دانا

کہتے ہیں کہ یہ معاملہ آخرت کا ہے باپ کی اجازت یا علم کا اس میں کوئی دخل نہیں ۔ سنّ بلوغت تک پہنچے پر جو کچھ اس کا علم ہو کرے ۔ (شریف التواریخ بحوالہ اسرار الطریقت)

۶ ـــ اگر کسی کو صغر سنی میں والد نے مرید کرایا ہو تو وُہ بالغ ہو کر بیعت فسخ نہیں کر سکتا ۔ بعض بزرگوں نے اس کو نکاح پر قیاس کرکے کہا ہے کہ جب پیر راہبری کے قابل نہ ہو اور متابعت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نہ کرتا ہو تو بیعت فسخ ہو سکتی ہے ۔ یعنی بیعت توڑی جا سکتی ہے ۔ (شریف التواریخ بحوالہ اسرار الطریقت)

۷ ـــ اگر بچپن میں بڑے بھائی نے مرید کرایا ہو تو صاحب ارادت جب بالغ ہو ۔ اگر پچھلی بیعت کو قبول کرے تو درست ہے ورنہ جہاں چاہے ۔ بیعت کرے ۔ (شریف التواریخ)

۸ ـــ اگر بالغ مرد علم نہیں رکھتا تھا ۔ اور بیعت کو لوگوں کے رسمی طریق پر اٹھایا ۔ پھر عالم ہوا اور عقول معرفت کو پہچانا ۔ اور وُہ ایسے آدمی سے بیعت کر چکا تھا جو مُطلق معرفت سے ناواقف تھا ۔ اُدھر مردِ کامل پیدا ہوا اور اس سے باطنی فائدہ حاصل ہوا ۔ اور سچی معرفت نصیب ہوئی تو حکم ہے کہ وُہ پہلی رسمی بیعت بطور تیمّم کے ہے اور کامل مرد پانی کی طرح ہے جب پانی مل جائے ۔ تیمم جائز نہیں ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ رسمی بیعت کو نہ چھوڑے اور مردِ کامل کو بطور مرشد کے اختیار کرے ۔ (شریف التواریخ بحوالہ اسرار الطریقت)

۹ ـــ ایک نابالغ کو چند آدمی جو اس کے پاس رہتے ہیں ، کہیں بیعت کرائیں تو وُہ بیعت درست نہ ہوگی ۔ سنّ بلوغ کو پہنچ کر وہ مختار ہے ۔ جہاں چاہے بیعت کرے ۔ (شریف التواریخ) ۔

۱۰ ـــ اگر کسی آدمی کو بتکلّف بیعت میں لاویں تو وُہ بیعت نہیں ہے ۔ جب تک کہ وُہ اپنی رضا و رغبت سے نہ ہو ۔ (شریف التواریخ بحوالہ اسرار الطریقت)

۱۱ ـــ اگر کوئی صاحبِ تصرّف درویش کسی کا ہاتھ پکڑے اور وُہ انکار نہ کرے جو کچھ درویش کہلائے وُہ کہتا چلا جائے تو وُہ مرید ہو جاتا ہے ۔ (شریف التواریخ بحوالہ اسرار الطریقت) ۔

۱۲ ـــ اگر کوئی غلام اپنے آقا کی رضامندی کے بغیر یا کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں مُرید ہو جائے تو جائز ہے ۔ کیونکہ یہ معاملہ آقا یا شوہر کے ملک میں نہیں ہے (شریف التواریخ بحوالہ اسرار الطریقت)

۱۳۔۔۔ اگر مست، مخمور، دیوانہ، دیوزدہ بیعت کرے تو درست نہیں ہے۔ افاقہ کے بعد پھر عود کرے۔ (شریف التواریخ)

۱۴۔۔۔ مجذوب کی بیعت میں اختلاف ہے۔ کئی مشائخ کہتے ہیں کہ مست کی بیعت روا نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مست کی بیعت درست ہے۔ کیونکہ مستی اور ضعف عارضی ہیں۔ حالت ہوشیار میں جو اُس کے دل میں ہوگا، وہی ظاہر ہوگا۔ لیکن قول اوّل زیادہ صحیح اور معتبر ہے۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ ؎

رہبری ناید ز مجذوباں یقین ؎ اتفاق کاملاں این ست این

۱۵۔۔۔ میّت یا قبر کی بیعت ناجائز ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو تمام جہان حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قبر مبارک کی بیعت ہو سکتا۔ اور سلاسل تصوّف کی کوئی ضرورت نہ رہتی۔ (شریف التواریخ بحوالہ مرآۃ العاشقین)

۱۶۔۔۔ زندہ بزرگ اگر کسی میّت کو مرید کرنے تو جائز ہے۔ (شریف التواریخ بحوالہ انوار القادریہ)

۱۷۔۔۔ اگر کوئی صاحبِ تصرّف بزرگ جس کو لوحِ محفوظ کا مطالعہ حاصل ہو وُہ کسی شخص کو کہہ دے کہ تیری جو اولاد ہوگی وُہ میری مرید ہے تو وہ تاقیامت مرید ہوسکتے ہیں۔

۱۸۔۔۔ خاندان قادریہ کے شیخ کو مرید کی ناپیدا شدہ اولاد کو مریدی میں قبول کر لینا درست و جائز ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ کے پیر شیخ الجن والانس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہیں۔ اور اُن کی ارادت سے کسی بشر کو انکار نہیں بلکہ تمام سلسلوں کے پیر اس دروازۂ عالی سے فیض پانے والے ہیں۔ اور یہ سلسلہ سب سے افضل اور بزرگ ہے۔ اس صورت میں ارواح کو بھی اس سلسلہ کے مشائخ کی غلامی سے یقیناً انکار نہیں ہوگا۔ (شریف التواریخ بحوالہ کمالات قادریہ)

۱۹۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اگر مرید کو پیر کہے کہ میں آپ کا مرید ہوں۔ تو وُہ مرید ہو جاتا ہے۔ اگرچہ پیر کہے کہ تو میرا مرید نہیں۔ کیونکہ ارادت فعل مرید کا ہے۔ ایسا ہی اگر پیر کسی کو کہے کہ تو میرا مرید ہے وُہ کہے میں مرید نہیں۔ تو وُہ مرید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وُہ

ارادت نہیں دیا۔ (شریف التواریخ بحوالہ اخبار الاخیار)

۲۰ ـــ اگر کوئی غائب شخص بیعت ہونا چاہے تو غائبانہ بھی مرید ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو بیعت الرضوان میں غائبانہ بیعت فرمایا تھا۔ (شریف التواریخ بحوالہ مسالک السالکین)

ف: بیعتِ غائبانہ کا طریقہ یہ ہے کہ پیر اپنے ہاتھ کا نقش کاغذ یا کپڑے پر لگا کر مرید کے پاس بھیجے اور وہ اُس پر اپنا پنجہ رکھ کر عہد کرے، یا وکیل کی وساطت سے مرید ہو جاوے۔

۲۱ ـــ اگر کوئی شخص خواب میں کسی بزرگ کی بیعت ہو تو اس کو رُوحی بیعت کہتے ہیں۔

۲۲ ـــ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کی روحانیت سے بغیر ظاہری ملاقات کے فیضیاب ہو تو اُس کو "اُویسی" کہتے ہیں، جیسا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ملاقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ہوئی چنانچہ علامہ عبد العلی فرنگی قدس سرہ بحر العلوم شرح مثنوی مولانا روم میں لکھتے ہیں" آں راکہ از روح کاملے تربیت یافتہ در ظاہر او را ندیدہ و بصحبتِ او نرسیدہ بود اویسی گویند" (دفتر چہارم)

ف: بعض لوگ اویسی سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ فقر بھی مُراد لیتے ہیں، حالانکہ بقول صحیح اویسی وہی ہے جو کسی بزرگ کی روح سے مستفیض ہو۔

۲۳ ـــ تعدّد (تعداد) پیر کے متعلق مشائخ رحمہم اللہ کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے۔ اَلرَّبُّ وَاحِدٌ وَّالشَّیخُ وَاحِدٌ"، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ" بعض درویش ایک پیر سے بیعت کر کے اس کو کافی نہیں سمجھتے اور دوسرے پیر کے پاس جاتے ہیں اور اس سے بیعت کرتے ہیں اور خرقہ لیتے ہیں، میرے نزدیک یہ اچھی بات نہیں، بیعت وہی ہے جو پہلے پیر سے کی ہے اگرچہ وہ پیر عوام سے ہو۔ (شریف التواریخ بحوالہ اخبار الاخیار)

حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ مشائخ نے پیر تعلیم اور پیر صحبت کو بھی پیر کہا ہے۔ اور پیر کا تعدد تجویز فرمایا ہے بلکہ پیر اوّل کی عین حیات میں اگر طالب اپنی ہدایت کسی اور جگہ دیکھے تو اس کو جائز ہے کہ پہلے پیر کے انکار کے بغیر دوسرے پیر کو اختیار کرے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے اس بات کی تجویز کے لئے علمائے بخارا سے اس بات کا فتویٰ درست کروایا تھا۔ ہاں اگر ایک پیر سے خرقہ ارادت لیا ہو تو پھر دوسرے سے خرقہ ارادت نہ لے اور اگر لیوے تو تبرک کا خرقہ لیوے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا پیر ہرگز نہ پکڑے۔ بلکہ روا ہے کہ خرقہ ارادت ایک سے لے اور طریقت کی تعلیم دوسرے سے اور صحبت تیسرے کے ساتھ رکھے، اور اگر یہ تینوں دولتیں ایک ہی سے میسر ہو جائیں تو زہے قسمت و نعمت اور جائز ہے۔ کہ مشائخ متعددہ سے تعلیم و صحبت کا استفادہ کرے۔

(شریف التواریخ بحوالہ مکتوبات امام ربانی دفتر اوّل مکتوب دو صد و لست ویکم)

۲۴۔۔۔ اگر کوئی شخص اپنے پیر سے پھر جاوے یا توبہ میں لغزش واقع ہو تو وہ دوبارہ بیعت کر سکتا ہے، اگر اپنے پیر سے تجدید بیعت نہ کرے گا تو بیعت اوّل درست نہ رہے گی۔ صاحب قول الجمیل نے لکھا ہے کہ تجدید بیعت ماثور ہے۔ (شریف التواریخ بحوالہ فوائد السالکین)

۲۵۔۔۔ اگر حضوری مرشد حاصل نہ ہو اور توبہ میں لغزش واقع ہو جاوے تو اپنے پیر کے کپڑے آگے رکھے اور ان سے تجدید بیعت کرے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اسرارہما بسا اوقات ایسا کرتے تھے۔ (شریف التواریخ بحوالہ فوائد السالکین)

خرقۂ خلافت و ارشاد کے اقسام و مسائل

خرقہ

تمام اربابِ تصوف نسبتِ خرقہ درویشی پر متفق ہیں۔ کشف المحجوب میں ہے کہ اس خرقہ کے اہل صرف دو گروہ ہیں۔ ۱۔ ایک منقطعانِ دنیا ۲۔ مشتاقانِ مولےٰ

عادتِ مشائخ عظام رحمہم اللہ کی اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی مرید بحکم ترک تعلق ان کی طرف رجوع لاتا ہے تو اس کی تادیب ــــــ تین امور میں کرتے ہیں۔

اوّل : خدمتِ خلق :۔ خدمت خلق اس واسطے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو خادم اور تمام مخلوق کو اپنا مخدوم سمجھے۔ یعنی بلاتمیز سب کو اپنے سے بہتر سمجھے اور سب کی خدمت اپنے اوپر واجب جانے۔

دوم : خدمتِ حق :۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام حظوظِ دُنیا (لذات دنیا) اور عقبیٰ اپنے سے منقطع کر دے اور حق تعالیٰ کی خالص پرستش بجالاوے۔ اگر یہ پرستش کسی سبب سے ہوگی تو حق تعالیٰ کی پرستش نہ ہوگی۔ بلکہ اپنی ہوگی۔

سوم : مراعاتِ دِل :۔ اس کے واسطے ضرور ہے کہ اس کی ہمّت مجتمع رہے۔ اور سارے ہموم کو دل سے دور کر دے اور تمام بواعثِ غفلت سے دل کی پاسبانی کرتا ہے۔

جب یہ تینوں شرطیں حاصل ہو جاتی ہیں اور مُرید تینوں امور میں کامل ہو جاتا ہے تو طریقت کے لائق سمجھا جاتا ہے اور خرقہ پہننا اُس کو درست ہوتا ہے اور یہ خرقہ پہنانا اس شخص کو سزاوار ہے جو مستقیم الاحوال ہو اور تمام نشیب و فرازِ طریقت طے کر چکا ہو اور وُہ اپنے مرید کے حالات پر بخوبی

مشرّف ہو۔

اصلِ خرقہ :۔ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ " اخبارِ صحیح " سے نقل کرتے ہیں کہ خرقہ کی اصل وُہ عبا ہے۔ جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کو اور ان سے مشائخ عظام رحمہم اللہ کو یکے بعد دیگرے پہنچی۔ (شریف التواریخ بحوالہ مسالک السالکین)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ خرقہ کی اصل سنت سنیہ ہے اس کی اصل لباسِ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہٗ کو امیرِ لشکر کیا اور عمامہ عطا فرمایا تھا۔ اور بیعت کا وجود خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفیض ویقینی ہے۔ جو مخفی نہیں (شریف التواریخ بحوالہ الانتباہ)

حقیقتِ خرقہ :حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ خرقہ کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو واسطہ طہارت اور تشریف پوشندہ خرقہ کا کیا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقائقِ اسرارِ نبوّت و ولایت خرقہ میں ودیعت رکھے اور شاہِ ولایت حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کو پہنایا۔

● اَقسامِ خرقہ

صوفیاء رحمہم اللہ کی قدیمی رسم ہے کہ اپنے یاروں کو خرقہ پہناتے ہیں۔ خواہ کلاہ ہو یا عمامہ، قمیض ہو یا قبا، چادر ہو یا ازار، جو کچھ بھی میسر ہو۔ اور یہ تین طرح پر ہے۔

اوّل :خرقہ اجازت :۔ وُہ یہ ہے کہ تلقین اور صحبت میں اپنے کسی دوست (مرید) کو اپنا نائب مقرر کریں۔ اور طریقت کی اجازت دیں کہ طالبوں سے بیعت لے۔

دوم :خرقہ ارادت :۔ وُہ یہ ہے کہ جب کوئی عزیز صوفیوں کے زمرہ میں داخل ہوتا ہے اور ان جیسے عمل اور جدوجہد کرنے لگتا ہے۔ تو اس کی استقامت دیکھ کر اس کو خرقہ عطا کرتے ہیں کہ اس کے صوفیوں میں داخل ہونے کی علامت ہو۔

سوم : خرقہ تبرک : وہ یہ ہے کہ جب کسی پر کوئی اہل اللہ مہربان ہوتا ہے تو اس کو خرقہ دیتا ہے تاکہ صوفیوں کے برکات اس کے شامل حال ہوں ۔ عام ازیں کہ وہ بادشاہ ہو یا امیر، سوداگر ہو یا کوئی اور ہو۔ (شریف التواریخ بحوالہ الانتباہ)

مسائلِ خلافت

جب سالک مرتبۂ فنافی الرسول اور جبروت کو پہنچے تو پیر کو جائز ہے کہ اُس کو خلافت عطا کرے ۔ اور جب الشہود ذات پہنچے تو شیخ کو واجب بلکہ فرض ہے کہ اس کو خلافت دیوے ، بعض صوفی واصلِ ملکوت کو بھی خلافت دے دیتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ جب مُرید کو خطرۂ شیطانی و رحمانی کی شناخت ہو جاوے ۔ اس وقت خلافت دینا جائز ہے ۔

بعض اکابرینؒ نے خلافت کو دو قسم پر کیا ہے ۔

۱ ۔ **خلافت صغریٰ** : ۔ وہ یہ ہے کہ مُرید کا ریاضت و مجاہدہ دیکھ کر مُرشد اپنے حُسن ظن سے اس کو مشرف بخلافت کر دے ۔

۲ ۔ **خلافت کبریٰ** : ۔ وہ یہ ہے کہ دل پر کئی مرتبہ الہام حق ہو کہ فلاں مرید کو خلافت عطا کرو ، یہاں تک کہ اگر شیخ اس خطرہ کو اپنے دل سے رفع کرے تو بھی نہ ہو ، اور وہ نسبت جو شیخ کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سینہ بسینہ پہنچی ہو ۔ مع برکات پیرانِ عظام جو اس کو بطریق توارث پہنچے ہوں ، مرید کو عطا کر کے اپنا وارث و قائم مقام بنا دے ۔

(شریف التواریخ بحوالہ حاشیہ تحفۃ الابرار)

مسئلہ: اگرچہ مشائخ رحمہم اللہ سلوک پورا کرانے کے بعد مرید کو خلافت دیتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات قبل از تکمیل بھی ضرورت کے واسطے اجازت دے دیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ لکھتے ہیں "مشائخ طریقت کامل ہونے سے بعض مریدوں کو طریقہ سکھانے کی اجازت فرما دیا کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ کو طریقہ سکھانے اور بعض منزلیں طے کرانے کے بعد فرمایا تھا کہ اے یعقوب جو کچھ ہم سے تجھ کو پہنچا ہے وہ خلق کو پہنچا دے حالانکہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد علاؤالدین کی خدمت میں رہنا اور اکثر انہوں نے خواجہ علاؤالدین کی خدمت میں کام پورا کیا۔ (شریف التواریخ بحوالہ مکتوبات ربانی دفتر اول مکتوب یک صد و نود وہم)

مسئلہ نابالغ بچہ جو عقل سلیم اور طبع فہیم رکھتا ہو، اور شیخ کامل کی توجہ سے علوم معرفت حاصل کر چکا ہو۔ اس کو بھی خلافت و اجازت دی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ آئمہ اثنا عشر سلام اللہ علیہم میں سے حضرت امام تقی، اور حضرت امام علی نقی اور حضرت امام محمد مہدی علیہم السلام بچپن میں ہی نعمت خلافت و امامت سے مشرف ہوئے۔

مسئلہ شیخ کامل عورت کو بھی اجازت دے سکتا ہے کہ وہ مستورات کو بیعت کرے اور ان کو طریقہ سکھائے۔

تفسیر احمدی میں ہے۔ انه علیه السلام اذن امیمة اخت خدیجة ببیعة النساء۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امیمہ کو جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھیں۔ عورتوں کو بیعت کرنے کا اذن دیا۔ ایسا ہی تفسیر حسینی میں بھی منقول ہے۔

مسئلہ عورت صاحب اجازت کا نام شجرۂ طریقت میں داخل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں سلسلہ قادریہ کے اندر لکھا ہے۔ الامام حسن المجتبیٰ عن ابیه و امه سیدنا علی المرتضیٰ و سیدتنا فاطمة الزهراء کلهما عن النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم۔ یہ مسئلہ اسناد حدیث سے بھی روشن ہے کہ سلسلۂ رواۃ صحابیات و محدثات مستورات کے نام کتب حدیث میں داخل ہیں۔ (شریف التواریخ جلد اول)

سلاسلِ فقراء

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے جو جو نعمتیں امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ سلسلوں کا ربط حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک صحیح و ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خلیفۂ رب العالمین تھے۔ آپ نے رازہائے فقیری و درویشی، عشق و محبتِ خداوندِ حقیقی کو عالم میں ظاہر فرمایا اور خلقِ خدا کو پہنچایا۔ پس یہ سلسلہ پشت بہ پشت، سینہ بہ سینہ آپ کے خلفائے مہدیین سے الیٰ یوم الدین قائم رہے گا۔

خلفائے اربعہ

آپ کے خلفائے کاملین آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تھے آپ کا ارشاد پاک ہے۔ اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اھتدیتم (یعنی میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی پیروی کرو گے۔ ہدایت پا جاؤ گے) لیکن بحکم شریعت و ترتیب خاص حضور علیہ السلام کے چار خلیفے تھے جن کو ظاہری و باطنی خلافت پہنچی۔

اوّل: امیر المومنین حضرت ابوبکر عبداللہ بن ابو قحافہ عثمان الملقب بہ صدیق و عتیق رضی اللہ عنہٗ۔

دوم: امیر المومنین حضرت ابو حفص عمر بن خطاب الملقب بہ فاروق رضی اللہ عنہ۔

سوم: امیر المومنین حضرت ابو عمرو عثمان بن عفان الملقب بہ ذوالنورین رضی اللہ عنہٗ۔

چہارم: امیر المومنین ـــــ امام المتورعین، اسد اللہ الغالب حضرت امام ابوالحسن علی بن ابی طالب الملقب بہ مرتضےٰ و بدر الدجےٰ کرم اللہ وجہہ

چار پیر چودہ خاندان

صاحب لطائف اشرفی و تذکرۃ الاولیا و فوائد الفواد اور اکثر مشائخ کبار رحمہم اللہ اس پر متفق ہیں، کہ خرقۂ خلافت حضرت علی المرتضےٰ علیہ السلام سے چار صاحبوں کو پہنچا۔

اول: حضرت امام حسن علیہ السلام۔ **دوم**: حضرت امام حسین علیہ السلام
سوم: حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ۔ **چہارم**: حضرت خواجہ کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ

یہی چاروں صاحب چار خلیفہ اور چار پیر کہے جاتے ہیں۔ بعد از وفات حضرت علی علیہ السلام کے امام حسین علیہ السلام اور خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو فیض و خرقۂ خلافت حضرت امام حسن مجتبےٰ علیہ السلام سے بھی پہنچا ہے۔ اور حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ بسبب منظور نظر ہونے کے حضرت علی علیہ السلام کے مقتدائے مشائخ ہوئے۔ اور چودہ خاندان اُن کے خلفاء سے بدین تفصیل جاری ہوئے آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ سے ۹۔ نو خانوادے چلے۔ اِن کو "نو قادر" کہتے ہیں۔

اور پانچ خانوادے آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ سے چلے۔ اِن کو پنج چشت کہتے ہیں۔

نو قادر

۱۔ حبیبیہ	منسوب بحضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۔ ربیع الاخر ۱۵۶ھ) اس خانوادے کو عجمیہ بھی کہتے ہیں۔
۲۔ کرخیہ	منسوب بحضرت ابوالمحفوظ اسدالدین معروف بن فیروز کرخی متوفی جمعۃ المبارک ۲ محرم ۲۰۰ھ
۳۔ سقطیہ	منسوب بحضرت شیخ ابوالحسین ضیاءالدین سری بن المغلس السقطی (متوفی سہ شنبہ ۲۔ رمضان المبارک ۲۵۳ھ۔

۴۔ طیفوریہ
منسوب بحضرت شیخ ابا یزید طیفور بن عیسٰی بن آدم بن سروشان البسطامی رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی جمعہ المبارک ۱۵۔ شعبان ۲۶۱ھ)

۵۔ جنیدیہ
منسوب بحضرت سید الطائفہ شیخ ابو القاسم جنید بن محمد البغدادیؒ
(متوفی جمعہ المبارک ۲۷۔ رجب ۲۹۷ھ)

۶۔ گازرونیہ
منسوب بحضرت شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار گازرونیؒ
(متوفی ۵۔ ذیقعد ۴۲۶ھ)

۷۔ طرطوسیہ
منسوب بحضرت شیخ ابو الفرح علاؤ الدین محمد یوسف بن عبد اللہ طرطوسیؒ (متوفی ۳۔ شعبان ۴۴۷ھ)

۸۔ سہروردیہ
منسوب بحضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی
(متوفی ۱۲۔ جمادی الآخر ۵۶۳ھ)

۹۔ فردوسیہ
منسوب بحضرت شیخ ابو الجناب نجم الدین احمد کبریٰ فردوسی بن عمر الخیوقیؒ (متوفی ۱۰۔ جمادی الاوّل ۶۱۸ھ)

منبع چشت

۱۔ زیدیہ
منسوب بحضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی ۲۷۔ صفر ۱۷۷ھ)

۲۔ عیاضیہ
منسوب بحضرت خواجہ ابو الفیض فضیل بن عیاض بن مسعود تیمی خراسانی
(متوفی ۳۔ ربیع الاوّل ۱۸۷ھ)

۳۔ ادہمیہ
منسوب بحضرت سلطان ابو اسحاق ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ
(متوفی ۲۸۔ جمادی الاوّل ۲۶۱ھ)

۴۔ ہُبیریہ
منسوب بحضرت خواجہ امین الدین ہُبیرہ البصریؒ (متوفی ۷۔ شوال ۲۸۷ھ)

۵ چشتیہ

منسوب بحضرت خواجہ ابواسحاق شرف الدین شامی چشتی رحمۃ اللہ
(متوفی ۱۴۔ ربیع الآخر ۳۲۹ھ)

یہ ہیں نوق ادر اور پنج چشت، کل چودہ خاندان ہوئے۔ جو سب حضرت خواجہ حسن بصری سے جاری ہوئے ہیں۔ باقی تمام سلسلے جو اس وقت موجود اور جاری ہیں۔ انہی چودہ کی بالواسطہ یا بلاواسطہ مختلف شاخیں ہیں مثلاً قادری، نقشبندی، قلندری، صابری نوشاہی، سروری، نظامی وغیرہ وغیرہ۔

انہی چودہ خاندانوں میں سے ایک بہت بڑا خاندان "قادری" ہے جو محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت غوث اعظم شیخ سید ابو محمد محی الدین عبد القادر الحسنی الجیلانی سے چلا۔ اسی "سلسلہ قادریہ" میں سے ایک بہت مقبول و مشہور سلسلہ طریقت چلا جس کا نام "سلسلہ نوشاہیہ" ہے۔ یہ سلسلہ حضرت سید العارفین وارث الانبیاء شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش مجدد اکبر بن حاجی الحرمین شاہ علاؤالدین حسین علوی عباسی قادری سے چلا۔ جو آج تک زمانہ میں جاری وساری ہے۔ اور قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ انشاءاللہ العزیز

"زیر نظر کتاب آپ ہی کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ جس میں آپ کی حیاتِ پاک کے ہر پہلو کے متعلق تحریر کیا گیا ہے۔

خاتمہ کتاب

المنۃ اللہ کہ کتاب " اذکارِ نوشہ گنج بخش " آج بروز جمعرات بتاریخ پندرہ فروری ۱۹۹۶ء ایک ہزار نو سو چھیانوے عیسوی بمطابق ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ کو مکمل ہوئی۔

اپنی استعداد کے مطابق بہت کوشش کی ہے کہ کتاب میں کوئی غلطی نہ ہو لیکن چونکہ انسان خطا و نسیان کا پُتلہ ہے۔ اس لیے غلطی کا ہو جانا کچھ عجب نہیں۔ اس لیے تمام قارئین کتاب ہذا سے التماس ہے کہ غلطی کی احسن طریقہ سے اصلاح فرمائیں، اور خط لکھ کر غلطی کے ازالہ کے لئے میری امداد سے گریز نہ کیا جائے۔ شکریہ!

دُعاء

جنابِ الٰہی میں استدعا ہے کہ میری اس ادنٰی سی کاوش کو اپنی رحمت سے قبول فرمائے اور اپنی قبولیت کے آثار ظاہر فرماتے ہوئے کتابِ ہذا کو مقبولِ خاص و عام فرمائے۔
وَاٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

تمام شُد

طالب دُعا۔
محمد اشرف نوشاہی
۱۵/۲/۱۹۹۶

مشکل الفاظ کے معانی، مفہوم

صفحہ	الفاظ	معانی	صفحہ	الفاظ	معانی
۱۸	نُوشہ. نوشاہ	دولہا، نوجوان بادشاہ	۲۲	ثقہ	معتبر
"	گنج بخش	خزانہ بخشنے والا	۲۲	نص صریح	قطعی حکم، واضح کلام
"	دلیل	ثبوت. حجت	"	بفحوائے	بمطلب. بات کا مطلب
"	متورعین	پارسا لوگ	۲۳	مؤید	تائید، مددگار، حمایت
"	علالہ		۲۴	یُقظہ	سونے والے کا جاگ اٹھنا
"	سلالہ		۲۴	صحیح ومتصل	پاس، قریب، لگا ہوا
"	کاشف	کھولنے والا	۲۴	موثق	مضبوط
"	اسرارِ معرفت	رموزِ معرفت، معرفت کے بھید	۲۵	موعود ومصداق	وعدہ کیا گیا، تصدیق کرنے والا
"	متصوفین	صوفی بننے والے	۲۸	اشتیاق	شوق، آرزو، تمنا
"	ثقلین	دونوں جہان	۲۸	مقفل	تالا لگانا، بند کرنا
"	اربابِ طریقت	طریقت والے	۳۱	مقوم	قائم رکھنے والا
"	غوث	فریاد کو پہنچنے والا	۳۲	عنابِ صحرائی	جنگلی جھاڑی
"	برہان	حجت. دلیل	۳۸	صبوری	صبر
"	اتقیاء	تقوے والے، پرہیزگار	"	بحرِ زخار	موجیں مارتا ہوا سمندر
"	جذب کرنا	کشش کرنا، مائل کرنا	۳۹	مضغہ	
"	صحو، سکر	بیداری، خمار بے ہوشی	"	فواد	قلب، دل
"	مادرزاد ولی	پیدائشی والی	۴۰	ساگر	سمندر. بحر
"	بدرِ ہدایت	ہدایت کا چاند	۴۳	مستفاد	فائدہ حاصل کیا

صفحہ	الفاظ	معانی
۴۲	بحور	بحر کی جمع۔ شعر کا بحر
۵۱	معاصر	ہم عصر۔ ہم زمانہ
"	تاب	طاقت
"	متقابلہ	مقابلہ، برابری
۵۴	معانقہ	گلے ملنا۔ بغل گیر ہونا
۵۵	وطن مالوف	وطن عزیز۔ پیارا
۵۶	قران سعدین	دو مبارک ستاروں کا ایک بُرج میں جمع ہونا
"	مقدم	ترجیح دینا، اچھا سمجھنا
۵۹	راندۂ دارین	دونوں جہانوں سے راندہ ہوا یعنی دھتکارا ہوا
"	مسترشدان	ہدایت طلب کرنیوالا، مُرید
۶۰	گوے و چوگان کا کھیل	گلی ڈنڈا، گیند بلا، گھوڑے پر چڑھ کر گیند کا کھیل، پولو
۶۵	پرفتوح	کامیابیاں
"	مشرب	طریقہ۔ مزاج، مذہب
"	پیراستہ	آراستہ۔ سجا ہوا
"	فائز المرام	مراد پانے والا۔ کامیاب
	خضوع	عاجزی

صفحہ	الفاظ	معانی
۷۰	مواظبت	پابندی کرنا
"	صائم الدھر	ہمیشہ روزہ رکھنے والا
۷۲	ورطۂ ضلالت	ہلاکت کا مقام، گمراہی کا گرداب
۷۴	متمولین	مالدار لوگ۔ جاگیردار
۷۵	مواخذہ	جواب طلبی۔ گرفت
"	انقباض	قبضی طبیعت، اُداسی
۷۶	صانع حقیقی	کاریگر، دُنیا بنانیوالا
"	مترشح	ظاہر ہونا
۷۴	عمیم الاشفاق	سب پر مہربانیاں کرنیوالا
۷۷	پتا	پدر، باپ
۷۹	بینی	ناک
"	دہن	مُنہ
"	دندان	دانت
"	پُرانبوہ	گھنی
"	ریش	داڑھی مبارک
"	ناصیہ	پیشانی
"	ہویدا	ظاہر
"	سلارہ	
۸۰	مفتون	متاثر ہونا
"	محظوظ ہونا	لُطف اندوز ہونا، مسرور ہونا

صفحہ	الفاظ	معانی	صفحہ	الفاظ	معانی
۸۰	گریہ و بکا	آہ و زاری کرنا	۱۱۳	منجر بفساد	فساد کا سبب جو فساد کی طرف لے جاتا ہو
،،	صبغۃ اللہ	قدرتی رنگ			
۸۱	تتبع	تابعداری کرنیوالا	،،	تصنع	بناوٹ ، ریاکاری
۸۲	مرصع	سجا ہوا	،،	کبر و عجب	غرور ، خود بینی انانیت
۸۵	صفوف	صفیں ، قطاریں	۱۱۵	مبداء	بنیاد
،،	تنبول	خرچ ۔ وہ نقدی جو	،،	بدایت	شروع سے
		شادی پر دولہا کو دی	،،	مبعوث	بھیجا گیا
		جاتی ہے ، فیض	۱۱۷	متمکن	قائم ہونا ، فائز ہونا
۸۷	دانہ خردل	رائی یعنی سرسوں کا دانہ	۱۲۰	محل حوادث	حادثات کی جگہ
۸۹	بحر عمیق	گہرا سمندر	۱۲۸	بل چھل	قوت ، غرور ، شوخی
	پایاب ہونا		،،	تیاگ	چھوڑنا
۹۴	قفس عنصری	خاکی جسم	،،	اگوانی	سرداری ، پیشوائی
۹۵	مہجورانہ	فراقیہ ،	،،	پاپ	گناہ
،،	سروش غیبی	آسمانی آواز ، ہاتف غیب	۱۲۸	روگ سوگ	بیماری ، دکھ تکلیف
۹۶	ہر کہ و مہ	ہر چھوٹا بڑا	۱۲۹	جمدوت	ملک الموت
۹۷	محو و مضمحل	نہ ہونے کے برابر	۱۳۲	چوپان	چھیڑو ، چرواہا
،،	ہستی موہوم	وہمی ، فرضی زندگی	۱۳۳	زجر و توبیخ	دھمکی ، ڈانٹ ڈپٹ ، ملامت
۹۸	عالم علوی	آسمانی دنیا ، فرشتے	۱۳۴	چکلہ دار	تھانیدار ، جاگیردار چکلے کا مالک
،،	عالم سفلی	عالم ناسوت ، زمینی مخلوق	۱۳۴	مجتنب	دور رہنا
	مربوط رہا	جڑا رہا ، چلتا رہا		رمق	تھوڑی سی جان ، آخری سانس

صفحہ	الفاظ	معانی	صفحہ	الفاظ	معانی
۱۲۸	تفاوت	فرق ہوتا	۲۰۱	پنتھ	قوم، فرقہ، ملت،
"	جریب	زمین ناپنے کا پیمانہ، فیتہ	۲۰۲	تصویب	تصدیق
"	نالش	فریاد کرنا، عرض کرنا	۲۱۳	قدوہ السالکین	سالکوں کے پیشوا، سردار
۱۳۹	دانہ بریاں	بھنا ہوا دانہ	۲۲۵	مسلوب الحال	ہوش کھو دینا، مجذوب ہونا
۱۴۰	کنجقہ	زمین کا فتراک	۲۲۸	بعد الحاح	بہت زیادہ گریہ زاری،
۱۴۱	تعشق	اشتیاق پیدا ہوا، محبت			" " منت سماجت
"	کبیدہ خاطر	آزردہ، غمگین	۲۲۹	آئندہ و رونده	آنے والا اور جانے والا
۱۴۲	الحاح وزاری	گڑگڑانا، رونا دھونا	۲۳۴	محطوط	گھرا ہوا، احاطہ میں رہا،
"	جنین	وہ بچہ جو ابھی رحم مادر میں ہو	۲۳۶	مطاف	طواف کرنے کی جگہ
۱۴۳	فروکش	قیام کیا، ٹھہرنا	۲۴۸	متمتع	نفع حاصل کرنیوالا
۱۴۴	پسخوردہ	جوٹھا، کھانے کے بعد بچا ہوا کھانا،	"	مقراض	قینچی،
۱۴۶	ہیزم کشی	بالن اکٹھا کرنا، خشک لکڑیاں کاٹنا			
"	زنار	وہ زنجیر جو ہندو گلے اور بغل کے درمیان ڈالے رہتے ہیں جنیو۔ وہ زنجیر جو عیسائی، مجوسی یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔			

ترجمہ عربی عبارات

صفحہ نمبر ۸۳ : مگر جب تو اللہ جل جلالہ کی معرفت اور محبت میں فناہ ہو جائے اور اس بدن کی سوچ اور فکر کے سمندر میں غوطہ لگانے سے اپنے آپ کو بچائے ۔ اور انوارِ سماویہ عرشیہ مقدسہ اس پر ضیا افگن اور نازل ہو جائیں ۔ تو وہ اس عالم اجسام میں تصرف کرنے پر اس طرح قادر ہو جاتا ہے جس طرح ارواحِ فلکیہ اس عالم میں تصرف کرنے پر قادر ہیں ۔

صفحہ نمبر ۸۷ : میں نے اللہ جل جلالہ کی تمام زمین دانۂ خردل کی طرح سمٹی ہوئی دیکھی ۔

صفحہ نمبر ۸۸ : جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کو ولی بنانے کا ارادہ کرے تو اولاً اس کو علمِ لدنی عطا فرماتا ہے جس سے وہ ولی عالم ہو جاتا ہے ۔ اور اپنے ۹۹ اسمائے حُسنہ کا علم دنیا ہے تو اس پر علم کے ایسے دروازے کھل جاتے ہیں جو علمائے ظاہر پر نہیں کُھلتے پھر اس کو اسمائے باطنیہ و ظاہریہ کی معرفت میں ترقی عطا فرماتا ہے جس طرح علوم ظاہریہ کے علما اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔ اور اپنی ذات اور اسمائے شریفہ کی معرفت کے بعد اس کو باطنی اشیا یعنی حروفِ مفردہ کا علم عطا فرماتا ہے اور وہ ۱۴ چودہ حروف ہیں جن کا ذکر قرآنِ پاک کی سورتوں کے شروع میں آتا ہے اور جن کو حروف نورانیہ متقدمہ کہا جاتا ہے جن کے سمجھنے کے بعد اللہ تعالیٰ جہ اُس کو اسمِ اعظم کی فہم عطا فرماتا ہے کہ اگر اسکے وسیلے سے دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور اگر کسی چیز کو طلب کیا جائے تو عطا کی جاتی ہے ۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ اسمِ اعظم حضرت خضر علیہ السّلام سے حاصل ہوتا ہے اور بعض اولیا کرام بادِ رحمت چلتے وقت بذریعہ الہام حاصل کر لیتے ہیں ۔ بہر حال اسمِ اعظم کے حصول کے لیے اولیا کرام میں مختلف طریقے ہیں جن کی تفصیل باعثِ تطویل ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کے لئے زمین سمٹ جاتی ہے اور پانی پر چلتا ہے ۔ ہوا میں اُڑتا ہے ۔ زمین اور اجسام اس کیلئے منقلب کئے جاتے ہیں ۔ اور اس کے علاوہ کئی کرامات ہیں جن کے ساتھ اللہ جہ نے اولیاء کو خاص کیا ہے اور یہ صحیفوں کا علم نہیں بلکہ یہ ایک خاص راز ہے اللہ جہ اور بندے کے درمیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کا وجود اولاً اللہ ؑ کے اسماء باطنیہ اور ثانیاً اسماء ظاہریہ مقدسہ سے قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء معجمہ باطنیہ دنیا اور آخرت کے تمام امور کا اصل ہے اور یہی اسم اعظم اللہ جؔ کے راز اور علم مکنون کا خزانہ ہے اور اس سے اللہ ؑ کے تمام اسماء متفرع ہوئے ہیں اور یہی وہ اسم پاک ہے جس کے وسیلہ سے تمام امور حل ہوتے ہیں جس کو اُمُّ الکتاب کے ودیعت رکھا ہے ۔

صفحہ نمبر ۱۰۹ : جان کہ وَھّاب اس ذات کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی عوض اور غرض کے بے انتہا بخشش ۔۔۔ کرے جب عطیات اور صلہ زیادہ ہو جائیں تو اس کے صاحب کو وَھّابْ کہا جاتا ہے اور اس کا تصور اللہ جؔ کے سوا اور کسی سے نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہی بغیر عوض اور غرض کے بخشش کرنیوالا ہے اور اس نے آپ کو دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے صحت جاہت اور ایجاد کی طاقت بخشی اور تیری خلقت کو مکمل کیا تاکہ تو داعی (اللہ) کی صدا کا جواب دے سکے ۔

صفحہ نمبر ۱۱۰ : جان کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا وعدہ کرے اور اس اسم کا مظہر اتم بن جائے تو تمام کائنات کو اپنی خدمت کرتا ہوئے دیکھتا ہے اور جو شخص اس اسم کا ذکر کثرت سے کریگا اس پر بخشش کے دروازے کھل جائیں گے ۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۱۵ : زیادہ بہتر اور نسبتاً زیادہ قریب ہیں اور ان کا مقام بلند ہے ۔ کیونکہ ان کے علم کے ساتھ خوفِ خدا لازم ہے جو تعظیم الٰہی سے ظاہر ہوتا ہے تو جس عالم کو خوفِ خدا نہ ہو وہ وراثت کا حقدار نہیں اور رسول ؐ کے قول العلماءُ ورثۃ الانبیاء " میں علمائے علماء باللہ مراد ہیں ۔ کیونکہ علمِ باللہ کے لئے خوفِ خدا کا ہونا ضروری ہے ۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۱۹ : جو ان فنون میں سے ہر فن میں مشارٌ الیہ ہو ، اور اس سے قبل بھی ہر صدی کے بعد ایسا شخص ہوتا تھا جو امورِ دین کی تجدید کرتا تھا ، اور حدیث شریف میں ذکر شدہ صدی سے گذشتہ صدی مراد ہے اور مجدد مشہور عالم ہوگا جو مشارٌ الیہ ہو ۔

صفحہ نمبر ۱۳۱ : اگر دریا سیاہی ہوں اور تمام مخلوق کی انگلیاں قلم ہوں ، اور تمام عمریں اس کے لکھنے میں صرف کردیں ، ان کے ہزار ہا خوارق و کرامات سے ایک حرف بھی نہ لکھ سکیں ۔

فارسی عبارات

صفحہ نمبر ۴۸ شعر نمبر۱ : جان لیجئے حاجی سلیمان ہوا اور سلیمان حاجی سے ایک جان ہوا
" شعر نمبر۲ : دو وجودوں کے درمیان ایک جان کا ہی نور دیکھو ۔ سلیمان حاجی اور حاجی سلیمان دیکھو ۔
صفحہ نمبر ۴۸ شعر نمبر ۲ : میں تو ہوا تو میں ہوا ۔ میں جان ہوں اور تو جسم ہے ۔
— اس لئے کہ بعد میں کوئی یہ نہ کہے کہ میں اور ہوں اور تو اور ہے ۔
صفحہ نمبر ۵۰ : اسی طرح نبی پاکؐ کا ارشاد پاک ہے اس تعلق سے سلیمان مقبول ہوا ہے ۔
— جو خدا تعالیٰ کی مہربانی سے تمام جہان میں قیامت تک تمہارا حکم جاری ہوگا ۔
— تیری اولاد کا حکم جہان میں چلے گا تیرے ارشاد کا حکم تازہ ہی ہوگا ۔
صفحہ نمبر ۵۱ : عشق اور فیض سے لبالب اور مالا مال ہے ۔ چک ساہنپال روئے زمین پر بہشت ہے
— عجب مکان ہے مکان کیا ہے جو آنکھوں کو نور بخشتا ہے خوبصورت زمین کیسی زمین جو دل کو حال بخشتی ہے
— باشندوں سے کیا چھوٹوں اور بڑوں کو اگر تو دیکھے باطن میں سوز سے پُر ہیں اور ظاہر میں آبِ زلال ہیں ۔ (میٹھا شربت)
— جس جگہ پر خدا کا قطب مقام کرے سالک اور اولیائے کرام اور ابدال وہاں کس طرح گزر نہ کریں ۔
— اپنے لطف سے احمدؔ کو بلاؤ اور اسے دروازے سے نہ دھتکار / نہ ہٹاؤ جو کہ تیری درگاہ پہ وصال کی امید پہ جھکا ہوا ہے ۔
صفحہ نمبر ۵۲ : علامہ شیخ محمد ماہ صداقت کنجاہیؒ ۔ چک ساہن پال کی تعریف میں یہ نظم لکھی ہے ۔
— اللہ کی قسم اس کی بنیاد فیض و برکات کے موافق ہے یہ عشاق کا گھر اور مقام ہے ۔
— صفائی اس کی نہایت ہی دلگیر کی گئی ہے موتیوں کے پانی سے اس کی تعمیر کی گئی ہے ۔
— جگہ ایسی کہ اسکے پھولوں کی کثرت نظر کی حد سے بھی زیادہ ہے اور زمین اسکی مثل باغ کے گویا کہ ابریشم پر ارژنگ کے نقوش ہیں
— ہوا اسکی عشق کی ہوا کی طرح مشہور ہے اور غبار اُس کا نوری سرمہ کے غبار کی طرح ۔

— موسیقار کی طرح اس کی ہر گلی کوچہ میں تازے تازے سرود کی بہار نے اپنا رنگ پھینکا ہوا ہے۔
— کھوڑے کے نمک کی طرح اس کا فیض نمک کی پرورش پایا ہوا ہے اس کی حیرت سے خوشاب نے اپنا منہ دیوار میں دے دیا ہے۔
— ہزارہ اُسکی بارگاہ کا سگ ہے اسی لئے ہزارے نے تعظیم واحترام کے رُو سے کنارہ پکڑ لیا ہے۔
— اس کی زمین سے عشق کے وجود کا خمیر ہے یہ سرزمین بہشت ہے اور رضوان اس کا خوشہ چین ہے۔
— اسی لئے عشاق بیتاب ہو کر حال کھیلتے ہیں تو ارغنوں دُولاب کا ایک ہی آواز ہوتا ہے۔
— اس کے حرم کی گرد / غبار محبت کرتی ہے کہ میں مقیم ہونے سے سفر ہی کرتی رہوں۔
— بدن کے ہر ایک بال سے درد کا فوارہ چھوٹتا ہے جیساکہ بچہ جو اپنے ہی آنسوؤں کے درد سے بیقرار ہوتا ہے۔
— اس کی سرزمین سے انسان کی نسل سرسبز ہوتی ہے سیاہ تل کی طرح پانی کے بغیر ہی سبز ہوتی ہے۔
— دریا کا اس کے قریب ہونا گواہی دیتا ہے کہ یہ بارگاہ دریاؤں اور جنگلوں کے بادشاہ کا مسکن ہے۔
— گرداگرد اس کا طور کے دامن کا چراغ ہے آسمان نورانی کی طرح نور سے بھرا ہوا۔
— وہ دن نہایت ہی خوش ہوگا جس دن اس کے شہر میں میں اس کے مزار پر پروانے کی طرح ہوں گا۔
— آنکھوں کو آنسوؤں سے تر کئے ہوئے۔ غلامی کا سجدہ سر کیے ہوئے۔
— اُمید کے کعبہ کے گرد پھرتا ہوا۔ ذرّے کی مانند خورشید کے گرد پھرتا ہوا۔
— آہوں کے شعلے سے اپنا چراغ روشن کروں۔ اس بارگاہ میں اپنی جان کی شیرینی بطور نذر پیش کروں۔
— حاصل کلام اس سرزمین کی یہ ایک صفت ہی مکمل ہے کہ یہ سرزمین دین اور دُنیا کے قطب کی آرامگاہ ہے۔

صفحہ نمبر ۸۱: اس کی کلام درحقیقت اللہ کی کلام ہوتی ہے اگرچہ وُہ کلام اللہ کے بندے کے حلق سے ہی نکلی ہو۔
۸۲: جس کو خدا تعالیٰ کارمختار کر دے بھلا اس کے درجات کو کون شمار کرسکتا ہے۔

موسیقار: ایک باجا ہے۔ ارغنون: ایک قسم کا باجا ہے جسے افلاطون نے ایجاد کیا تھا۔
دُولاب: گراری یا رہٹ یا چرخ۔

صفحہ نمبر ۹۵: اے دِل تجھے خوشخبری ہو کہ مسیحا کے دَم والا آ رہا ہے جو اُس کے وجود سے کسی کی خوشبو آتی ہے۔

صفحہ نمبر ۱۱۲: اگر دین کا کام محض دلائل سے ہی ہوتا تو فخر الدین رازی دین کے تمام بھیدوں سے واقف ہوتے لیکن جب " جو نہیں چکھتا وُہ لذت نہیں پاتا۔ عقل اور خیالات اسکی خبر کو نہیں جانتے ہیں

صفحہ نمبر ۱۱۳: وُہ علم جس سے دونوں جہان روشن ہیں ۔ عجب ہے کہ اُسی علم سے ہی راہنما بھی بنتے ہیں اور اسی سے راہ زن بھی یعنی ڈاکو۔

صفحہ نمبر ۱۱۴: وہ عالم جو علم کو دنیا چلانے اور جسم پالنے کا ذریعہ بناتا ہے وُہ خود گمراہ ہے۔ دوسروں کو خاک راہبری کرے گا۔

صفحہ نمبر ۱۱۹: حقیقتِ محمدیہؐ کو بھی آسمانی دَوروں کی طرح دَورے ہیں اور نہایت یعنی ہر دور کی حد سو سال کے سر پر ہوتی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائے گا اس امت کے لئے ہر صدی کے بعد جو امورِ دین کی تجدید کرے۔

جس شخص کے ہاتھ سے وُہ کام جو تقویت اور تجدید اور ترویج اس امر کی ہو۔ وُہ جس وادی سے بھی ہو اس بشارت میں داخل ہے چنانچہ علمائے ربّانی و مشائخ و اُمراء و حکّام وغیرہم تمام اس عنوان کے مصداق ہیں یعنی ان صفات کے عامل ۔ اور اس باب میں بڑے سے بڑے کام ارشادات و ہدایات ہیں ۔ یعنی مخلوق کو ہر طریقے سے صراطِ مستقیم پر لانا ہے اور نبی اکرمؐ کی سنتوں کو از سرِ نو جاری کرنا اور از سرِ نو سنتوں کو رواج دینا یعنی حضور اکرمؐ کے طریقہ صحیحہ کو چلانا ۔ اُلحق کہ ان کاموں سے بڑھ کر جن میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے سعادت اور خدائی دولت ہو اور کوئی کام نہیں۔

حضرت شاہ غلام علیؒ صاحب مجددی دہلوی اپنے مکتوبات شریف میں جو (۸۸) مکتوب ہے لکھتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر صدی کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا جو اُمت پر احکامِ شریعت کو تازہ کر دیگا۔ چنانچہ بادشاہوں میں عمر بن عبد العزیزؒ اور دین کے

کاموں میں علماء مثلاً امام شافعیؒ اور صوفیائے کرام میں مجدد معروف کرخیؒ اور علم کے بھیدوں میں امام غزالیؒ مجدد ہیں اور کثرتِ فیوض اور کثرتِ کرامات میں حضرت غوث الاعظمؒ مجدد ہیں۔ انہی مجددوں نے امت کے احکام کو تقویت بخشی ہے اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ علم حدیث میں مجدد ہیں ... نے علم حدیث کو رواج دیا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ طریقت کے اور حقیقت بیانوں میں ممتاز ہیں۔

صفحہ نمبر ۱۴۵: اے نوشہ گنج بخش تیری جلد نشینی گودڑی شریعت کا ... ہے۔ اور طریقت کا دار و مدار تیرے قدموں کی عزت ہے۔

اے تجھ سے دین کی حقیقت نے زیور پہنا۔ اور معرفت کو دیکھنے والی آنکھ کا چمکنا ہے
تو جناب دستگیر کی ولایت کے باغ کا ایک سرو ہے لے جو تمام جہان کے اولیا تیرا انتظار کرنیوالے ہیں۔
آپ کا جھنڈا ساتویں آسمان پر ہے۔ مشرق اور مغرب آپ کے دانتوں کے تبسم سے روشن ہوا۔
آپ کا نامِ گرامی اسم اعظم کی تاثیر رکھتا ہے آپ کے ہونٹ مبارک موسیٰ علیہ السلام کی طرح قم باذنی کرنیوالے ہیں۔
بلکہ ان کے دم سے سو سو مرتبہ بہتر ہے اس لیے کہ آپ ہر روز ہر مردہ دل کو زندہ کرتے ہو۔
آپ کے دیدار کے لیے ملائکہ آسمانی استقبالاً حور و قصور کے ساتھ آئے جب کہ آپ کی تکفین ہوئی۔
اے محمد حاجی نوشہ صاحب خدا کے لئے میرا ہاتھ پکڑ۔ سامان اٹھاتے و الاعلام ہوا ہے۔

صفحہ نمبر ۱۹۳: اے بلند قدر والے محمد برخوردار! خدا کے اہل کاروں کو یہ لائق نہیں ہے کہ جو بندے کی اہل کاری اختیار کریں وہاں سے اٹھے اور گھر چلے آئے

اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھ کر خمیر کرنا۔ بادشاہ کے پیش ہو کر سینے پر ہاتھ رکھنے سے بہتر ہے۔

صفحہ نمبر ۱۹۴: عزیز القدر محمد ہاشم! استاد صاحب سے کہو کہ آپ آنے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ اس لئے کہ ان کا آنا ہماری شہرت کا باعث ہو سکتا ہے اور یہ کام ہمارے لئے اچھا نہیں۔ نیز اُن کا حق بھی ہم پر ثابت ہے کیونکہ تم اُن کی خدمت میں رہ کر ہی فارغ التحصیل ہوئے ہو۔ لہذا ہم خود آئیں گے۔

صفحہ نمبر ۱۹۵ :۔ اے عزیز ! اولیاُ اللہ کو نبوت سے ولایت کا حصہ بخشا گیا ہے اور ان کی کرامتیں رسالت کے معجزات کو باقی رکھتی ہیں جبکہ نبی کریمؐ پر پیغمبری کا اختتام ہے تو حکمت الٰہی کا فیصلہ یہ ہے کہ پیغمبرؐ کے وصال کے بعد ہدایت اور تبلیغ اور معرفت اور حکم اور علوم میں جو اولیا اللہ نے حصہ پایا ہے ۔ احکام اسلام کی تبلیغ امت محمدی کے لئے تا قیامت کی جائے ۔ پس حقیقی مرشد خدا تعالیٰ کو جاننا چاہیئے اور تصوری مرشد محمد رسول اللہؐ کو ۔ اور وقتی مرشد کو خلیفہ برحق اور اسلام کا مبلغ پہچاننا چاہیئے اور ولایت محمدی کا ظہور حاضر وقت مرشد کی ذات سے جو کہ سچیاری صفتوں سے متصف ہو ۔ اُسے مرشد کہتے ہیں ۔ اور اپنے آپ میں ان چیزوں کا ظہور پائے اور دوئی کو دونوں جہانوں سے اٹھائے اور وحدت کی حقیقت کو پائے ۔ سلام ہو اُس پر کہ جس نے ہدایت پائی اور اُس پر سلام ہو کہ جس نے ہدایت کی تابعداری کی ۔

صفحہ نمبر ۲۲۷ : جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جناب نوشہ صاحبؒ کی خانقاہ تیار ہوئی ۔ تو شرافت نے اُس کی تعمیر کی تاریخ ڈھونڈی ۔ تو ہاتف نے انہیں کہا "روضۂ نوشاہ" ۱۳۷۲ھ

تعارف مرتّب کتاب ہذا

نام محمد اشرف نوشاہی ۔ مورخہ پندرہ اپریل ۱۹۸۳ء بمطابق یکم رجب المرجب ۱۴۰۳ھ بروز جمعۃ المبارک جناب قبلہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی صاحبؒ کے دستِ حق پر بیعت کی تو بحکم مرشد پاک اپنے نام کے ساتھ نوشاہی لکھنے لگا ۔ والد صاحب کا نام گرامی فتح علی ، جن کی بیعت طریقت صاحبزادہ جناب میاں فرمائش دین نوشاہی صاحبؒ سے ہے ۔ داداجان کا اسم گرامی میاں محمد علی ساہنپالویؒ جن کی بیعت جناب سید محمد عالم نوشاہی ڈھل والہؒ سے ہے ۔ اور پڑدادا کا نام خوشی محمد ولد تھو ولد ہاشمؒ ۔ میرے آباؤاجداد کا پیشہ کفش دوزی رہا ۔ بلکہ والد صاحب اب بھی یہی کام کرتے ہیں ۔ میرا آبائی گاؤں "نگری نوشہ پاک دی" ساہن پال شریف ہے ۔ میرے والد صاحب ساہن پال شریف سے سیلاب سے متاثر ہونے کی وجہ سے موضع ڈھل میں چلے آئے اور آجکل اسی گاؤں میں مقیم ہیں ۔ میرا پورا خاندان سلسلہ نوشاہی سے منسلک ہے ۔

اظہارِ تشکّر

کتاب "کارِ نوشہ گنج بخش" کی تدوین و طباعت میں محض میری ذاتی کوششوں کا دخل نہیں بلکہ اس میں کئی شخصیات کی محنت کارفرما ہے، جن میں نمایاں طور پر سائیں محمد لطیف نوشاہی جنھوں کتاب مرتب کرنے کی ترغیب دی۔ اور کتاب کی پروف ریڈنگ اور مکمل کرنے میں میرے چھوٹے بھائیوں محمد اسلم، محمد ارشد، محمد مہدی حسن صاحبان نے نہایت شوق سے ساتھ دیا۔ کتاب کی فولڈنگ میں میرے گھر کے تمام افراد اور بزمِ نوشاہی کے تمام احباب خصوصاً جناب چچا محمد لطیف نوشاہی، ماموں بشیر احمد، شیر محمد ماچھی چچا صدیق میرے ماموں زاد بھائی رشید احمد اور میرے چھوٹے بھائی محمد ارشد، محمد اختر نے بڑی دل جوئی سے کام کیا۔ اس طرح کتاب کی جُز بندی میں بھی چچا محمد لطیف، چھوٹے بھائی محمد اختر، ماموں زاد بھائی رشید احمد اور محمد اشرف آف ملجوال نے بڑے شوق کا مظاہرہ کیا۔ اور جو احباب کتاب کا کام نہیں کر سکتے تھے جن میں غلام قادر تارڑ، محمد عنایت نمبردار، بشیر احمد نذیر احمد شبیر احمد لوہار اور خصوصاً جناب سیّد غلام علی شاہ صاحب، میرے والد صاحب، والدہ صاحبہ اور خاندان کے دیگر چھوٹے بڑے افراد شامل ہیں، کتاب کی اشاعت کے لئے دعائیں کیں، میں ان سب کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔

اور سب سے بڑھ کر میاں ظہور احمد صاحب مالک پھالیہ پرنٹنگ پریس، میاں نوید حفیظ صاحب مالک محفل پریس پھالیہ کا بے حد ممنون ہوں کہ جنھوں نے نہایت ہی معقول ریٹ لگا کر کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں میرے لئے آسانی پیدا کی۔

اور جلد ساز محمد اشرف ہجرا آف بسلی، میاں ریاض احمد ساہنپالوی آف لیدھر نے بڑے شوق سے جلد سازی کا کام سرانجام دیا۔ ان کا بھی بے حد مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

دُعاگو

اشرف نوشاہی

شیخ الاسلام حضرت حاجی محمدؒ نوشہ گنج بخش علوی قدس سرہ

کے

آباؤ اجداد اور اولاد کے حالات پر مشتمل

ضخیم کتاب

تاریخِ عباسیؒ

تالیف

سید شریف احمد شرافت نوشاہیؒ

باب اوّل: اس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام آباء نبوی کا تذکرہ ہے۔

باب دوم: اس میں حضرت ابوطالب سے لیکر حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے آباؤ اجداد کا تذکرہ ہے۔ اور اس کے بعد مؤلف کتاب تک رجالِ نوشاہیہ کا تذکرہ ہے

مشائخ قادریہ نوشاہیہ کے حالات و واقعات پر

شہرۂ آفاق کتاب

شریف التواریخ

تالیف

سید شریف احمد شرافت نوشاہیؒ

جلد اول موسوم بہ تاریخ الاقطاب (ایک حصہ) صفحات ۱۲۶۴

از حضور پُرنور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تا جناب نوشہ سرکار قادریؒ بلحاظ سلسلۂ طریقت

جلد دوم موسوم بہ طبقاتِ نوشاہیہ (دو حصے) صفحات ۲۰۲۴

جناب نوشہ پاکؒ کی صلبی اولاد کے حالات (۲) جناب نوشہ سرکارؒ کے اکابر خلفاؒ کے حالات

جلد سوم موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ (بارہ حصے) صفحات ۵۱۷۰

اس میں سلسلۂ نوشاہیہ کے وابستگان کا پشت وار تذکرہ ہے۔